إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ

بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

نماز کی کتاب

النقیب الاشراف قدوۃ الاولیاء

شیخ المشائخ حضور پیر شیخ السید **طاہر علاؤ الدین** القادری الگیلانی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وتدوین

النقیب الاشراف حضور پیر شیخ السید **عبد القادر جمال الدین** القادری الگیلانی البغدادی مدظلہ العالی

إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ

بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

نماز کی کتاب

تصنیف و تالیف

النقیب الاشراف قدوۃ الاولیاء

شیخ المشائخ حضور پیر شیخ السید **طاہر علاؤ الدینؒ** القادری الگیلانی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین

النقیب الاشراف حضور پیر شیخ السید **عبدالقادر جمال الدین** القادری الگیلانی البغدادی مدظلہ العالی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب .... نماز کی کتاب

تصنیف وتالیف

النقیب الاشراف قدوۃ الاولیاء

شیخ المشائخ حضور پیر السید طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی البغدادی

ترتیب وتدوین

النقیب الاشراف حضور پیر السید عبدالقادر جمال الدین القادری الگیلانی البغدادی مدظلہ العالی

اشاعت .... جون 2016ء

صفحات 252

مطبع .... آرٹ اینڈ گرافکس

- دربارِ غوثیہ شاہ جیلانی روڈ بغداد ٹاؤن (ٹاؤن شپ) لاہور
- دربارِ غوثیہ الگیلانی ہاؤس الگیلانی روڈ۔ کوئٹہ
- الگیلانی ہاؤس 4-بی 11-سٹریٹ مین سن سیٹ بلیوارڈ۔ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی۔ کراچی

● **DARBAR-E-GHOUSIA**

LONDON, 1-A, BEACON LANE, KINGSBURY, NW9 9AY, LONDON UK

E-mail:algillani@hotmail.com - www.algillani.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰٓی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلَّمْ

فہرست

	عنوانات	صفحہ نمبر
باب نمبر 1		
	ابتدائیہ	9
	فلسفہ واہمیت نماز	12
	طہارت کے احکام وآداب	20
	وضو کا بیان	22
	غسل کا باب	35
	حیض اور نفاس کا بیان	44
	تیمّم کا بیان	49
باب نمبر 2	اذان کا بیان	57
	اقامت کا بیان	64
	ایمان مجمل	65
باب نمبر 3	شش کلمات	66
	آیۃ الکرسی	69
باب نمبر 4	نماز کا طریقہ	70
	نماز کی شرائط	77
	نماز کے ارکان	88
	تکبیر تحریمہ کا بیان	91
	نماز کے واجبات	102

	نماز کی سنتیں	103
	نماز کے مستحبات	105
	آمین کے مسائل	106
	نماز کے آداب	113
	نماز کو فاسد کرنے والے امور	114
	وتر کی نماز	120
	مؤکدہ اور غیر مؤکدہ سنتیں	124
	قضاء نمازوں کی ادائیگی کا بیان	125
	مسافر کی نماز	127
	معذور آدمی کی نماز	130
	سجدہ سہو کا بیان	131
	امامت اور با جماعت نماز کا بیان	139
	نماز با جماعت کے فضائل	143
	امامت کا بیان	145
	مرد اور عورت کی نماز میں فرق	150
باب نمبر 5	میت کے غسل کا پیان	153
	کفن کا بیان	155
	نماز جنازہ کا بیان	157
	میت کو قبرستان لے جانے کا بیان	162
باب نمبر 6	نفل نمازوں کا بیان	164
	نماز تہجد کا بیان	167

	صلوٰۃ التسبیح	170
	اسلامی مہینوں کے فضائل	171
	محرم کے نوافل	172
	صفر المظفر کے نوافل	173
	ربیع الاول شریف	174
	ربیع الثانی	176
	جمادی الاولیٰ	176
	جمادی الثانی	177
	رجب المرجب	178
	شعبان المعظم	180
	رمضان المبارک	184
	شب قدر	189
	شوال المکرم	191
	ذوالقعدہ	193
	ذوالحجہ	194
باب نمبر 7	فضائل درود شریف	199
	درود ابراہیمی	205
	درود جامع ابراہیمی	205
	حبیب خدا ﷺ کا درود پاک	207
	درود سرور کائنات ﷺ	208
	صاحب لولاک ﷺ کا درود پاک	209

209	درود نبی کریم ﷺ	
210	سید المرسلین ﷺ کا درود پاک	
211	درود تاج	
214	درود جبرائیل علیہ السلام	
214	حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا درود	
215	درود سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا	
215	درود امام حسن رضی اللہ عنہ	
216	درود اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین	
217	درود عاشقان حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ	
217	درود حضرت غوث الاعظمؒ	
218	درود غوثیہؒ	
219	درود تنجینا	
221	درود ہزارہ	
221	درود حبیب ﷺ	
221	درود خضری	
222	درود ابن کثیرؒ	
223	درود حضوری	
223	درود مقرب	
224	درود مستجاب الدعوات	
224	درود قطب	
226	درود بیدار	

226	درود العابدین	
227	درود حب رسول ﷺ	
228	درود نجات وبا	
228	درود قلبی	
229	درود شفائے قلوب	
230	درود تریاق امراض	
231	درود تمکین	
232	درود نعم البدل صدقہ	
232	درود العاشقین	
233	درود الفاتح	
234	درود امام بوصیریؒ	
235	درود خمسہ	
236	درود حل المشکلات	
237	دعائے گنج العرش	
245	اسمائے حسنیٰ	
249	اَسماء النبی ﷺ	

باب نمبر 1

ابتدائیہ

نماز اعمالِ صالحہ میں سے افضل ومقدم ہے اکثر مسلمان نماز پڑھتے ہیں مگر نماز کی خوبیوں سے پوری طرح واقف نہیں ہوتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ نماز دین کے لئے ستون کا درجہ رکھتی ہے اور اس کی ادائیگی سے دس برکات حاصل ہوتی ہیں۔

۱۔ دنیا اور آخرت میں چہرہ منور رہتا ہے۔
۲۔ قلبی وروحانی مسرت حاصل ہوتی ہے۔
۳۔ قبر منور ہو جاتی ہے۔
۴۔ میزان عمل میں نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوتا ہے۔
۵۔ جسم امراض سے محفوظ رہتا ہے۔
۶۔ دل میں سوز و گداز پیدا ہوتا ہے۔
۷۔ بہشت میں حور وقصور ملتے ہیں۔
۸۔ دوزخ کی آگ اور روزِ محشر کی تمازتِ آفتاب سے نجات ملتی ہے۔
۹۔ باری تعالی کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔
۱۰۔ جنت میں خدا کے دیدار کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

اسی طرح روایت ہے کہ ایک روز حضور ﷺ نے نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

”جو شخص نماز کی حفاظت کرے گا تو یہ اس کے لئے قیامت میں روشنی اور برہان بنے گی اور جو نماز کی محافظت نہیں کرے گا تو اس کے لئے روشنی نجات اور برہان نہیں ہوگی

اور وہ قیامت کے روز قارون، فرعون، ہامان اور ابی ابن خلف کی معیت میں ہوگا۔" (مشکوٰۃ)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں (کلمہ شہادت یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور نماز اور ادائے زکوٰۃ اور حج اور رمضان کے روزے۔"

اگر غور کیا جائے تو نماز ان پانچوں کا مجموعہ ہے۔ ہر نمازی تشہد میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور حضرت محمد ﷺ کی عبدیت و رسالت کی گواہی دیتا ہے معلوم ہوا کہ نماز میں اسلام کی پہلی بنیاد یعنی کلمۂ شہادت موجود ہے اس طرح نماز میں زکوٰۃ کی جھلک بھی پائی جاتی ہے اور وہ اس طرح کی نماز پڑھنے کی نیت سے خرید و فروخت کو چھوڑ دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور اسی کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ہے اس کو اللہ کی عبادت میں استعمال کرنا، زکوٰۃ کے مترادف ہے اور نماز کے دروان کھانے پینے اور دیگر ضروریات سے رکے رہنا بمنزلہ روزہ کے لئے پھر کعبۃ اللہ کی طرف رخ کرنا حج کی طرح ہے۔

نماز ہر سمجھ بوجھ والے مسلمان بالغ مرد اور عورت پر فرض ہے جب لڑکا لڑکی کی عمر سات سال ہو جائے تو نماز پڑھانی چاہئے کیوں کہ اسلام میں جتنی تاکید نماز کی ہے کسی عبادت کی نہیں ہے۔ اس کے فضائل بہت ہیں اور اس کے چھوڑنے والوں کے لئے بڑے بڑے دردناک عذاب مقرر ہیں اس میں ایک ایسی بات ہے جو کسی اور عبادت میں نہیں۔ یعنی

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ — یعنی نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔

صرف نماز ہی فواحش و منکرات سے نہیں روکتی بلکہ خود اللہ تعالیٰ بھی روکتا ہے۔

لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ کے منع کرنے کے باوجود نہیں رکتے وہ نماز کے روکنے

سے کہاں رک سکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ برائی سے روکنے کا تقاضا اور ہے اور برائی سے رکنا یہ علیحدہ بات ہے ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔

اس کے دوسرے معنی یہ ہوئے کہ نماز روحانی امراض کی ایک دوا ہے جس طرح جسمانی دواؤں میں بعض امراض کو روکنے اور دور کرنے کی خاصیتیں ہوتی ہیں اسی طرح نماز میں بھی فواحش اور منکرات سے روکنے اور انہیں دور کرنے کی خاصیت پائی جاتی ہے لیکن اس قسم کی خاصیتوں کے ظاہر ہونے کی پہلی شرط یہ ہے کہ جس دوا کو ہم نے فائدہ حاصل کرنے کیلئے استعمال کیا ہے اس کے بعد ہم کوئی ایسی چیز استعمال نہ کریں جو فائدہ کو ضائع کر دے ورنہ اس دوا سے مطلوبہ فائدہ حاصل نہ ہوگا بلکہ مضر اور نقصان دہ چیزوں کا نقصان غالب آجائے گا۔

بالکل اسی طرح جب ایک شخص نماز پڑھنے کے بعد جھوٹ بولتا ہے یا کسی کی غیبت کرتا ہے یا اس سے گناہ سرزد ہوتا ہے تو یقیناً وہ نماز کے اصل فوائد اور اس کی خاصیت سے محروم رہے گا اس شخص کی محرومی کی وجہ یہ نہیں کہ نماز میں وہ فائدہ نہیں پایا جاتا بلکہ اس کا سبب صرف یہ ہے کہ نمازی نے نماز کے بعد ایک ایسے فعل کا ارتکاب کیا جس نے نماز کی منفعتوں سے اسے محروم کر دیا مگر جو اللہ کے مقربین بندے ہیں وہ اپنی نمازوں کو اس طریقہ سے ادا کرتے ہیں کہ وہ اللہ اکبر کہنے کے بعد حقیقتاً اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ وہ خدا کے دربار میں حاضر ہیں۔ وہ خدا کے روبرو کھڑے ہیں ان کا دل خدا کی یاد میں مشغول اور ان کی روح بارگاہِ خداوندی میں حاضری کی لذتوں سے مسرور ہوتی ہے بس ہمیں بھی ایسے ہی بندوں کی نمازوں جیسی نماز ادا کرنا ہوگی حضور قدوۃ الاولیاء سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی کی یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی اپنے مقرب بندوں کے ذوقِ عبادت میں حصہ وافر عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

(احقر العباد السید عبدالقادر جمال الدین الگیلانی البغدادی)

فلسفۂ واہمیت نماز

نماز اسلام کے بنیادی ارکان میں ایک اہم ترین رکن ہے یہ صرف اللہ ہی کے لئے ادا کی جاتی ہے لیکن آہستہ آہستہ ہمارے معاشرے میں نماز کو محض ایک عبادت اور بندے اور اللہ کے درمیان ایک نجی معاملہ سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ یہ انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے روحانی، معاشرتی، سیاسی اور ثقافتی پہلوؤں پر پوری طرح اثر انداز ہوتی ہے اور انسان کو معراج یعنی عروج کی زندگی سے مالا مال کرتی ہے۔

قرآن حکیم میں اقامت صلوٰۃ سے مراد وہ نماز ہے جسے ادا کرنا ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہے اور کسی حال میں بھی ملتوی یا ختم نہیں ہوسکتا۔

فرضیت نماز:

نماز کا ادا کرنا اتنا اہم فریضہ ہے کہ اسے میدانِ جنگ میں بھی چھوڑا نہیں جاسکتا حتی کہ اس حال میں بھی حکم ہے کہ اگر جنگ ہو رہی ہو تو مسلمان فوج دو گروہوں میں بٹ جائے ایک گروہ جنگ کرے اور دوسرا نماز ادا کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ	اے پیارے حبیب ﷺ جب تم
الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ	ان میں تشریف فرما ہوں تو نماز میں
مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ	ان کی امامت کرو تو چاہئے کہ ان میں
فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ	ایک جماعت تمہارے ساتھ ہو اور وہ
وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى	اپنے ہتھیار لئے رہے پھر جب وہ سجدہ
لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَا	کرلیں تو ہٹ کر تم سے پیچھے ہو جائیں

خُذُوْ حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ۔

(النساء۔۱۰۲)

اور پھر دوسری جماعت آئے جو اس وقت نماز میں شریک نہ تھی اب وہ تمہارے اقتداء کریں اوراپنے ہتھیار لیے رہیں۔

ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب آقائے دوجہاں ﷺ سے فرمایا:

قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا يُقِيْمُو الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ۔

(سورۃ ابراہیم،۳۱)

(پیارے حبیب ﷺ) میرے ان بندوں سے فرمادیں کہ جوایمان لائے تو نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے ہوئے (رزق) میں خفیہ اور ظاہر خرچ کریں اس دن سے پہلے جس دن نہ کوئی سوداگری ہوگی اور نہ دوستی۔

ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا:

واقيمو الصَّلٰوةَ وَاٰتُو الزَّكٰوةَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ۔

(البقرہ:۱۱۰)

اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو اور اپنی جانوں کے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے ہاں دیکھ لوگے۔

کفر اور عبدیت میں فرق:

آقائے دوجہاں حضرت محمد ﷺ نے فرمایا جب آپ سے سوال کیا گیا کہ

اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کونسا ہے آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِہَا

اپنے وقت پر نماز ادا کرنا۔ سو مسلم شریف کی ایک روایت میں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بین الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ	بندہ (عبد مسلم) اور کافر کے درمیان نماز چھوڑ دینے کا فرق ہے۔

اسی طرح ایک جگہ حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَیْسَ بَیْنَ الْعَبْدِ وَالشِّرْکِ اِلَّا تَرْکُ الصَّلٰوۃِ فَاِذَا تَرَکَھَا فَقَدْ اَشْرَکَ	عبد یعنی مسلمان اور مشرک میں صرف ترک صلوٰۃ کا فرق ہے پس جب اس نے نماز چھوڑ دی تو شرک کیا۔

(ابن ماجہ)

نماز کے اثرات:

نماز بندہ مومن کی زندگی پر گہرا اثر چھوڑتی ہے جس سے یہ بندۂ خاکی ہو کر بھی رشک ملائکہ بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو محبوب بنا کر اس دنیا اور آخرت میں کامیابیاں عطا فرماتا ہے۔

کردار کی پختگی:

میدان کارزار ہستی میں وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو اپنے کردار میں

اولوالعزمی اور استقلال وثبات کے اوصاف رکھتے ہیں نماز ایک ایسا فریضہ ہے جوانسان کی سیرت کوان صفات سے مالا مال کر دیتا ہے کیونکہ اس کا عظیم مظہر ہے اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کی صفت یوں بیان کی ہے:

اَلَّذِیۡنَ ھُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ دائمون (المعارج:۲۳) جو اپنی نماز کی ہمیشہ پابندی کرتے ہیں۔

باہمی الفت:

مسلمان جب دن میں پانچ وقت محلہ کی مسجد میں جمع ہوتے ہیں تو ان کی بیگانگی دور ہو جاتی ہے اور وقفہ وقفہ سے ملنے کی وجہ سے باہمی محبت کو فروغ ملتا ہے اور ایک دوسرے سے تعاون اور ہمدردی کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

نماز مسلمانوں میں صحیح ہمدردی اور سچی غمخواری کے جذبات پیدا کرنے کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔ جب مفلس و دولت مند روزانہ پانچ مرتبہ ایک جگہ جمع ہوں اور صاحب سرمایہ اپنی آنکھوں سے اپنے غریب بھائیوں کی حالت زار دیکھیں تو لازماً ان کے دلوں میں غمخواری کو تحریک ہوگی اور آپس میں الفت ومودت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

فکر وعمل میں یگانگت:

تمام مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں تو جب نماز پڑھنے لگیں تو اپنا منہ قبلہ کی طرف پھیرلیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَحَیۡثُ مَا کُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡھَکُمۡ شَطۡرَہ (البقرہ:۴۴) اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو۔

قبلہ کا تعین صرف اس لئے کیا گیا کہ مسلمانوں میں اتحاد اور فکر و عمل کی یگانگت پیدا ہو۔

نماز تقرب الٰہی کا ذریعہ:

مسلمانو! الہ کا تقرب اللہ کی یاد سے حاصل ہوتا ہے اور اللہ کی یاد نماز سے تازہ ہوتی ہے ایک مومن اپنی نماز میں اللہ کو یاد کرتا ہے نماز کے اندر سجدے کی حالت میں یہ تقرب اپنی انتہا پر ہوتا ہے ارشاد باری ہے:

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِب (العلق:۱۹)

سجدہ کیجئے اور اللہ کے قریب ہو جائیے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

اَقْرَبُ مَا یَكُوْنُ الْعَبْدُ من رَبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ (مسلم کتاب الصلوٰۃ)

بندہ اپنے رب سے اس وقت قریب تر ہوتا ہے جب وہ سجدے کی حالت میں ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز اور قرب الٰہی ایک ہی شے کے دو نام ہیں اور حالت سجدہ قرب کی انتہا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْلِیْ وَلْیُؤْمِنُوْ بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ (البقرہ:۱۸۶)

اے پیارے حبیب ﷺ میرے بندے جب آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو آپ ﷺ انہیں بتادیجئے کہ میں ان سے قریب ہوں پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار

سنتا ہوں اور جواب دیتا ہوں لہذا انہیں چاہئے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں شاید وہ راہ راست پر آ جائیں۔

نماز غموں کا سہارا ہے:

نماز بندہ مومن کے لئے مینارۂ نور کا کام دیتی ہے اور ہر مشکل لمحے میں اسے کام آتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

اَلصَّلٰوۃُ نُوْرُ الْمُؤْمِنِ مَنْ حافظَ یملھَا کَانَتْ لَہٗ نُوراً (ابن ماجہ)

نماز مومن کیلئے نور ہے جس نے نماز کی حفاظت کی تو وہ اس کے لئے نور (روشنی) ہوگی۔

ہمارے ملجاء ماوٰی پیارے آقا کریم ﷺ جب بھی غمگین اور متفکر ہوتے تو نماز پڑھا کرتے تھے۔

کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا حَزَنَہٗ اَمْرٌ صَلّٰی (مسند احمد ج پنجم)

آقا علیہ الصلوۃ والسلام کو جب کوئی بات غمگین اور متفکر کرتی تو آپ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔

نماز پڑھنے والوں کیلئے بشارتیں:

اللہ پاک نے نمازیوں کے لئے بشارتیں دی ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِنْ خَیْرٍ

اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو اور (تم اپنی عاقبت کے لئے جو بھی بھلائی سمجھ کر)

تجدوہ عند اللہ۔ آگے بھیجو گے اللہ کے ہاں اسے موجود پاؤ گے۔

(البقرہ:۱۱۰)

نماز پڑھنے والے جنتی لوگ ہیں ان کا اجر اللہ کے پاس ہے اور انہیں کوئی رنج وغم نہ ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الَّذِينَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُو الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُو الصَّلٰوۃَ وَاٰتُو الزَّکٰوۃَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔	بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیا اور نماز قائم کی اور زکوۃ دی ان کے لئے ان کے رب کے پاس اجر ہے ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

(البقرہ:۲۷۷)

بے نمازی کا حشر:

اللہ تعالیٰ نے بے نمازیوں اور فرشتوں کے درمیان مکالمہ کو یوں بیان کیا۔

مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ	(فرشتے ایک دوزخی سے پوچھیں گے) تمہیں دوزخ میں کیا چیز لے آئی؟ وہ جواب دیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے۔

(المدثر:۴۳)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ لَّمْ یُحَافِظْ عَلَیْهَا لَمْ یَکُنْ لَهٗ نُوْرٌ وَّلَا بُرْهَانٌ وَّلَا نَجَاةٌ وَّکَانَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ	جو کوئی نماز کی محافظت نہیں کرے گا اس کے لئے نماز نہ روشنی بنے گی نہ ایمان کی دلیل بنے گی اور نہ نجات کا

وھامان وَاُبَیُ بِنُ خَلُفٍ۔
(مسند احمد جلد دوم، ص ۱۶۹)

سبب ہوگی اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

نماز کو ضائع کرنے والی اقوام کا انجام:

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ساری دنیا کی قوموں پر فضیلت عطا کی لیکن بے شمار خرابیوں کے علاوہ ان کا ایک بڑا جرم یہ بھی تھا کہ انہوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور شہوات کی پیروی کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اضاعُوا الصَّلٰوۃَ واتَّبعو الشھٰوت۔
(مریم:۵۹)

انہوں نے (بنی اسرائیل نے) نماز ضائع کر دی اور اپنی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے۔

اس آیتِ کریمہ سے دو باتیں سامنے آتی ہیں۔ پہلی یہ کہ شہوات کی پیروی وہ اصل سبب ہے جس کی وجہ سے انسان نماز چھوڑ دیتا ہے اور اللہ کی یاد کو فراموش کر بیٹھتا ہے اور جب قوم کا زیادہ تر حصہ اس اہم رکن کو فراموش کر بیٹھے تو پھر وہ قوم دنیا میں حکومت اور عزت و فضیلت کا استحقاق کھو دیتی ہے۔ گویا کہ خواہشوں کی پیروی، نماز ضائع کر دینے کا لازمی نتیجہ ہے۔ اتباع شریعت کا دارومدار، نفس کو کنٹرول کرنے پر ہے۔ نفس کے مطالبات کو ٹھکرا دینے کی طاقت صرف وہی شخص اپنے اندر پا سکتا ہے۔ جسے اللہ اور آخرت پر کامل یقین ہو اور یہی حق الیقین ہے جو اس کے اندر خشوع کی کیفیت پیدا کرتا ہے، یہی خشوع ہی اصل جوہر ہے جو انسان کو اللہ کے آگے جھکنے کے قابل بناتا ہے۔ اللہ ہمیں ہمیشہ اپنے حضور جھکنے والا (مسلم) بنائے رکھے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین۔

طہارت کے احکام وآداب

دینِ اسلام نے پاکیزگی اور طہارت کا ایک ایسا کامل ومکمل نظام دُنیا کے سامنے پیش کیا ہے کہ اگر کوئی انسان اس پر عمل کرے تو اس کے دل ودماغ، روح، بدن اور کپڑوں پر کسی قسم کی روحانی وجسمانی نجاست کا اثر باقی نہیں رہتا، اور انسان پاکی کے اعتبار سے فرشتہ صفت بن جاتا ہے، اسلام کی اس خصوصیت کی گرد کو بھی دُنیا کا کوئی دوسرا مذہب نہیں پہنچ سکتا۔ اسلام کی وہ خصوصیت جو اس کو مذاہب عالم میں ممتاز ونمایاں کرتی ہے اور جس سے آنحضرت ﷺ کی قوت قدسی اور تقریب الی اللہ کا پتہ لگتا ہے، یہ ہے کہ وہ انسان کی حاجات کو بھی ایک انتظام کے تحت لے آتا ہے اور تمام اُمور میں روحانیت کی طرف لے جاتا ہے، ہر چھوٹے سے چھوٹے اور معمولی سے معمولی امر میں ایک صحت بخش، پاکیزگی پرور، نفع رساں اور روحانیت آفریں قانون عطا کرتا ہے۔ چنانچہ اس کا روشن ثبوت یہ ہے کہ اس نے (Bath Room) تک کے آداب واحکام دیئے ہیں اور ان کے اندر بھی ایک روحانی رنگ اور اخلاقی اثر پیدا کر دیا ہے، دُنیا کا کوئی مذہب اس امر میں اسلام سے نہیں بڑھ سکتا۔ اب ذرا اس سلسلے کے احکام وآداب ملاحظہ فرمائیں۔

بیت الخلاء میں داخل ہونے کا طریقہ

بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے اس انگشتری تعویذ وغیرہ کو اپنے بدن سے دور کر دینا چاہیے، جس میں آیات واحادیث اور اسماء لکھے ہوئے ہوں تاکہ ان کی بے ادبی نہ ہو۔ پھر بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت یہ دُعا پڑھنی چاہیے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ (بخاری، کتاب الدعوات)

اے میرے اللہ! میں پلیدیوں اور ناپاکیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اس دُعا کا مفہوم یہ ہے کہ یا اللہ! جس طرح تو نے میرے اندر یہ طبعی تقاضا پیدا کر دیا ہے کہ میں اپنے اندر کی ناپاکیوں اور غلاظتوں کو اس طرح باہر نکال دوں، اسی طرح ایسی زوردار فطرت اور نیکی، بدی کا احساس میرے اندر پیدا کر دیجئے کہ میں روحانی اور اخلاقی نجاستوں کو اپنے اندر سے نکال پھینکوں، اخلاق فاضلہ حاصل کرلوں اور میری روحانیت کو نقصان دینے والی چیزیں مجھ سے دور ہو جائیں۔ بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ادب یہ ہے کہ اوّل بایاں پاؤں داخل کیا جائے اور بیت الخلاء سے نکلنے کا ادب یہ ہے کہ پہلے دایاں پاؤں باہر نکالا جائے اور بیت الخلاء میں کھڑے ہوتے ہی پاجامہ نہ اُٹھا دیا جائے کہ اس طرح بے پردگی کا احتمال ہے، آدمی جب بیٹھنے کے قریب ہو، تب اُٹھائے جب بیت الخلاء سے فارغ ہو چکے تو باہر آ کر یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ۔
(مشکوٰۃ المصابیح، باب آداب الخلاء)

شکر و سپاس ہے، اللہ کے حضور میں جس نے تکلیف مجھ سے دور کر دی اور مجھے عافیت دی۔

رفع حاجت کے آداب

پیشاب پاخانے کے لئے قبلہ رو نہیں بیٹھنا چاہیے۔ کیونکہ اس طرح شعائر اللہ کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ جبکہ شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم کرنا مسلمان کا دینی اور ملی فریضہ ہے۔ پیشاب پاخانے کے لئے جگہ پردہ دار ہونی چاہیے کیونکہ بے پردگی بے حیائی ہے۔ استنجاء کرتے وقت یا پیشاب کرتے ہوئے عضو پیشاب کو داہنا ہاتھ لگانا منع ہے۔ ایسا کام ناگزیر ہو تو بائیں ہاتھ سے کرنا چاہیے۔

وضو کا بیان

دین اسلام نے دنیا میں آتے ہی اعلان کیا تھا:

بنی الاسلام علی النظافة — اسلام کی بنا طہارت اور پاکیزگی پر ہے۔

اس بناء پر اسلام نے طہارت اور پاکیزگی کے لئے جو طریقے مقرر کیے ہیں ان میں وضو اور غسل کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہاں صرف وضو کے مسائل و احکام بیان کئے جاتے ہیں۔

وضو کی تاریخ

باقاعدہ وضو کا طریقہ صرف دینِ اسلام کے ساتھ خاص ہے، دُنیا کے کسی مذہب نے بھی عبادت گزاری سے پہلے اس قسم کا پر حکمت اور پر اسرار طریقہ طہارت نہیں سکھایا۔ وضو کی تاریخ سے متعلق اتنا جان لیجئے کہ یہ اسی وقت سے فرض ہوا جس وقت سے عبادت فرض ہوئی۔ دوسری وحی کے نزول کے ساتھ ہی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کو وضو کرنا سکھایا تھا، اگرچہ اس وقت وضو کی یہ موجودہ صورت نہ تھی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وربك فكبر و ثيابك فطهر" — اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھ۔ (المدثر، آیت ۳۔۴)

اس حکم میں بطور دلالۃ النص اور بطور عبارۃ النص بالترتیب بدن اور جگہ کی اور کپڑوں کی طہارت کا حکم موجود ہے۔ اس طرح وضو کے حکم پر عمل تو اسی روز سے شروع ہو گیا تھا۔ جس روز سے عبادتِ الٰہی کی دوسری تاکید نازل ہوئی۔ یعنی یہ کہا گیا تھا کہ اپنے رب کی بڑائی بیان کر۔ مگر ابتداء میں وضو کی یہ موجودہ صورت نہ تھی۔ واضح رہے کہ عبادت کی پہلی تاکید یا اس کا حکم پہلی وحی کے ساتھ نازل ہوا، جب کہا گیا تھا۔ اقراء یعنی پڑھ، سب لوگ جانتے ہیں کہ اس پہلی وحی کا یہ پہلا حکم اقراء اس قرآن کے پڑھنے سے متعلق تھا جس کا نزول اسی حروف اقراء کے

ساتھ شروع ہوا۔ یہیں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قرآن کی قرات اور تلاوت بجائے خود ایک عبادت ہے اگر اس کتابِ عظیم کی تلاوت تنہا کی جائے تو صرف عبادت ہے۔ اگر اس تلاوت میں دوسروں کو بھی شریک کیا جائے یعنی اُن کو سنایا جائے تو یہ تلاوت اور تبلیغ دونوں حیثیتیں رکھتی ہیں، اگر سننے والے غیر مسلم ہیں تو یہ تلاوت تبلیغ ہے، اگر مسلمان ہی ہیں تو پھر تذکیر ہے۔

عبادت کا دوسرا حکم لفظ "کبر" سے شروع ہوتا ہے یعنی "بڑائی بیان کر" اور وضو کی پہلی مشروعیت "وثیابک فطہر" سے ہوتی ہے۔ مگر ان دنوں لوگ اپنے بدن اور کپڑوں کی پاکیزگی سرسری طور پر حاصل کرلیا کرتے تھے بالآخر سن ۵ھ میں باضابطہ حکم نازل ہوا۔

یٰایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلٰوۃ فاغسلوا وجوھکم و ایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم و ارجلکم الی الکعبین ○	اے ایمان لانے والو! جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو تو اپنے منہ کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولیا کرو اور اپنے ٹخنوں تک پیر دھولو۔

(سورۃ المائدہ، آیت ۶)

اس آیت مبارکہ کے نازل ہونے کے بعد وضو کی موجودہ باقاعدہ صورت متعین ہوگئی۔

وضو کے فرائض

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وضو میں چار باتیں فرض ہیں، مذکورہ بالا آیت کے مطابق وہ یہ ہیں (۱) چہرے کا دھونا۔ طول میں بالوں کے اُگنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور عرض میں ایک کان سے لے کر دوسری کان کی لو تک۔ (۲) دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا اور ان پر پانی بہانا (۳) کم سے کم چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) دونوں پاؤں کا ٹخنوں سمیت دھونا۔

وضو کی سنتیں

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وضو میں چودہ باتیں سنت ہیں؟ جن کو علیحدہ علیحدہ تفصیل کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) گٹوں تک دونوں ہاتھوں کا دھونا:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اذا استیقظ احدکم من منامه فلا یغمسن یده فی الاناء حتی یغسلها ثلاثا فانه لا یدری این باتت یده (متفق علیہ کتاب الطہارۃ)	تم میں سے کوئی خواب سے بیدار ہو تو وہ اپنا ہاتھ برتن میں ہرگز نہ ڈالے، جب تک کہ اسے (ہاتھ کو) تین مرتبہ دھو نہ لے، کیونکہ وہ نہیں جانتا اس کا ہاتھ نیند کی حالت میں کہاں کہاں گیا ہے۔

اس حدیث کی بناء پر خواب سے بیدار ہونے پر اور وضو سے پہلے ہاتھوں کو گٹوں تک تین بار دھونا سنت ہوا۔

(۲) بِسْمِ اللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ / یا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کا پڑھنا:

اس سلسلے میں بعض دیگر روایات بھی ہیں، جن میں مختلف دوسرے الفاظ وارد ہیں، مگر الفاظ جو بھی وارد ہیں ان میں اللہ کا نام ہی لیا گیا ہے اور مقصود یہی ہے کہ وضو اللہ کا نام لے کر شروع کیا جائے، اس سلسلے میں شامل حدیث مشکوۃ شریف سنن الوضوء میں بحوالہ ترمذی وابن ماجہ وارد ہے۔

لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیه	جس نے وضو کے وقت اللہ کا نام نہیں لیا اس کا وضو نہیں ہوا۔

یہاں وضو سے مراد وہ فضیلت وضو ہے جس کو وہ شخص حاصل نہیں کرسکتا، جس نے وضو کے آغاز میں اللہ کا نام نہیں لیا اور جہاں تک تعلق نفس وضو کا ہے تو وہ اس سنت کی ادائیگی کے بغیر بھی ہو جائے گا۔

(۳) مسواک کرنا:

اس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ عمل کیا ہے، مسواک کرنا حضور ﷺ کو اس درجہ پسند و مرغوب عمل تھا کہ آپ ﷺ نے مرض الموت میں بھی مسواک کی، یہ ایک ایسی سنت موکدہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی اس حدیث کو چھ کے چھ آئمہ حدیث نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔ہم یہاں بخاری کتاب الجمعہ اور مسلم کتاب الطہارہ سے اس روایت کو نقل کر رہے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ لولا ان اشق علی اُمتی لا مرتہم باسواك کل صلوۃ

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اگر میں اپنی اُمت پر اس امر کو بھاری نہ سمجھتا تو اُن کو حکم دیتا کہ وہ ہر نماز کے ساتھ مسواک کیا کریں۔

(۴) ناک میں پانی ڈالنا

(۵) ہاتھوں کی اُنگلیوں میں خلال کرنا

(۶) غرغرے کرنا

(۷) وضو کرنا

(۸) وضو کی ترتیب ملحوظ رکھنا، یعنی اوّل ہاتھ دھونا۔ پھر کلی کرنا۔ پھر ناک میں پانی ڈالنا اور پھر منہ دھونا وغیرہ

(۹) اعضائے وضو کو اس ترتیب کے ساتھ پے در پے یعنی یکے بعد دیگرے قصداً دھونا، مطلب یہ کہ پہلے وضو کے پہلے عضو کے خشک ہونے سے قبل دوسرے عضو کو دھونا یہ نہ

کہ منہ دھو کر باتیں کرنے لگے اور منہ خشک ہو گیا پھر یہیں سے دوبارہ وضو شروع کیا۔

(۱۰) داڑھی میں خلال کرنا۔ جسکی صورت یہ ہے کہ آگے کو ہتھیلی رہے اور ہاتھ کی پشت اندر کی طرف رہے۔

(۱۱) پاؤں کی اُنگلیوں میں جس کی ترکیب یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کی چھینگلی سے بائیں پاؤں کی چھنگلی میں خلال کیا جائے۔ پھر اس کے برابر والی اُنگلی میں اور پھر اُس کے برابر والی اُنگلی میں اس طرح انگوٹھے تک پہنچا جائے۔ ایسے ہی بائیں پاؤں کی اُنگلیوں کا خلال کیا جائے۔ خلال کے وقت بائیں ہاتھ کی چھینگلی کو پاؤں کی اُنگلیوں کی جڑوں کے نیچے سے اُوپر کو کھینچا جائے۔

(۱۲) سارے سر کا مسح کرنا

(۱۳) کانوں کا مسح کرنا

(۱۴) ہر عضو کو تین تین بار دھونا

وضو میں یہ چودہ باتیں سنت ہیں۔ حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک ایک مرتبہ جملہ اعضاء وضو کو دھو کر فرمایا۔ یہ وضو ہے۔ جسکے بغیر اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں فرماتے۔ یعنی ان اعضاء کو دھونا لازمی ہے اور ضروری ہے اِن اعضاء کو دو دو مرتبہ دھو کر فرمایا یہ وضو ہے۔ اس لئے جو دوگنا اَجر چاہے اور تین تین مرتبہ دھو کر فرمایا۔ یہ میرا اور تمام انبیاء علیہم السلام کا وضو ہے۔ جو اس پر زیادتی یا کمی کرتا ہے وہ حد کو توڑتا ہے اور ظلم کرتا ہے۔
(مشکوٰۃ باب سنن الوضو فصل دوم وسوم)

مسح کا مسنون طریقہ

مسح کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہتھلیوں اور اُنگلیوں کو نئے پانی سے تر کر کے اور شروع سر سے گدی تک۔ اس طرح لے جائے کہ دونوں ہاتھوں کی چھ اُنگلیاں

ایک دوسرے کے سروں سے ملی ہوئی ہوں اور ہتھیلیاں متصل نہ رہیں، پھر لوٹاتے وقت ہتھیلیاں وسط سر سے متصل رہیں، اس کے بعد کلمہ کی دونوں اُنگلیوں سے دونوں کانو ں کے اندر اور انگوٹھوں سے دونوں کانوں کے باہر مسح کیا جائے۔ پھر اُنگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کیا جائے۔ گردن اور کانوں کے مسح کیلئے پھر سے پانی لینے کی ضرورت نہیں، سر کے مسح کے لئے جو پانی لیا گیا وہی گردن اور کانوں کیلئے کافی ہے۔

وضو کے مسائل میں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ دھونے سے مراد پانی کا بہانا اور مسح سے مراد پانی کی تری پہنچانا ہے۔

وضو کے مستحبات

وضو کے مستحباب سترہ ہیں، (۱) قبلہ رُخ بیٹھنا (۲) مٹی کے برتن سے وضو کرنا (۳) وضو کا لوٹا بائیں طرف رکھنا (۴) اُونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا (۵) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۶) اعضائے وضو کو ملنا (۷) وقت آنے سے پہلے ہی وضو کر لینا (۸) انگوٹھی کو اُنگلی میں گھمانا (۹) ہر عضو کو دھوتے وقت بسم اللہ کہنا (۱۰) درود شریف پڑھنا (۱۱) گردن کا مسح کرنا (۱۲) دھوتے وقت ہر بائیں عضو سے ابتداء کرنا (۱۳) وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لینا (۱۴) اعضائے مقررہ کو حدودِ معینہ سے زائد دھونا (۱۵) دونوں پاؤں بائیں ہاتھ سے دھونا۔ (۱۶) بذاتِ خود وضو کرنا یعنی وضو کرنے میں بلا عذر کسی دوسرے کی مدد نہ لینا۔ (۱۷) وضو کی مقررہ اور مسنون دعائیں پڑھنا۔

وضو کی مسنون دعائیں

ہر ایک عضو کو دھوتے وقت علیحدہ علیحدہ دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔

کلی کرتے وقت یہ دُعا پڑھی جائے:

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَ ذِکْرِكَ وَ شُکْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

اے میرے اللہ! تلاوت قرآن کے سلسلے میں میری مدد فرمایئے اور آپ کے ذکر اور آپ کے شکر کے معاملے میں میری مدد فرمایئے اور جو آپ کی بندگی اور عبادت کروں اس میں حسن وخوبی کے معاملے میں میری مدد فرمایئے۔

ناک میں پانی ڈالتے وقت یہ دعا پڑھتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَۃَ النَّارِ۔

اے میرے اللہ! مجھے جنت کی خوشبو سنگھائیں، دوزخ کی بدبو نہ سنگھائیو۔

منہ دھوتے وقت یہ دُعا پڑھتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ۔

اے میرے اللہ! میرا چہرہ روشن **کیجیو** ،جس روز بہت سے چہرے روشن ہوں گے اور بہت سے چہرے سیاہ ہوں گے۔

داہنا ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔

اے میرے اللہ! میرا نامہ اعمال میرے داہنے ہاتھ میں دیجیو اور میرا حساب آسان کیجیو۔

بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَ

اے میرے اللہ! میرا نامہ اعمال میرے

لَا مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِيْ۔ بائیں ہاتھ میں نہ دیجیو، نہ کہ پیٹھ کے پیچھے سے۔

سر کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِيْ ظِلَّ عَرْشِكَ وَلَا ظِلَّ اِلَّا ظِلَّ عَرْشِكَ۔ اے میرے اللہ! مجھے اپنے عرش کا سایہ دیجیو، جب کوئی اور سایہ سوائے آپ کے عرش کے سائے کے نہ ہوگا۔

کانوں کا مسح کرتے وقت یہ دُعا پڑھتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ۔ اے میرے اللہ! مجھے ان لوگوں میں شامل کیجیے، جو بات سنتے ہیں اور اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں۔

گردن کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ۔ اے میرے اللہ! میری گردن کو آگ سے بچائیو۔

دایاں پاؤں دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِيْ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ۔ اے میرے اللہ! میرے قدم کو ثابت رکھیو، جس دن لوگوں کے قدم پھسلیں گے۔

بایاں پاؤں دھوتے وقت یہ دُعا پڑھتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مَغْفُوْرًا وَسَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرًا۔

اے میرے اللہ! میرے گناہ بخشے بخشائے کر دیجئے۔ میری کوشش مقبول بنا دیجئے اور میری تجارت کو وہ تجارت بنا دیجئے جو ہرگز برباد نہیں ہوتی۔

وضو کے بعد کی دُعا

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی وضو کے بعد کلمہ شہادت کو پڑھے گا اس کیلئے بہشت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے کہ وہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

(مسلم کتاب الطہارۃ)

نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی وضو کے بعد کلمہ شہادت کو پڑھے گا، اس کے اعمال ضائع نہ ہوں گے، وضو کے بعد کی دعاؤں کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سورۃ انا انزلنہ پڑھے۔ پھر کلمہ شہادت اور پھر اس دعا کو:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ۔

اے میرے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں شامل کر دیجئے اور مجھے پاک صاف لوگوں میں شامل کر دیجئے۔ اے میرے اللہ! میرے گناہ بخش دیجئے میرے گھر میں کشائش دیجئے اور میرے رزق میں برکت دیجئے۔

مکروہات وضو

وضو میں بارہ باتیں مکروہ ہیں (۱) ناپاک جگہ پر بیٹھ کر وضو کرنا (۲) ضرورت سے

کم یا زیادہ پانی خرچ کرنا (۳) بلاضرورت شدید دُنیا کی باتیں کرنا (۴) تین بار مسح کرنا اور ہر بار نیا پانی لینا (۵) مسجد کے اندر وضو کرنا (۶) عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا (۷) کسی برتن کو اپنے لئے خاص کر لینا (۸) بائیں ہاتھ سے کلی کرنا یا ناک میں ڈالنے کیلئے پانی لینا۔ (۹) بلاعذر دائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۱۰) جس پانی سے وضو کیا جائے اس میں تھوکنا۔ (۱۱) چہرے پر پانی زور سے مارنا (۱۲) پاؤں دھوتے وقت ان کو قبلہ کی طرف نہ پھیرنا۔

نواقض وضو

یعنی وہ اُمور جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، یہ ہیں: (۱) پاخانہ، پیشاب کی جگہ سے کسی نجس چیز کا برآمد ہونا (۲) بدن کے کسی حصے سے خون یا پیپ کا نکل کر اپنے مخرج سے پاک حصے پر بہہ جانا (۳) منہ بھر کر قے آنا (۴) ٹیک لگا کر یا تکیہ کے سہارے سو جانا (۵) نشہ میں سرمست و مدہوش ہو جانا (۶) بے ہوش ہو جانا (۷) بالغ آدمی کا نماز کے دوران قہقہہ مار کر ہنسا۔ یہ قہقہہ مار کر ہنسنا قصداً ہو یا سہواً ہو (۸) مباشرت فاحشہ۔

یہ آٹھ اُمور ہیں جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اب ان کی علیحدہ علیحدہ تشریحات بھی ذہن نشین کر لیجئے۔ (۱) پیشاب اور پاخانہ کہ جگہ سے جو نجس چیز بھی نکلے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مثلاً پیشاب، پاخانہ، مذی، ودی، ریح وغیرہ۔ ان سب چیزوں کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے:

قال رسول اللہ ﷺ لا ینقض الوضوء الا ما خرج من قبل او دبر۔	یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، وضو نہیں ٹوٹتا مگر آگے یا پیچھے سے کچھ نکلنے سے۔

(۲) بدن کے کسی حصے سے خون، پیپ، یا کچھ لہو کا نکل کر اپنی جگہ سے بہہ جانا، ناقص وضو ہے۔ یعنی وضو کا توڑنے والا ہے۔ اس کے لئے شرط خروج ہے کیونکہ نجاست کے اندر جب تک وصف خروج نہ پایا جائے وہ ناقص وضو نہیں۔ پس اگر زخم سے خون نکلا مگر وہ اپنی جگہ سے بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹے گا اور اگر وہ اپنی جگہ سے بہہ کر آس پاس کی پاک جگہ پر پہنچ گیا تو پھر وضو ٹوٹ جائے گا۔ یہاں تک کہ اگر ناک سے نکل کر خون بہہ گیا تب بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۳) منہ بھر کر قے آنا ناقص وضو ہے۔ یعنی قے کے ناقص وضو ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ منہ بھر کر ہو، اگر منہ بھر کر نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا، اگر کسی کا جی متلایا اور کئی مرتبہ تھوڑی تھوڑی قے آئے تو اب اس کی مجموعی مقدار کو دیکھنا ہے۔ اگر اس کی مقدار منہ بھر کی مقدار کو پہنچی ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اگر اس سے کم مقدار بنتی ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(۴) ٹیک لگا کر یا تکیہ کے سہارے سو جانا ناقص وضو ہے۔ پس اگر کوئی شخص بیٹھے بیٹھے اونگھ رہا ہو تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا، جب تک کہ وہ گر نہ جائے۔ گرنے کے بعد بھی اگر فوراً ہی سنبھل گیا تو بھی وضو باقی رہے گا، اسی طرح اونگھتا یا روتا ہوا آدمی اگر باتیں سنتا رہے تب بھی وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(۵) مباشرت فاحشہ سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مباشرت فاحشہ کہتے ہیں، دو شرمگاہوں کا بغیر کسی روک یا آڑ یا پردہ کے مل جانا۔ اس بناء پر یہ مسئلے یاد رکھئے کہ اپنی یا غیر کی شرمگاہ دیکھنے یا چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح عورت کے چھونے سے بھی وضو نہیں جاتا تاوقتیکہ مذی خارج نہ ہو۔

(۶) بیہوشی اور دیوانگی ناقض وضو ہے جو تشریح کی محتاج نہیں۔

(۷) مستی بھی ناقص وضو ہے، مستی کی حد وضو کے توڑنے میں یہ ہے کہ چلنے میں تغیر کر دے یعنی قدم لڑکھڑانے لگیں اور چال مستانہ ہو جائے۔

(۸) بالغ آدمی کا نماز میں قہقہہ مارنا ناقص وضو ہے۔ یہ اس نماز کا حکم ہے جو رکوع وسجود والی ہے۔ پس اگر کوئی نماز جنازہ رکوع وسجود والی نماز نہیں اور سجدہ تلاوت نماز نہیں صرف سجدہ ہے۔ وضو میں جن اعضاء کا دھونا فرض ہے اگر ان میں سے کوئی عضو بال برابر بھی سوکھا رہ گیا تو وضو نہیں ہوگا۔ لہٰذا اعضا کو دھونے میں مبالغہ کرنا چاہیے تاکہ ان میں سے کوئی بھی عضو بال برابر خشک نہ رہ جائے۔ وضو میں جتنی باتیں مسنون ہیں ان کے مسنون ہونے کی غرض بھی یہی ہے کہ مقررہ اعضاء کے دھونے میں اس عمل کی تکمیل ہو۔

مسئلہ: وہم وشک ناقص وضو نہیں۔ مثلاً ایک شخص نے وضو کر کے نماز پڑھ لی، پھر دوسری نماز کا وقت ہوگیا۔ اب اسے شک گزرا کہ شاید میرا وضو ٹوٹ گیا ہو تو شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو باوضو سمجھے۔ اسی طرح اگر کسی کو خلاف عادت پہلی مرتبہ اعضائے وضو کے دھونے یا مسح کرنے میں شک ہوا اور یہ شک دوران وضو میں ہو تو میں عضو کی نسبت شک ہو اس کو دوبارہ دھوئے یا مسح کرنے میں شک ہوا ہے تو مسح کرے۔ اگر وضو سے فارغ ہونے کے بعد شک ہو تو دوبارہ دھونے کی ضرورت نہیں۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ دھونے نہ دھونے کے بارے میں شک ہو اور اگر یقیناً معلوم ہو کہ فلاں عضو کو نہیں دھویا۔ مثلاً پاؤں کو نہیں دھویا تو پھر اس کو دوبارہ دھونا لازمی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: جو پانی آنکھ، ناک، کان یا ناف سے درد کے ساتھ نکلے وہ ناقض وضو ہے، یعنی اس سے وضو ٹوٹ جائے گا، البتہ آنسو بہنے یا پسینہ نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اگر کسی نے زخم پر پٹی باندھی اور خون وغیرہ کی تری پٹی پر نمودار ہوگئی تو وضو ٹوٹ جائے گا باقی رہا تھوک تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر تھوک میں خون کی سرخی غالب اور نمایاں نظر آئے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر زردی نمایاں ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: جونک کے خون چوسنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، مگر مچھر، یا کھٹمل کے خون چوسے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ چیچڑی کا یہ حکم ہے کہ اگر وہ بڑی ہے تو جونک کے حکم میں ہے یعنی اس کے

خون چوسنے سے وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر چھوٹی ہے تو مچھر کے حکم میں ہے۔ یعنی اس کے خون چوسنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اگر کوئی آدمی نہاتے وقت سارے بدن پر پانی بہالے یا حوض میں گر پڑے اور برستے پانی میں باہر کھڑا رہے اور وضو کے چاروں اعضاء دھل جائیں تو اس کا وضو ہو جائے گا خواہ اس نے وضو کا ارادہ و مقصد کیا ہو خواہ نہ کیا ہو۔ البتہ اس وضو کا ثواب نہیں ملے گا۔

مسئلہ: اگر کسی کے ناخن میں آٹا وغیرہ لگا ہو اور خشک ہو گیا ہو۔ جس کی وجہ سے پانی اس کے نیچے نہ پہنچ سکے تو اس کا وضو نہیں ہو گا، اور اگر اسی حالت میں وضو کر کے نماز پڑھی ہو گی تو اس نماز کا لوٹانا واجب ہو گا۔ کیونکہ ہاتھوں کا دھونا فرض ہے، ان میں اگر بال برابر بھی خشکی رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا اور جب وضو نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی۔

مسئلہ: ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھ لینا جائز ہے۔ مگر اولیٰ یہی ہے کہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کیا جائے تا کہ وضو کا ثواب ملے۔

مسئلہ: وضو کرتے وقت کسی جگہ پانی نہیں پہنچا اور بعد میں معلوم ہوا کہ فلاں جگہ خشک رہ گئی تو اب اس جگہ صرف تر ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں بلکہ وہاں پانی بہانا چاہیے۔

مسئلہ: اگر کسی کے ہاتھ پاؤں پھٹ گئے ہوں اور ان میں موم روغن یا اور کوئی دوا بھر لی ہو تو اس پر پانی بہالینا ہی کافی ہے اور اگر پانی بہانا بھی ممکن نہ ہو تو صرف بھیگا ہوا ہاتھ ہی پھیر لے وضو ہو جائے گا۔ شریعت کسی کو تکلیف مالایطاق دینا نہیں چاہتی۔ حد ہے کہ اگر کسی زخم پر پانی نقصان دیتا ہو اور مسح کرنا بھی ممکن نہ ہو تو اس عضو کو خشک ہی رہنے دیا جائے۔

مسئلہ: بے وضو آدمی کیلئے قرآن کو ہاتھ لگانا منع ہے۔ ہاں پڑھنا جائز ہے، یعنی بے وضو شخص قرآن کی زبانی تلاوت تو کرسکتا ہے مگر قرآن مجید کے نسخے کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

غسل کا باب

اسلام نے طہارت و پاکیزگی سے متعلق جو احکام دیئے ہیں، ان میں ایک حکم غسل کا بھی ہے، اہل علم و دانش جانتے ہیں کہ غسل حفظ صحت اور صفائی و پاکیزگی کے اُصولوں میں سے ایک نہایت ضروری اُصول ہے۔ جس کے جسمانی و روحانی فوائد اظہر من الشمس ہیں دُنیا کی تمام متمدن قوموں اور شائستہ لوگوں نے غسل کی ضرورت، اہمیت اور اس کی افادی حیثیت کو محسوس اور تسلیم کر لیا ہے اور ہر سمجھ دار کو اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ طہارت کا اثر صرف جسم ہی تک محدود نہیں بلکہ اس کا اثر روح پر بھی ضرور ہوتا ہے۔

عبادت جو روح کی غذا ہے، اسلام نے اس کیلئے طہارت کو جزو لاینفک قرار دیا ہے اور بعض صورتوں میں اس عمل کو شامل فرائض کر دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا۔

(سورۃ النساء، آیت: ۴۳)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ۔ نماز اس وقت پڑھنی چاہیے جب تم جانو کہ کیا کہہ رہے ہو اور اسی طرح جنابت کی حالت میں بھی نماز کے قریب نہ جاؤ، جب تک کہ غسل نہ کر لو۔ الا یہ کہ راستے سے گزرتے ہو۔

سورۃ النساء کی اس آیت میں اور اس کے علاوہ سورۃ المائدہ کی آیت ۶ میں بھی جنبی ہونے کی حالت میں غسل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے یہ غسل غسلِ جنابت کہلاتا ہے۔

اسلام میں روزانہ غسل بہتر ہے۔ غسل جنابت فرض ہے اور ہفتے میں ایک بار نہانا سنت مؤکدہ ہے۔ اس سنت کے ذریعے جسم انسانی کا جو حصہ روزانہ وضو میں دھلنے سے باقی رہ جاتا ہے اور جس کا روزانہ دھونا چنداں ضروری نہیں، ہفتے میں ایک روز اس کے دھلنے اور صفائی حاصل کرنے کا خاطر خواہ انتظام کر دیا گیا ہے۔ غسل کو طہارت کبریٰ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے ذریعے تمام بدن کو طہارت حاصل ہو جاتی ہے۔

اسلام نے غسل کی چار قسمیں قرار دی ہیں۔ فرض، واجب، سنت اور مستحب ان میں سے جو غسل فرض ہیں، ان کی تین اقسام ہیں، غسل جنابت، غسل بعد انقطاع حیض اور غسل بعد انقطاع نفاس۔

فرض غسل کی اقسام اور ان کے احکام

غسل کے فرض ہونے کی پہلی حالت جنابت ہے۔ یعنی جماع کرنے یا احتلام ہونے کی حالت میں غسل کرنا فرض ہے۔ اس حالت کو جنابت کہتے ہیں۔ اس غسل میں اسلام نے طبی اور روحانی دونوں فوائد کو مدنظر رکھا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ جماع کے بعد انزال کی صورت میں یا احتلام کی حالت میں خون کا اجتماع ہو کر تمام اعضاء اور قویٰ کا خلاصہ منی کے ساتھ خارج ہو جاتا ہے۔ جس سے تمام عضلات و اعصاب کو ضعف لاحق ہوتا ہے۔ اس کا تدارک بذریعہ غسل کیا گیا ہے۔ غسل کرنے کے بعد خون منتشر ہو کر تمام جسم میں پھر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور ضعف رفع ہو کر پھر تازگی آ جاتی ہے۔ نیز اسلام غسل کے ذریعے اس فعل طبیعی کو اعتدال کی حالت پر لانا چاہتا ہے۔ وہ اس طرح کہ پاکیزگی اور طہارت کا خیال انسان کو اس فعل کی کثرت کی مضر ہونے اور وحشیانہ کثرت سے بڑی حد تک روک دیتا ہے۔

غسل جنابت

جاننا چاہیے کہ خروج منی سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ اس پر تمام ائمہ کا اجماع

ہے۔ خروج منی کے دو قیود ہیں۔ اوّل انزال کے وقت ضروری ہے کہ منی اُچھل کر اور شہوت سے خارج ہو۔ اب ایسا انزال خواہ کسی صورت سے ہو۔ خواہ چھونے سے اور دیکھنے سے اور سوتے میں یا جاگتے میں۔ نیز مرد سے ہو یا عورت سے بہر حال غسل کرنا فرض ہوگا۔ یعنی انزال سبب اور شرط ہے۔ غسل جنابت کے بغیر انزال کے حالت جنابت طاری نہیں ہوتی۔ اس بناء پر مسئلہ یہ ہے کہ اگر بھاری بوجھ اُٹھانے سے یا بیماری سے یا کسی اور وجہ سے انزال ہو گیا تو غسل فرض نہیں ہوگا۔ اس بات پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ وجوب غسل کا سبب منی کا اُچھل کر اور شہوت سے نکلنا ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کو احتلام ہو مگر نکلا کچھ نہیں تو اس پر غسل واجب نہیں لیکن حضرت امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ احتیاطاً اس کو بھی غسل کر لینا چاہیے اور بعض مشائخ کا فتویٰ اسی پر ہے۔ اگر کسی نے جماع کیا یا احتلام ہوا اور اس نے سونے یا پیشاب کرنے سے قبل غسل کر لیا اور اس کے بعد منی کا بقیہ حصہ نکل آیا تو اس پر دوبارہ غسل کرنا واجب ہے۔ اگر عورت نے غسل کر لیا اور پھر اس کے مرد کے منی کا کچھ حصہ خارج ہوا تو اس پر غسل کرنا بالاجماع واجب نہیں۔
(منیۃ المصلی)

مسئلہ: اگر ایک شخص سبب نشہ مدہوش تھا اور اس نے اپنے بدن یا بستر پر منی کا نشان پایا تو اس پر غسل کرنا واجب ہے اور یہی حکم مرگی والے کا ہے۔ یعنی اگر مرگی والے نے افاقہ ہونے کے بعد منی کا نشان پایا تو اس پر غسل کرنا واجب ہے۔

غسل کے فرائض

غسل جنابت کے اندر تین باتیں ہیں: (۱) کلی کرنا غرغرہ کے ساتھ (۲) ناک میں پانی ڈالنا (۳) تمام بدن کو دھونا اور جہاں جہاں بالوں کے اُگنے کی جگہ ہے وہاں وہاں پانی پہنچانا۔ خواہ مالش کی جائے خواہ نہ کی جائے۔

ان تینوں فرائض کا مقصود یہ ہے کہ تمام بدن میں ایک بال برابر بھی جگہ خشک نہ رہے اور جہاں تک انسان کے امکان میں ہے وہاں تک پانی پہنچائے۔ چنانچہ بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچانا بھی فرض ہے۔ بالوں کی ایک جڑ بھی سوکھی نہ رہنے پائے۔ ورنہ غسل نہیں ہوگا۔

اگر عورتوں کے سر کے بال گندھے ہوئے نہ ہوں تو سارے بال بھگونا اور سب بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے۔ اگر ایک بال برابر بھی سوکھا رہ گیا اور ایک بال کی جڑ میں بھی پانی نہ پہنچا تو غسل نہیں ہوگا اور اگر بال گندھے ہوئے ہوں تو بالوں کو بھگونا ضروری نہیں، لیکن سب جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے۔ ایک جڑ بھی سوکھی نہ رہنے پائے۔ اگر بالوں کو کھولے بغیر جڑوں میں پانی نہ پہنچ سکے تو انہیں کھول دینا چاہیے اور بالوں کو بھی پانی سے بھگونا چاہیے۔

عورتوں کے بدن پر ایسے زیور ہوتے ہیں جو اپنی جگہ پھنسے رہتے ہیں، اگر ان زیوروں کے نیچے پانی نہ پہنچ سکے۔ مثلاً نتھ، بالیاں، چھلے، انگوٹھی اور کنگن وغیرہ تو ان زیوروں کو خوب ہلا جلا کر ان کے نیچے اور اندر پانی پہنچانا چاہیے۔ تاکہ تمام سوراخوں میں پانی پہنچ جائے۔ ہاں اگر یہ زیور اتنے ڈھیلے ہوں کہ بغیر ہلائے جلائے پانی پہنچ جانے کا یقین ہو تو پھر ان کا ہلانا ضروری اور واجب نہیں ان کو احتیاطاً ہلا جلا لینا چاہیے۔

ان تمام مسائل سے مقصود یہ ہے کہ بدن میں بال برابر جگہ بھی خشک نہ رہنی چاہیے۔ چنانچہ اگر سارے بدن پر پانی پڑ جائے۔ آدمی کلی بھی کرے اور ناک میں پانی بھی ڈال لے تو غسل ہو جائے گا۔ خواہ غسل کی نیت کرے یا نہ کرے، مثلاً کوئی شخص بارش کے پانی میں کھڑا ہو جائے یا حوض میں گر پڑے اور ناک منہ میں بھی پانی پڑ جائے تو غسل ہو جائے گا۔

غسل کی سنتیں

غسل جنابت میں چار باتیں سنت ہیں۔ دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھونا (۲) غسل سے پہلے شرمگاہ کو دھونا خواہ کوئی نجاست لگی ہو یا نہ لگی ہو (۳) پانی دھونے کے علاوہ وضو کرنا (۴) تین بار سر اور تمام بدن پر اس طرح پانی بہانا کہ پہلے تین بار دائیں مونڈھے اور تین بار بائیں مونڈھے پر۔

غسل کے مستحبات

غسل میں یہ آٹھ چیزیں مستحب ہیں۔ (۱) ہاتھ دھوتے وقت بسم اللہ پڑھنا (۲) ناپاکی دُور کرنے کی نیت کرنا (۳) نہاتے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرنا (۴) ایسی جگہ نہانا جہاں کوئی نہ دیکھے (۵) غسل کرتے وقت باتیں نہ کرنا (۶) ضرورت سے زائد یا کم پانی صرف نہ کرنا (۷) غسل کے بعد کسی موٹے کپڑے سے بدن کو خشک کرنا (۸) تمام بدن پر پانی مل لینا تا کہ ہر جگہ پانی اچھی طرح پہنچ جائے۔

غسل کے لئے دیگر ہدایات

(۱) غسل کرتے وقت اگر ایک بال بھی خشک رہ جائے تو پھر غسل کرنا ہوگا (۲) عورت کو غسل جنابت کیلئے بالوں کی مینڈھیاں کھولنے کی ضرورت نہیں۔ صرف بالوں کی جڑیں تر کر لینا اور سر پر تین مرتبہ اچھی طرح پانی ڈال لینا کافی ہے۔ (۳) دانتوں میں اگر گوشت کا ریشہ یا کسی کھانے کا اور کوئی جزو یا کوئی دوسری چیز مثلاً چھالیہ وغیرہ رہ جائے جو پانی نہ پہنچنے دے تو غسل نہیں ہوگا۔ (۴) اگر کوئی شخص غسل کرتے وقت کلی کرنا بھول گیا اور نماز کے وقت تک اس کو یہ بات یاد نہیں آئی، البتہ اس عرصہ میں اس نے پانی ضرور پیا ہے تو دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ پانی پی لینا ہی تکمیل غسل کے برابر ہوگا۔ (۵) اگر کوئی بیماری کی وجہ سے سر پر پانی نہ ڈال سکے۔ مثلاً سر میں کوئی زخم ہو اور پانی ضرر دیتا ہو تو سر

چھوڑ کر باقی سارا بدن دھو لے اور پھر تندرست ہونے کے بعد سر دھو لے۔(۶) کان اور ناف میں بھی اچھی طرح خیال کر کے پانی پہنچانا چاہیے اگر ان اعضاء میں پانی نہیں پہنچے گا تو غسل نہیں ہوگا۔(۷) اگر بالوں میں ہاتھ پاؤں میں تیل لگا ہوا ہے کہ بدن پر پانی پڑتے ہی ڈھلک جاتا ہے تو اس سے کوئی حرج نہیں۔ جب اپنی طرف سے تمام بدن پر پانی ڈال لیا اور پانی پہنچائے بغیر ایک بال برابر بھی جگہ نہ رہنے دی تو بس غسل ہوگا۔(۸) اگر ناخن میں آٹا یا اور کوئی سخت چیز لگی رہ جائے اور سوکھ جائے پھر اس کے نیچے پانی نہ پہنچے تو غسل نہیں ہو گا۔ اگر غسل کرنے کے بعد یہ بات یاد آئے تو آٹا چھڑا کر صاف پانی ڈال لے اور اگر اس طرح پانی پہنچانے سے قبل کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اس کی قضا ادا کرے۔(۹) اگر غسل کرنے کے بعد یاد آئے کہ فلاں جگہ خشک رہ گئی تو دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں، صرف اس خشک جگہ پر پانی بہا لینا چاہیے۔(۱۰) عورت کو لپ اسٹک، پاؤڈر اور نیل پالش چھڑا کر غسل کرنا چاہیے ورنہ غسل نہ ہوگا۔ اس طرح اگر بالوں میں گوند لگا ہو جس کی وجہ سے بال اچھی طرح بھیگ نہ سکیں تو گوند یا افشاں وغیرہ کو چھڑا کر دھو ڈالنا واجب ہے۔(۱۱) مرد کو غسل کرنے کے بعد جنبی عورت کے ساتھ سونا اور بدن لگانا جائز ہے۔(۱۲) اگر بیماری کی حالت میں نہانے کی ضرورت ہے اور بیماری میں نہانے سے بیماری بڑھنے کا فوری اندیشہ ہے تو تیمم کر لینا چاہیے۔

غسل کے آداب

کھلے میدان میں اور آبادی میں ننگا نہانا حرام ہے۔ غسل خانے میں یا کسی اوٹ اور پردہ کی جگہ نہانا چاہیے۔ اگر مرد جنبی ہوا اور جگہ ایسی ہو کہ غسل کرنے میں مردوں سے بے پردگی ہوتی ہو، تب بھی غسل کرنا واجب ہے۔ تیمّم جائز نہیں۔ اگر صورت یہ ہو کہ مرد کی عورتوں سے اور عورت کی مردوں سے بے پردگی ہوتی ہو تو غسل نہ کرنا چاہیے۔ تیمم کر لے۔

مگر یہ حکم اس وقت کیلئے ہے کہ تاخیر کرنے میں نماز کے قضا ہو جانے کا اندیشہ ہو، ورنہ جائز نہیں۔ اگر تنہائی کی جگہ ہو جہاں کوئی نہ دیکھ سکے تو ننگے ہو کر نہانا بھی جائز ہے۔ خواہ کھڑے ہو کر نہائے یا بیٹھ کر، اگر پانی ٹھہرا ہوا ہو اور اسی سے غسل کرنا مطلوب ہو تو اس پانی کے اندر غسل نہ کرے بلکہ اس میں سے پانی لے کر الگ غسل کرے۔

جنبی کے لئے قرآن مجید اور دیگر دینی کتب چھونے سے متعلق احکام

حیض ونفاس والی عورت اور جنبی مرد کے لئے کلام مجید کا چھونا، پڑھنا اور مسجد میں جانا جائز نہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ناپاک مرد اور ناپاک عورت قرآن مجید یا اس کی پوری آیت کی تلاوت نہیں کر سکتے۔ البتہ ایک آیت سے کم اور فاتحہ کا مقصد دُعا اور ان آیات کا جو دعا سے مشابہ ہوں۔

دُعا کی نسبت سے پڑھنا جائز ہے۔ اگر کسی نے کوئی بری خبر سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون کہا یا کوئی خوشخبری سن کر الحمد اللہ کہا یا حمد وثنا کی نیت سے بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھی تو جائز ہے۔ بشرطیکہ مقصد تلاوت قرآن نہ ہو۔

تنبیہ

حائضہ، نفاس والی عورت اور جنبی کو قرآن مجید کی ہجے کرنا اور بچوں کو حرفاً حرفاً پڑھانا مکروہ نہیں، ناپاک مرد و عورت کا قرآن لکھنا بھی جائز ہے، ان تمام مسائل کا منشاء قرآن مجید کی تعظیم ہے۔ یعنی قرآن مجید کو حدث اکبر یا حدث اصغر کی صورت میں ہاتھ لگانا جائز نہیں۔

مسئلہ: محدث (بے وضو شخص) کیلئے قرآن مجید کی تفسیر اور کتب فقہ کو چھونا مکروہ ہے۔ البتہ اگر کپڑے سے پکڑ لیا جائے تو کچھ حرج نہیں اور محدث کو قرآن پاک کی تلاوت کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: جنبی مرد وعورت کو مسجد میں جانا اور طواف کرنا جائز نہیں، اور نہ وہ مسجد کو راستہ کے طور پر عبور کر سکتے ہیں۔

غسل کی دیگر اقسام

فرض غسل کے بعد واجب غسل کا درجہ ہے اور واجب غسل صرف دو ہیں۔ (۱) زندوں پر واجب ہے مردے کو غسل دینا اور (۲) تمام بدن کا نجاست والا ہو جانا یا اگر بدن کے کسی حصے پر نجاست لگ جائے اور مقام نجاست معلوم نہ ہو تو سارے بدن کا غسل واجب ہے۔

سنت غسل پانچ ہیں: (۱) جمعہ کی نماز کیلئے (۲) عیدین کی نماز کیلئے (۳) احرام، حج یا عمرہ کیلئے، (۴) عرفات میں ٹھہرنے کیلئے (۵) اسلام میں داخل ہونے کے وقت

مستحب غسل بیس ہیں جو یہ ہیں: (۱) دیوانگی، نشہ اور غشی کی سرمستی دُور ہونے کے بعد (۲) پچھنے لگوانے کے بعد (۳) شعبان کی ۱۵ تاریخ کو (۴) نویں ذی الحجہ کی رات کو (۵) مقام مزدلفہ میں ٹھہرنے کے وقت (۶) ذی الحجہ میں قربانی کرنے کے وقت (۷) کنکریاں پھینکنے کیلئے منیٰ میں داخل ہونے کے وقت (۸) طواف زیارت کیلئے مکہ معظمہ میں داخل ہونے کے وقت (۹) شب قدر میں (۱۰) چاند یا سورج کے گرہن کے وقت (۱۱) طلب بارش کی دعاء کیلئے (۱۲) کسی خوف کے وقت (۱۳) سخت آندھی کے وقت (۱۴) کسی آفت ارضی یا سماوی کے دفع کرنے کیلئے (۱۵) مدینہ منورہ میں داخل ہونے وقت (۱۶) نئے کپڑے پہنتے وقت (۱۷) مردکو نہلانے کے بعد (۱۸) مقتول کو غسل دینے کے بعد (۱۹) سفر سے واپسی کے وقت (۲۰) مستحاضہ عورت پر ہر نماز کے لئے۔

غسل کرنے کا مسنون طریقہ

یہاں پہلے وہ حدیث درج کر دینا ضروری اور مناسب ہے جو حضرت میمونہؓ روایت کرتی ہیں وہ فرماتی ہیں میں نے آنحضرت ﷺ کیلئے غسل کا پانی رکھا اور کپڑے کا پردہ کیا۔ آنحضرتؐ نے پہلے دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر شرمگاہ کو دھویا اور دونوں پر پانی بہا لیا۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ زمین پر رگڑ کر دھوئے اور نماز کی طرح کا وضو کر کے تمام جسم اطہر پر تین مرتبہ پانی بہا لیا اور پھر وہاں سے ہٹ کر علیحدہ ہو کر دونوں پاؤں دھو لئے۔

(مشکوۃ باب الغسل)

اب ہم غسل کا وہ طریقہ درج کرتے ہیں جس میں غسل کے تمام فرائض، سنتیں اور مستحبات آجاتے ہیں وہ طریقہ یہ ہے:

غسل کرنے والے کو چاہیے کہ جانب قبلہ منہ کر کے غسل نہ کرے۔ اول دونوں ہاتھ بسم اللہ کہہ کر دھوئے، پھر استنجا کرے، خواہ بدن پر نجاست کا اثر ہو یا نہ ہو۔ پھر بدن پر جہاں جہاں نجاست لگی ہو، اس کو دھوئے۔ پھر وضو کرے۔ اگر کسی اُونچے پتھر یا چوکی پر غسل کر رہا ہو تو پاؤں بھی دھوئے اور اگر ایسی جگہ ہو کہ پاؤں نجاست آلود ہوئے ہیں تو پاؤں نہ دھوئے۔ پھر وضو تمام کر کے تین مرتبہ سر پر پانی ڈالے۔ پھر تین مرتبہ داہنے مونڈھے پر اور تین مرتبہ بائیں مونڈھے پر پانی ڈالے۔ پھر اس غسل والی جگہ سے ہٹ کر پاک جگہ پر پاؤں دھوئے اور اگر مذکورہ بالا صورت میں وضو کرتے وقت شروع میں ہی پاؤں دھوئے ہوں تو دوبارہ فارغ ہونے کے بعد دھونے کی ضرورت نہیں۔

حیض اور نفاس کا بیان

حیض ایک ایسا عام لفظ ہے جسے عورت، مرد بھی جانتے ہیں۔حیض سے متعلق کچھ احکام وآداب عورتوں کے لئے ہیں اور کچھ شادی شدہ مردوں کیلئے، ہم ان احکام وآداب کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

حیض کی تعریف

لغت عرب میں حیض اس خون کو کہتے ہیں جو شرمگاہ سے نکلے، چاہے وہ کسی صفت کا ہو اور اصطلاح شرع میں اس خاص خون کو کہتے ہیں جو بالغ عورت کی شرمگاہ سے خارج ہو۔حیض کیلئے فقہاء نے دو قیود رکھی ہیں: اول یہ کہ عورت جوان ہو۔دوم یہ کہ تندرست ہو۔ پس جو خون جوان اور تندرست عورت کے رحم سے خارج ہوتا ہے، اس کو حیض کہتے ہیں۔

مذکورہ بالا دو قیود سے فائدہ یہ حاصل ہوا کہ حیض کے حکم سے استحاضہ اور زخم کا خون خارج ہو گیا۔

نفاس واستحاضہ کی تعریف

عورت کو بچے یا بچی کی ولادت کے بعد جو خون آتا ہے، اسے نفاس کہتے ہیں، اس سے متعلق دو باتیں یاد رکھنی چاہیں۔اوّل یہ کہ اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس روز ہے۔دوم یہ کہ اس مدت سے متعلق بھی وہی احکام ہیں جو حیض سے متعلق ہیں، حیض کے معمولی اور عادی دنوں کے گزرنے کے بعد بھی اگر خون جاری ہے تو وہ بیماری کا حکم رکھتا ہے اور اسے استحاضہ کہتے ہیں۔شرع میں بارہ سال کی لڑکی جوان عورت کا حکم رکھتی ہے۔یعنی شریعت کی رو سے حد بارہ سال ہے۔پس اس عمر سے پہلے پہلے اگر کوئی لڑکی خون دیکھے تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔اسی طرح سن یاس کے بعد خون جاری ہو تو وہ بھی استحاضہ ہے۔

سن یاس عورت کی اس عمر کو کہتے ہیں جب حیض آنے بند ہو جائیں۔ پس اگر کوئی کمسن بچی یا حاملہ عورت قبل ولادت یا پچاس ساٹھ برس کی بڑھیا عورت خون دیکھے تو تینوں حالت میں وہ حیض کا خون نہ ہوگا بلکہ خون استحاضہ سمجھا جائے گا۔

خون حیض اور خون استحاضہ کی شناخت کی صورت یہ ہے کہ اگر خون سے بدبو آئے تو وہ خون حیض ہے اور اگر بدبو نہ ہو تو وہ خون استحاضہ ہے۔

مدت حیض

حیض کی کل مدت تین شبانہ روز ہے۔ یعنی تین دن اور تین راتیں اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔ اس بناء پر یہ قاعدہ ہے کہ اگر عورت تین دن سے کم خون دیکھے تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ چونکہ حیض دس دن سے زیادہ نہیں ہوتا اس لئے اس مدت کے بعد بھی عورت اگر خون دیکھے تو وہ بھی استحاضہ ہے۔ یعنی جو خون تین دن اور دس دن کے علاوہ ہو وہ خون استحاضہ ہے۔

خون حیض کے چھ رنگ ہوتے ہیں۔ اوّل سیاہ، دوم سرخ، سوم زرد، چہارم سبز، پنجم گدلا اور ششم خاکی، جب تک عورت سفیدی نہ دیکھے اس وقت تک خون حیض ہی سمجھے، صاحب ہدایہ نے خون حیض کے رنگ دیکھنے کا یہ طریقہ بیان کیا ہے کہ اگر خون آلود کپڑا خشک ہونے کے بعد مذکورہ بالا چھ رنگ دے تو وہ خون حیض ہے اور اگر خشک ہونے کے بعد سفید ہو جائے تو وہ خون حیض نہیں۔

حائضہ پر سات چیزیں حرام ہیں

جس عورت کو حیض آرہا ہو اس پر بحالت ادوار حیض سات چیزیں حرام ہیں جو یہ ہیں (۱) نماز پڑھنا (۲) روزہ رکھنا (۳) طواف کعبہ کرنا (۴) قرآن شریف پڑھنا (۵) قرآن شریف کو چھونا (۶) مسجد میں جانا (۷) جماع کرنا۔

ادوارِ حیض نماز کو ساقط کر دیتا ہے اور اس ساقط شدہ نماز کی قضاء بھی نہیں ہے۔ اسی طرح ادوارِ حیض روزے کو بھی ساقط کر دیتا ہے۔ مگر روزوں کی قضاء ہے۔

ضروری مسائل

اگر عورت نے پاکی کی حالت میں نماز شروع کی یا روزہ رکھا اور درمیان میں حیض شروع ہو گیا تو اگر روزہ و نماز نفل ہے تو دونوں کی قضاء لازم ہے اور اگر روزہ و نماز فرض ہیں تو اس میں روزے کی قضا تو لازم ہو گی، نماز کی قضا لازم نہیں ہو گی۔ اس مسئلہ کی بناء پر یہ ہے کہ ہر نفل کو شروع کرنے کے بعد اس کی تکمیل واجب ہو جاتی ہے۔ لہٰذا صورت مذکورہ میں نفل کا ادا کرنا بعد انقطاع حیض واجب ہو گیا کیونکہ یہ کام اس نے خود اپنے ذمے لیا تھا۔

رہی یہ بات کہ فرض نماز کی قضاء نہیں ہے، مگر فرض روزہ کی قضاء لازم ہے۔ سو اس کی ایک عقلی وجہ تو ہم بیان کر چکے ہیں۔ عقلی وجہ جو بالکل صحیح معلوم ہوتی ہے یہ ہے کہ اسلام ایک آسان دین ہے اور ہر مشکل امر میں آسانی پیدا کرتا ہے۔ اسلام کے اس قاعدہ کے مطابق شریعت اگر فرض نمازوں کی قضاء کا حکم دیتی تو عورتیں ایک مشکل میں پڑ جاتیں۔ برخلاف اس کے روزوں کی قضاء دینے میں چنداں تکلیف نہیں۔ کیونکہ مدت حیض زیادہ سے زیادہ دس روزے ہوں گے اور سال بھر میں دس روزوں کی قضا رکھ لینا کوئی مشکل بات نہیں۔ جبکہ نماز روزانہ پانچ وقت فرض ہے۔ اس لئے ہر ماہ کی پچاس اور سال بھر کی سو نمازیں ہوتی ہیں۔ ایسی صورت میں ہر ماہ پچاس نمازوں کی قضاء سخت دشوار ہوتی۔ اس لئے نماز کی قضاء معاف ہوئی۔

مدت حیض میں جو پاکی دو خونوں کے درمیان ہو وہ پاکی بھی خون ہی کا حکم رکھتی ہے اور اس پاکی کی کم سے کم مدت پندرہ شبانہ روز ہے۔ زیادہ کی کوئی حد نہیں پس اگر کوئی عورت دس دن سے زیادہ خون دیکھے اور اس کی عادت قدیم دس دن سے کم تھی تو اس کے

حیض کی مقدار اس کی عادت قدیم کے مطابق ہوگی۔ اور اس کے علاوہ جو خون ہوگا وہ استحاضہ سمجھا جائے گا مثلاً ایک عورت کی عادت آٹھ یوم تھی اور کبھی اتفاق سے دس دن تک خون دیکھا تو اس صورت میں آٹھ یوم حیض کے شمار ہوں گے اور دو دن استحاضہ ہے۔

مسئلہ: اگر عورت پیچھے کی جانب خون دیکھے تو حیض نہیں بلکہ خون استحاضہ ہے۔ اسی طرح اگر حاملہ عورت حالت حمل میں خون دیکھے اور یا پیدائش سے قبل یا بعد دیکھے تو وہ بھی خون حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ اگرچہ تین روز تک دیکھے۔ (سراجی۔ کبیری)

یہاں یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیے کہ جو باتیں حیض والی عورت کے لئے روا نہیں وہی نفاس والی عورت کے لئے بھی روا نہیں۔

قاعدہ: ہر عورت کو یاد رکھنا چاہیے کہ حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔ سو اگر خون دس دنوں سے تجاوز ہو تو کل دنوں میں سے عادت کے دس دنوں کو منہا کر کے زائد دنوں کو استحاضہ کے دن تصور کرنے چاہیں اور اگر عورت کے کوئی عادت ہی نہ ہو تو پھر دس دن حیض کے شمار ہوں گے اور بقیہ زائد دن استحاضہ کے۔

تنبیہ: استحاضہ کے دنوں میں نماز روزہ وغیرہ سب کچھ ادا کرنا لازم ہے۔

مسئلہ: اگر مستحیض عورت جس کے عرصہ سے خون جاری ہے، اپنے حیض کے دنوں کو بھول جائے تو گمان غالب پر عمل کرے، یعنی جن دنوں کو طہر خیال کرے ان میں نماز، روزہ سب کچھ ادا کرے، اور جن کو ایام حیض یقین کرے ان میں نماز، روزہ وغیرہ سب کچھ ترک کر دے۔ حائضہ عورت کو تفسیر، حدیث، اور فقہ کی کتابیں چھونا یا اس تختی یا تعویز کو ہاتھ لگانا جس پر کوئی آیت قرآنی لکھی ہو نا جائز ہے۔ ہاں قبرستان و عیدگاہ میں جانا جائز ہے۔

مسئلہ: اگر عورت معلمہ ہے تو بچوں کو تعلیم قرآن اس طرح دے کہ ایک ایک کلمہ پڑھائے اور

دو کلموں کے درمیان توقف کرے، پوری پوری آیتوں کو روانی کے ساتھ پڑھانا درست نہیں البتہ ہجا پڑھانا جائز ہے۔ تسبیح وتہلیل اور بسم اللہ پڑھنا بھی جائز ہے۔

نفاس کے احکام

نفاس والی عورت کے احکام ومسائل تقریباً وہی ہیں جو حیض والی عورت کے احکام ومسائل ہیں۔ لیکن یہاں ہم نفاس سے متعلق بعض خاص احکام ومسائل کا ذکر کرتے ہیں جو نفاس والی عورت سے متعلق مخصوص ہیں:

۱۔ اگر کسی عورت کا بچہ پیٹ چاک کر کے نکالا گیا مگر ایسی حالت میں رحم سے خون جاری ہوا تو اس خون پر خون نفاس کا حکم ہوگا۔ اگر خون رحم سے جاری نہ ہوا تو اس پر نفاس کا حکم نہ ہوگا نماز روزہ واجب الادا ہوگا۔

۲۔ اگر کسی حاملہ کا بچہ نصف سے کم نکل کر رہ گیا اور نماز کا وقت قریب الاختتام ہے تو چونکہ خون جاری نہیں ہوا ہے اس لئے نفاس کا حکم نہیں ہوگا اور اس وقت کی نماز اشارے سے ادا کرنی ہوگی۔ ہاں اگر نصف سے زائد بچہ خارج ہو گیا تو پھر نفاس کا حکم ہوگا اور نماز معاف ہو جائے گی۔

معذور کے احکام

شریعت میں معذور وہ شخص سمجھا جاتا ہے جس کا عذر یا معذوری ایک نماز کے پورے وقت میں برابر قائم رہے اور وہ شخص اس عذر کو روکنے اور دفع کرنے پر قادر نہ ہو۔ مثلاً نکسیر جاری ہو یا خون استحاضہ جاری ہو۔ ریح یا پیشاب کسی حصہ بدن سے جاری ہو اور یہ عذر نماز کے پورے پورے وقت میں برابر قائم رہے اور معذور شخص اس عذر کے روکنے میں بھی بے قابو ہو تو ایسا معذور شرعاً معذور ہے۔ معذور کا حکم یہ ہے کہ وہ ہر نماز کیلئے تازہ وضو

کرے۔ یعنی معذور شخص ایک وضو سے کئی نمازیں نہیں پڑھ سکتا۔ ہاں ایک وقت کے وضو سے اسی وقت کی فرض، واجب اور نفل نمازیں ادا کر سکتا ہے۔ جب تک یہ وقت ختم نہ ہو جائے گا یا کوئی دوسرا حدث نہیں ہو جائے گا۔ معذور کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ مثلاً ایک مستحضہ عورت نے ظہر کے وقت وضو کیا تو اسی وضو سے ابتدائے عصر تک جو کچھ چاہے پڑھ سکتی ہے۔ اندریں حالت وضو ٹوٹنے کی صرف دو شکلیں ہیں یا تو عصر کا وقت شروع ہو جائے یا کوئی دوسرا حدث ہو جائے۔ مثلاً پیشاب آ جائے یا ریح خارج ہو جائے۔

تیمّم کا بیان

اللہ تعالیٰ نے نماز سے پہلے وضو کا حکم دیا ہے اور غسل کی حاجت ہو تو غسل کا حکم اور ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

فلم تجدوا مآء فتیمو صعیدا طیبا فامسحو بوجوھکم و ایدیکم ان اللہ کان عفوا غفورا ○ (سورۃ النساء، آیت ۴۳)

پھر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو اور اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کر لو۔ بے شک اللہ نرمی سے کام لینے والا اور بخشش فرمانے والا ہے۔

آیت مبارکہ میں ''فلم تجدوا'' سے مراد یہ ہے کہ یا تو فی الواقع پانی میسر ہی نہ ہو اگر ہو لیکن غسل یا وضو کی صورت میں احتمال مرض ہو ان دونوں صورتوں میں پاک صاف مٹی سے تیمم کر لینا چاہیے۔ تیمم کے معنی دراصل قصد (ارادہ) کرنے کے ہیں مطلب یہ ہے کہ جب پانی نہ ملے یا پانی ہو مگر اس کا استعمال ممکن نہ ہو تو پاک مٹی کا قصد کرو۔

تیمم کتاب وسنت اور اجماع تینوں سے ثابت ہے اور اس اُمت کے خصائص میں سے ہے اس کی شروعیت اس طرح ہوئی کہ ایک غزوہ سے واپسی کے دوران حضرت

عائشہ کا ہار گم ہو گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلاش و جستجو کیلئے روانگی میں توقف کیا۔ اتنے میں نماز کا وقت آ گیا اور مسلمانوں کے پاس پانی بھی نہ تھا کہ وضو کر کے نماز پڑھ لیتے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عائشہؓ پر غصہ ہوئے اور فرمایا: تمہاری وجہ سے لوگ رُکے ہوئے ہیں اور یہاں پانی بھی میسر نہیں اسی وقت آیت تیمم نازل ہوئی۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے تیمم کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا، یہ دیکھ کر حضرت اسید بن حضیرؓ نے کہا: اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ آپ کی برکت سے تمام مسلمانوں پر یہ آسانی ہوئی۔

(بخاری کتاب التیمم)

تیمّم کے طریقے میں فقہاء کے نزدیک اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک دفعہ مٹی پر ہاتھ مار کر منہ پر پھیر لیا جائے، پھر دوسری دفعہ ہاتھ مار کر کہنیوں تک، ہاتھوں پر پھیر لیا جائے۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور اکثر فقہا کا یہی مذہب ہے اور صحابہ و تابعین میں سے حضرت علیؓ، عبداللہ بن عمرؓ، حسن بصری شبعی اور سالم بن عبداللہ رحمھم اللہ وغیرہ ہم اسی کے قائل تھے۔

تیمّم کیلئے ضروری نہیں کہ زمین ہی پر ہاتھ مارا جائے۔ اس غرض کے لئے ہر گرد آلود چیز اور ہر وہ چیز جو خشک اجزائے ارضی پر مشتمل ہو کافی ہے۔

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اسی طرح مٹی پر ہاتھ مار کر منہ اور ہاتھوں پر پھیر لینے سے آخر طہارت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے؟ لیکن یہ دراصل آدمی میں طہارت کی حس اور نماز کا احترام قائم رکھنے کے لئے ایک اہم نفسیاتی تدبیر ہے۔ اس سے فائدہ یہ ہے کہ آدمی خواہ کتنی ہی مدت تک پانی استعمال کرنے پر قادر نہ ہو، بہر حال اس کے اندر طہارت کا احساس برقرار رہے گا۔ پاکیزگی کے جو قوانین شریعت نے مقرر کر دیئے ہیں ان کی پابندی وہ برابر کرتا رہے گا اور اس کے ذہن سے قابلِ نماز ہونے کی حالت اور قابلِ نماز نہ ہونے کی حالت کا فرق کبھی محو نہ ہو سکے گا۔ احناف کے نزدیک تیمم وضو کے حکم کا درجہ رکھتا ہے۔

اور خود اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت میں اس کا طریقہ بتا دیا ہے۔ نیز سنت صحیحہ سے یہی ثابت ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر چہرے کا مسح کرے۔ جتنے حصے کا وضو میں دھونا فرض ہے۔ اتنے حصے کی کوئی جگہ ایسی باقی نہ رہنے پائے کہ اس کا مسح نہ ہو۔ ورنہ تیمم نہیں ہوگا۔ پھر دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر بائیں ہاتھ کی تین انگلیاں اور ہتھیلی کا کچھ حصہ داہنے ہاتھ کی چھنگلی کے پورے کے نیچے رکھ کر سیدھے ہاتھ کے بیرونی حصے پر کھینچتا ہوا کہنیوں تک لے جائے۔ پھر بائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی انگوٹھے اور ہتھیلی کا بقیہ حصہ سیدھے ہاتھ کی کہنی کے اندرونی حصے سے کھینچتا ہوا انگلیوں کے سرے تک پہنچائے اور پھر بائیں ہاتھ کا بھی اسی طرح مسح کرے۔

تیمم کے ارکان، یعنی فرائض تین ہیں: (۱) ضرب لگا کر منہ کا مسح کرنا (۲) دوسری ضرب لگا کر ہاتھوں پر کہنیوں سمیت مسح کرنا (۳) کل اعضائے مقررہ کا اس طرح مسح کرنا کہ مسح سے ایک بال برابر بھی جگہ خالی نہ رہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک دو ضربوں پر مشتمل ہے۔ ایک ضرب منہ کیلئے اور دوسرا ضرب کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کیلئے حدیث صحیح ہے:

قال عمار بن یاسر انه کان یحدث الهم تمسحوا وهم مع رسول الله ﷺ بالصعید لصلوٰة الفجر فضربوا بالفهم الصعید ثم مسحوا بوجوهم مسحته واحدة ثم عادو افضربوا بالفهم الصعید مرة اخری نمسحوا بایدیهم کلها الی المناکب والا باط من بطون ایدیهم۔ (مشکوٰۃ باب التیمم)	حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ رسول ﷺ کے ہمراہ تھے، انہوں نے نماز فجر کے لئے پاک مٹی سے تیمم کیا۔ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی پر مارا اور اپنے چہروں کا ایک بار مسح کیا پھر دوبارہ ہاتھ مارے اور ہاتھوں کا مسح کیا یعنی سارے ہاتھوں کا کہنیوں تک اور بغل کے اندر اپنے ہاتھ ڈال کر۔

تیمّم کی نیت

تیمّم کی نیت کرنا فرض ہے، پس اگر کوئی جنبی اپنی جنابت کو دور کرنے اور نماز پڑھنے یا معذور نماز پڑھنے کے لئے تیمّم کرنا چاہے تو اس کو یوں نیت کرنی چاہیے۔

نَوَيْتُ اَنْ اَتَيَمَّمَ لِدَفْعِ الْجَنَابَةِ وَاسْتِبَاحَتِ الصَّلٰوةِ۔ میں نماز کو جائز کرنے اور جنابت کو دور کرنے کیلئے تیمّم کی نیت کرتا ہوں۔

اگر مسجد میں داخل ہو تو تیمّم کی نیت اس طرح کرے۔

نَوَيْتُ اَنْ اَتَيَمَّمَ لِدُخُوْلِ الْمَسْجِدِ۔ میں مسجد میں داخل ہونے کیلئے تیمّم کی نیت کرتا ہوں۔

اگر قرآن پاک کو ہاتھ لگانا ہو تو تیمّم کی نیت اس طرح کرے:

نَوَيْتُ اَنْ اَتَيَمَّمَ لِمَسِّ الْقُرْآنِ۔ میں قرآن چھونے کیلئے تیمّم کی نیت کرتا ہوں۔

یہ ضروری نہیں کہ عربی زبان کی مذکورہ بالا نیتیں ہی کی جائیں بلکہ اگر اُردو زبان میں مذکورہ بالا مفاہیم کو سامنے رکھا جائے تب بھی نیت ہو جاتی ہے اسی پر بس نہیں بلکہ مذکورہ باتوں کا دل میں ارادہ کر لینا بھی ضروری ہے۔

تیمّم کی سنّتیں

تیمّم کی سنّتیں آٹھ ہیں: (۱) کف دست کو پاک مٹی پر مارنا (۲) ہتھیلیوں کو مٹی پر مار کر اپنی طرف کھینچنا (۳) اس کے بعد ہتھیلیوں کو ذرا پیچھے ہٹانا (۴) ہاتھوں کو جھاڑنا (۵) بسم اللہ کہنا (۶) مٹی پر ہاتھ مارتے وقت اُنگلیوں کو کشادہ رکھنا (۷) ترتیب کو ملحوظ رکھنا اول منہ پر مسح کرنا اور پھر ہاتھوں پر (۸) پے در پے مسح کرنا، بیچ میں توقف نہ کرنا۔

امام ابو حنیفہؒ کا مذہب اس بارے میں یہ ہے کہ جو چیز زمین کی جنس سے ہیں ان پر تیمّم جائز

ہے۔ پس مٹی، چونا، گیرو، ملتانی مٹی، سرمہ، ہڑتال، گندھک، یاقوت، زمرد، عقیق، فیروزہ، سیندھا نمک اور معمولی نمک وغیرہ تمام چیزوں پر جو کہ جنسی ارض سے ہیں تیمّم کرنا جائز ہے۔

تیمّم کو توڑنے والی چیزیں

جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان ہی چیزوں سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ ان باتوں کے علاوہ تیمّم کو توڑنے والی ایک خاص چیز یہ ہے کہ پانی کے استعمال پر قدرت حاصل ہو جائے۔ یعنی پانی استعمال نہ کرنے کا خدشہ جاتا رہے یا پانی مل جائے۔

چند ضروری ہدایات

اگر وضو کا تیمّم ہے تو وضو کے موافق پانی ملنے سے تیمّم ٹوٹے گا اور اگر غسل کا تیمّم ہے تو غسل کے لائق پانی ملنے سے تیمّم ٹوٹے گا اگر کسی کو نہانے کی ضرورت ہو تو وضو اور غسل کا جدا جدا تیمّم کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف غسل کی نیت سے وضو کا تیمّم بھی ہو جائے گا۔ تیمّم کی نیت صرف اتنی کافی ہے کہ میں طہارت حاصل کرنے یا نماز ادا کرنے کے لئے تیمّم کرتا ہوں جو تیمّم نماز کے لئے کیا جائے اس سے قرآن کو چھونا اس کی تلاوت کرنا اور قبرستان میں جانا سب کچھ درست ہے۔

اگر یقینی طور پر یہ معلوم ہو کہ زمین پر پیشاب پڑا تھا اور وہ دھوپ سے خشک ہو گیا جس کا نشان تک باقی نہیں رہا تو وہ زمین پاک ہو گئی اس پر نماز پڑھنا اور تیمّم دونوں باتیں درست ہیں اور اگر یقینی طور پر معلوم نہ ہو تو بھی زیادہ وہم نہ کرے تیمّم کرے۔ جس آدمی کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہوں وہ معذور و مجبور ہے اس سے طہارت کا حکم ساقط ہو جاتا ہے۔ نہ اسے وضو کرنے کی ضرورت ہے نہ تیمّم کرنے کی۔ اگر کسی کے پاس زم زم کا پانی ہو اور دوسرا پانی نہ مل سکتا ہو تو زم زم کے پانی سے وضو کر لینا چاہیے اس کے ہوتے تیمّم کرنا درست نہیں۔

ریل کے مسائل:

اگر پانی پاس ہے مگر ڈر یہ ہے کہ اگر پانی لینے گیا تو ریل چھوٹ جائے گی، پھر آگے پانی ملنے کی اُمید نہیں اور نماز کا وقت بھی جاتا رہے گا تو تیمم کر کے نماز پڑھ لینی چاہیے، اگر راستے میں کہیں پانی ملا لیکن ریل چھوٹ جانے کے ڈر سے نہ اُتر سکا تو اس حالت میں تیمم نہیں ٹوٹے گا۔

جو چیز مٹی کی جنس سے ہو اس سے تیمم کرنا جائز ہے۔ اس کی تشریح و توضیح یہ ہے کہ جو چیز نہ تو آگ میں جلے نہ پگھلے وہ مٹی کی جنس سے ہے اس پر تیمم درست ہے اور جو چیز جل کر راکھ ہو جائے یا پگھل جائے اس پر تیمم درست نہیں ہاں اگر ان اشیاء پر غبار اور خاک ہو تو ان سے تیمم درست ہے۔

مسئلہ: مٹی کے گھڑے اور بدھنے پر تیمم درست ہے خواہ ان میں پانی بھرا ہوا ہو یا خالی ہوں۔ البتہ اگر ان میں روغن لگ گیا ہو تو پھر ان پر تیمم درست نہیں۔ اگر پتھر پانی سے بھی دھلا ہوا ہو اور اس پر گرد کا نشان بھی نہ ہو تب بھی اس پر تیمم کرنا درست ہے کیونکہ پتھر خود مٹی کی جنس سے ہے۔ اسی طرح پکی اینٹ پر بھی تیمم درست ہے خواہ اس پر گرد ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ: کیچڑ سے تیمم کرنا اگر چہ دُرست ہے مناسب نہیں، اگر کیچڑ کے سوا کوئی اور چیز نہ ملے تو یہ ترکیب کرے کہ اگر وقت ملے تو کیچڑ کو کپڑے میں بھر کر خشک کرے پھر اس پر تیمم کرے۔

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

موزوں پر مسح کرنا سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے۔ ائمۂ حدیث نے متعدد روایات اور مختلف طرق سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر و حضر میں موزوں پر مسح کر لیا کرتے تھے۔ (مسلم کتاب الطہارہ)

تمام حفاظ حدیث نے تصریح کی ہے کہ حدیث مسح علی الخفین متواتر ہے۔ اس

میں شک وشبہ کی مطلق گنجائش نہیں۔ نیز عشرہ مبشرہ اور اکثر اجل صحابہ حدیث مسح علی الخفین کو بیان کرتے ہیں۔ الغرض موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں کسی مسلمان کو انکار و تردد کی گنجائش نہیں اب اس کے احکام ومسائل بیان کئے جاتے ہیں۔

موزوں کی اقسام

تین قسم کے موزے ہیں جن پر مسح کرنا جائز ہے۔ اول: چمڑے کے ایسے موزے جن سے پاؤں ٹخنوں تک چھپے رہیں۔ دوم: وہ اونی یا سوتی موزے جن میں چمڑے کا تلا لگا ہوا۔ سوم: وہ اونی یا سوتی موزے جو اس قدر موٹے ہوں کہ خالی موزے پہن کر تین چار میل راستہ چلنے سے نہ پھٹیں۔ ان تین قسموں کے موزوں کے سوا اور کسی قسم کے موزے پر مسح کرنا جائز نہیں۔

جب وضو کرنے کے بعد یا صرف پاؤں دھو کر موزے پہنے ہوں اور پھر وضو ٹوٹنے کی حالت میں بھی موزے پہنے ہوئے ہوں، اس طرح ایک دفعہ پہنے ہوئے موزوں پر اگر آدمی اپنے گھر میں ہو، یعنی مقیم ہو تو ایک دن اور ایک رات مسح کر سکتا ہے یعنی مقیم کیلئے مدت مسح ایک دن اور ایک رات ہے۔

مسح کرنے کی ترکیب

موزوں پر مسح کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی انگلیاں ہتھیلیوں سمیت دائیں موزے کے اگلے حصے پر رکھے اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں ہتھیلیوں سمیت بائیں موزے کے اگلے حصے پر اور اُنگلیوں کو کھولے ہوئے پنڈلی کی طرف کھینچے اور ٹخنوں سے اُوپر تک پہنچادے۔ موزے کے اُوپر کی طرف مسح کرنا چاہیے، تلووں یا ایڑی کی طرف مسح کرنے سے مسح نہیں ہوگا۔ ہاتھ کی اُنگلیاں پانی میں بھگو کر تین اُنگلیاں پاؤں کے نیچے رکھ کر اُوپر کی طرف کھینچے۔ اُنگلیاں پوری پوری رکھے، صرف ان کے سرے رکھنا کافی نہیں۔

یادرکھنا چاہیے کہ وضو میں موزوں کا مسح جائز ہے، غسل میں نہیں۔ یعنی غسل کی حالت میں موزوں پر مسح کرنا ناجائز ہے۔

مسح کی مدت

مسح کی مدت کا حساب اس وقت سے کیا جاتا ہے جس وقت سے وضو ٹوٹتا ہے۔ اس وقت سے ایک دن ایک رات یا تین دن تین راتیں مسح کرنا جائز ہے۔ مثلاً کسی نے جمعہ کی صبح کو وضو کر کے موزے پہنے اور اس کا یہ وضو ظہر کا وقت ختم ہونے پر ٹوٹا۔ تو اگر یہ شخص مقیم ہے تو ہفتہ کے ظہر کے وقت تک مسح کر سکتا ہے اور اگر مسافر ہے تو پیر کے دن ظہر تک مسح کر سکتا ہے۔

کن چیزوں سے مسح ٹوٹتا ہے

جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے ان ہی چیزوں سے یہ مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ ان چیزوں کے علاوہ بعض مخصوص صورتیں بھی ہیں۔ وہ یہ کہ مسح کی مدت گزر جائے یا موزے اُتار دیئے جائیں یا تین اُنگلیوں کے برابر موزہ پھٹ جائے تو ان تینوں صورتوں میں مسح ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: اگر ایک مسافر نے موزوں پر مسح کرنا شروع کیا اور ایک دن ایک رات کے بعد اپنے گھر واپس آ گیا تو اس کو چاہیے کہ موزے اُتار دے اور نئے سرے سے مسح کرنا شروع کرے اور اگر ایک مقیم نے مسح شروع کیا اور پھر سفر میں چلا گیا تو اگر ایک دن ایک رات پوری ہونے سے پہلے سفر کیا تو تین دن تین رات تک موزے پہنے رہے اور مسح کرتا رہے اور اگر ایک دن ایک رات پورے ہونے کے بعد سفر کیا تو موزے اُتار کر نئے سرے سے مسح شروع کرے۔

باب نمبر 2

اذان کا بیان

اذان کے لغوی معنی ہیں اطلاع دینا۔ یہ اسم مصدر ہے اور اس کا مصدر ''تاذین'' ہے۔ شریعت میں نماز کے لئے خصوصی اطلاع کو''اذان'' کہتے ہیں۔ ''علی شرح المنہاج للرملی عن شرح البخاری' میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اذان مکہ میں ہی قبل از ہجرت شروع ہوگئی تھی۔ طبرانی نے کہا ہے کہ جس رات رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوئی اسی رات اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذان کی وحی آئی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اذان کے کلمات لے کر آئے اور پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو ان الفاظ کی تعلیم فرمائی۔ حدیث انسؓ میں ہے کہ جس وقت نماز فرض ہوئی اسی وقت حضرت جبرئیل نے رسول اللہ ﷺ کو اذان دینا سکھایا۔ ایک حدیث میں یوں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اذان سکھانے کا ارادہ کیا تو جناب جبرئیل حضور ﷺ کے پاس براق پر سوار ہو کر آئے اور اذان کے تمام کلمات از اول تا آخر کہے،

چنانچہ بعض علماء کہتے ہیں کہ اذان مدینے میں ہجرت کے پہلے سال شروع ہوئی اور بعض علماء ہجرت کے دوسرے سال بیان کرتے ہیں۔ اس کی شرعیت کا مشہور واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے باہم مشاورت کی کہ مسلمانوں کو نماز کے لئے بلانے کا کیا طریقہ اختیار کیا جائے کیونکہ اس دور میں کم وبیش وہی طریقے مروج تھے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس لئے بعض صحابۂ کرامؓ نے کہا، ناقوس بجانے کا طریقہ اختیار کیا جائے بعض نے کہا کہ یہود کی طرح قرناس بجانا چاہیے اور بعض صحابۂ کرامؓ نے کہا کہ بلند جگہ پر آگ روشن کرنے کا طریقہ اختیار کرنا چاہیے، لیکن چونکہ رائج الوقت طریقوں میں سے کسی بھی طریقے میں کوئی معنویت اور روحانیت نہیں تھی۔ اور ان طریقوں میں یہود ونصاریٰ سے مشابہت پائی جاتی تھی۔ اس لئے ان طریقوں کو سب نے ناپسند کیا۔

اس مشورے کے بعد حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی آسمان سے اُترا۔ اس کے ہاتھ میں ناقوس ہے اُنہوں نے اس سے پوچھا! اے بندۂ خدا! کیا تم اس ناقوس کو بیچنا چاہتے ہیں؟ اس شخص نے جواب دیا: آپ اس ناقوس کا کیا کریں گے؟ اُنہوں نے کہا میں اسے بجا کر لوگوں کو نماز کے لئے جمع کروں گا۔ اس شخص نے کہا: میں آپ کو اس سے ایک بہتر اور اعلیٰ طریقہ بتائے دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے حضرت عبداللہ بن زیدؓ کو اذان اور اقامت کے یہی کلمات جواَب دہرائے جاتے ہیں، سکھا دیے، صبح کو یہ خواب اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیان کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تمہارا یہ خواب سچا ہے اور درحقیقت یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے القاء ہوئے ہیں، تم یہی کلمات بلالؓ کو سکھا دو، اور ان سے کہو کہ وہ یہی الفاظ منبر پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے دہرائیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے بھی حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر خواب بیان کیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا اور اس طرح اسلام میں اذان کا طریقہ رائج ہوا۔ (مشکوٰۃ کتاب الاذان)

اَذان، معانی اور مفہوم

اذان ہر نماز سے پہلے دی جاتی ہے اور کلماتِ اذان کے ذریعے دُنیا میں پانچ وقت روزانہ ربِّ قدوس کی الوہیت و کبریائی اور توحید نیز آنحضرت ﷺ کی رسالت کا صاف لفظوں میں اعلان کیا جاتا ہے۔ اذان کے کلمات یہ ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ .... اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ .... اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ .... اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ .... حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ .... حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

(مشکوۃ کتاب الاذان)

ان الفاظ کا ترجمہ یہ ہے:

اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آؤ نماز کے لئے، آؤ نماز کے لئے۔ آؤ کامیابی کی طرف، آؤ کامیابی کی طرف۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔

صبح کے وقت جب ایک مسلمان خوابِ راحت کے مزے لے چکا ہوتا ہے اور بستر چھوڑنے کا وقت آچکا ہوتا ہے مگر بستر سے اٹھنا اس پر گراں گزرتا ہے تو ایسے وقت میں حضورِ الٰہی سرِ نیاز جھکانے کے لئے مذکورہ بالا فقروں کے علاوہ دو فقرے زائد کہے جاتے ہیں۔ یعنی حی علی الفلاح کے بعد دو مرتبہ اس طرح یاددہانی کرائی جاتی ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ .... اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ

یعنی نماز نیند سے بہتر ہے......... نماز نیند سے بہتر ہے۔

(مشکوۃ کتاب الاذان)

اذان کی سنتیں

(۱) قبلہ رو کھڑا ہونا

(۲) حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہتے وقت دائیں بائیں سر و گردن کو موڑنا

(۳) مندرجہ بالا ترتیب کے مطابق اذان کے کلمات کو ادا کرنا، اذان میں یہ تین سنتیں ہیں۔

کوشش کرنی چاہئے کہ اذان کے کلمات صحیح طور پر ادا ہوں کیونکہ ان میں بعض باتیں ایسی ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے چنانچہ اگر اللہ کی بجائے آللہ یا اشہد انّ کی بجائے اشھد اناّ یعنی اشھد انّ میں انّ کے نون کو کھینچ کر کہا جائے تو کفر کی سی معنویت پیدا ہو جاتی ہے مطلب یہ کہ ''اللہ اکبر'' کے معنی ہوئے ''کیا اللہ سب سے بڑا ہے؟'' اور اشھدُ انّا محمد رسول اللہ کے معنی ہوئے ''میں گواہی دیتا ہوں کہ میں محمد اللہ کا رسول ہوں'' نعوذ باللہ۔ اگر یہ کلمات اس طرح نماز میں ادا کئے جائیں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اسی لئے اذان، اس کے آداب اور اس کے کلمات کو صحیح طور پر سیکھنا لازم ہے ورنہ ''نیکی برباد گناہ لازم'' کی مثل صادق آتی ہے۔

اذان میں مکروہات

اذان کے مکروہات درج ذیل ہیں۔

۱۔ ٹھہر ٹھہر کر اطمینان اور وقار کے ساتھ اذان پکارنے کی بجائے جلدی جلدی اذان پکارنا۔

۲۔ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہتے وقت سر چہرے کو پہلے دائیں اور پھر بائیں نہ پھیرنا۔

۳۔ بیٹھ کر اذان پکارنا اور

۴۔ اذان میں ترجیع کرنا یعنی پہلے آہستہ پکارنا پھر شہادتین کو باآواز بلند پکارنا۔

اذان کے عمومی مسائل

نماز کے لئے اذان پکارنا سنتِ موکدہ ہے اس کے لئے کوئی خاص آدمی مقرر نہیں ہر مسلمان اذان پکار سکتا ہے اور باوضو ہو کر یا بلاوضو ہو دونوں طرح پکار سکتا ہے مگر افضل یہی ہے کہ باوضو پکارے، حالتِ سفر میں بھی اذان واقامت میں سے کسی کو ترک نہیں کرنا چاہئے، چاہے مسافر اکیلا ہی کیوں نہ ہو اور اذان کے لئے ایسا شخص ہونا چاہئے جو متقی، بلند آواز اور خوش الحان ہو اور وہ اوقاتِ نماز کا ماہر ہو۔

اذان کے جواب دینے کا طریقہ

اذان کے جواب دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اذان کے جو کلمات مؤذن کہے انہی کلمات کو ساتھ ساتھ دہرائے جائیں اور حی علی الفلاح کے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ پڑھا جائے۔ اور اگر اذان فجر کی ہو تو اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمُ کے الفاظ سن کر صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہا جائے یعنی تو نے سچ کہا اور بھلائی کی بات کہی۔

اذان کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب موذّن بلند آواز سے اذان دیتا ہے تو ہر خشک وتر چیز جو اذان سنتی ہے اس کی تصدیق کرتی ہے اور موذن کیلئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی خواہاں ہوتی ہے۔

(کافی)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب تم جنگلوں میں ہو تو بلند آواز سے اذان دو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ کوئی درخت، پتھر، آدمی اور جن ایسا نہیں ہوتا جو اذان سنے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے موذن کی گواہی نہ دے۔ (مشکوۃ باب فضل الاذان)

اذان دینے سے مؤذن کی مغفرت ہو جائے گی۔ اذان کی فضیلت و بزرگی میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ اذان دینے اور اول صف میں نماز پڑھنے میں کتنا اجر ملتا ہے تو لوگ اس کو حاصل کرنے کیلئے ضرور قرعہ ڈالیں۔ (بخاری کتاب الاذان)

یعنی اذان دینے اور اول صف میں شامل ہونے کا حد سے زیادہ ثواب ہے۔

قرآن مجید میں اذان کو ندا سے تعبیر فرمایا گیا ہے اور یوں قرآن مجید میں بھی اذان کا مفہوم پایا جاتا ہے چنانچہ فرمایا:

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ۔ ''اور جب تم نماز کیلئے ندا دو''۔

(المائدہ: آیت ۵۸)

دوسری جگہ فرمایا:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ۔ ''اے ایمان والو! جب نماز کیلئے ندا دی جائے''۔

(الجمعہ: آیت ۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس وقت نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے اس وقت شیطان بہت تیزی کے ساتھ وہاں سے بھاگتا ہے۔ (بخاری کتاب الاذان)

رسول اللہ ﷺ نے اذان کی جو اس قدر فضیلت بیان فرمائی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ موذن لوگوں کو اللہ کے ذکر کی طرف بلاتا ہے اور اس سے زیادہ نیکی اور بھلائی کیا ہو سکتی ہے دوسرے یہ کہ اذان کے کلمات اسلام کا خلاصہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت، وحدانیت، کبریائی اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اعتراف شہادت اور اعلان۔ اذان کے کلمات

انہیں باتوں پر مشتمل ہیں، مزید یہ کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسلام کا ایک بہت بڑا فریضہ ہے اور نماز کی حقیقت بھی یہی ہے۔ موذن دوسرے لوگوں کو اس فریضے کے مطابق اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ (نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا، نیکی کرنے والے کے مانند ہے) کا مصداق بن کے دعوت اسلام دیتا ہے۔ الغرض اذان دینا ایک بہت بڑی نیکی ہے مگر افسوس کہ آج کل موذنوں کی بڑی ناقدری ہے اور ان کو حقیر سمجھ لیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت دے کہ وہ اذان کی فضیلت اور بندگی کو سمجھیں۔

اذان کے بعد کی دعا

اذان کے بعد موذن اور سامع دونوں ہی یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِىْ وَعَدْتَّهٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔

(مشکوۃ باب فضل الاذان فصل اول)

"اے میرے اللہ! اس کامل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے رب! محمد ﷺ کو وسیلہ بزرگی اور بلند درجہ عطا فرما اور ان کو مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ہمیں روز قیامت آپ کی شفاعت نصیب فرما۔ بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

اقامت کا بیان

اذان تو عام مسلمانوں کو بلانے کیلئے دی جاتی ہے تا کہ وہ سمجھ لیں کہ نماز کا وقت

ہو گیا ہے اور اب انہیں تمام کاروبار حیات چھوڑ کر بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہونے کی تیار کرنی چاہیئے اور تکبیر یا اقامت کا مقصد یہ ہے کہ جمع شدہ لوگوں کو اطلاع ہو جائے کہ اب وہ نماز باجماعت کیلئے تیار ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ اذان بلند آواز سے ہوتی ہے جبکہ اقامت میں زیادہ جہر نہیں ہوتا۔ پھر اذان میں وقفہ وسکتہ بھی ہوتا ہے جبکہ اقامت میں نہیں ہوتا۔

جو الفاظ اذان کے ہیں وہی الفاظ اقامت کے بھی ہیں صرف حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے بعد دو مرتبہ یہ الفاظ کہے جاتے ہیں:

قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ۔ (بے شک نماز قائم ہوئی، بے شک نماز قائم ہوئی) (مشکوۃ باب فضل الاذان)

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ دو ساعتیں ایسی ہیں جن میں دعا کرنے والے کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک اقامتِ نماز کے وقت دوسرے جہاد کی صف بندی کے وقت۔

(مظاہر حق باب فضل الاذان)

جب نماز کیلئے صف بندی کی جاتی ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں مسلمانوں کو ان سعید ساعتوں سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیے۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ دو ساعتیں ایسی ہیں جن میں دعا کرنے والے کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک اقامت نماز کے وقت دوسرے جہاد کی صف بندی کے وقت۔

(مظاہر حق باب فضل الاذان)

جب نماز کیلئے صف بندی کی جاتی ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں مسلمانوں کو ان سعید ساعتوں سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیے۔

ایمان مجمل

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ بِاَسْمَائِہٖ وَ صِفَاتِہٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ۔

میں ایمان لایا اللہ پر اس کے ناموں کے ساتھ اور اس کی صفتوں کے ساتھ اور قبول کیے اس کے تمام احکام۔ اقرار کیا زبان سے اور سچا جانا دل سے۔

ایمان مفصل

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَ شَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ الْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ۔

میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اچھی بری تقدیر پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر۔

باب نمبر 3

شش کلمات

اوّل کلمہ طیب:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے محمد ﷺ اس (سچے خدا) کے رسول ہیں۔

دوم کلمہ شہادت:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی سچا معبود نہیں سوائے خدا کے اور وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

سوم کلمہ تمجید:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

پاک ہے اللہ اور تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں اور کوئی (سچا) معبود نہیں سوائے خدا کے اور اللہ سب سے بڑا ہے اور گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کی قوت نہیں مگر اللہ کی مدد سے جو بہت بلند عظمت والا ہے۔

چہارم کلمہ:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

کوئی معبود نہیں سوائے خدا کے اور وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے تمام تعریف ہے وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اس کو موت نہیں۔ عظیم عظمت اور بزرگی والا ہے۔ اسی کے ہاتھ میں خیر و برکت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پنجم کلمہ استغفار:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهٗ عَمَدًا اَوْ خَطَاً سِرًّا اَوْ عَلَانِيَةً وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِيْ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِيْ لَآ اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُيُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

میں معافی مانگتا ہوں اللہ سے جو میرا پروردگار ہے ہر گناہ سے جو میں نے کیا جان بوجھ کر، یا بھول کر، یا چھپ کر یا ظاہر اور میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں ہر گناہ سے جو میں جانتا ہوں اور اس گناہ سے جو میں نہیں جانتا۔ بے شک تو ہی ہے جاننے والا غیبوں کا اور چھپانے والا عیبوں کا اور بخشنے والا

گناہوں کا اور گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کی قوت نہیں مگر اللہ کی مدد سے جو بہت بلند عظمت والا ہے۔

چھٹا کلمہ ردّ کفر:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ
اُشْرِكَ بِكَ شَیْئًا وَّ اَنَا اَعْلَمُ بِهٖ
وَ اَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَاۤ اَعْلَمُ بِهٖ
تُبْتُ عَنْهُ وَ تَبَرَّاْتُ مِنَ الْكُفْرِ وَ
الشِّرْكِ وَ الْكِذْبِ وَ الْغِیْبَةِ وَ
الْبِدْعَةِ وَ النَّمِیْمَةِ وَ الْفَوَاحِشِ وَ
الْبُهْتَانِ وَ الْمَعَاصِیْ كُلِّهَا وَ
اَسْلَمْتُ وَ اَقُوْلُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

الٰہی میں پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ کسی چیز کو تیرا شریک بناؤں اور مجھے اس کا علم ہو اور معافی مانگتا ہوں تجھ سے اس گناہ (شرک) پر جس کا مجھے علم نہیں، میں نے اس سے توبہ کی اور بیزار ہوا کفر سے اور شرک سے اور ہر قسم کی نافرمانیوں سے اور میں نے اسلام قبول کیا اور میں کہتا ہوں کہ کوئی سچا معبود نہیں سوائے خدا کے اور محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

آیۃ الکرسی

اَللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا
تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَا فِی
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا
الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ
مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا
یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا
شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضَ وَلَا یَؤُدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ
الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۔

اللہ وہ ہے کہ اس کے سوائے کوئی معبود
نہیں وہ آپ زندہ ہے اوروں کا قائم
رکھنے والا ہے اسے نہ اونگھ آئے نہ
نیند۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں
ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ وہ کون
ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے
بغیر اس کے حکم کے۔ جانتا ہے جو کچھ
ان کے آگے اور جو کچھ ان کے پیچھے
ہے اور نہیں پاتے اس کے علم میں سے
مگر جتنا وہ چاہے۔ اسی کی کرسی میں
سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین اور
اسے بھاری نہیں ان کی نگہبانی اور وہی
ہے بلند اور بڑائی والا۔

باب نمبر 4

نماز کا طریقہ

۱-نیت

۲-تکبیرِ تحریمہ: اَللّٰہُ اَکْبَرُ

۳-ثناء

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ۔	پاک ہے تو اے اللہ تعالیٰ اور تعریف تمھارے لئے ہے اور برکت والا ہے نام تمھارا اور بلند ہے بزرگی تمھاری اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے تیرے۔

۴-تعوّذ:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔	میں اللہ تعالیٰ کے پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے۔

۵-تسمیہ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔	اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

سورہ فاتحہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ آمین۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کو پالنے والا ہے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ مالک ہے قیامت کے دن کا۔ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے مدد مانگتے ہیں دکھایئے ہم کو راستہ سیدھا، راستہ ان کا جن پر تو نے انعام فرمایا ہے، نہ ان کا راستہ پر جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ گمراہوں کے راستے پر چلا۔ دعا قبول فرما۔

اس کے بعد نیچے دی ہوئی سورتوں میں سے کوئی ایک سورت یا قرآن کی چند آیات پڑھی جائیں۔

سورۂ اخلاص:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

(اے نبی ﷺ) کہہ دو کہ وہ اللہ یکتا ہے اللہ بے نیاز ہے۔ اس سے کوئی پیدا نہیں ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور کوئی اس کے برابر نہیں۔

سورۃ الفلق:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝	(اے نبی ﷺ) کہہ دو کہ میں صبح کے رب کی پناہ لیتا ہوں تمام مخلوق کے شر سے اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے اور گرہوں پر دم کرنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

سورۃ الناس:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝	(اے نبی ﷺ دعا میں یوں) کہو کہ میں آدمیوں کے رب، آدمیوں کے بادشاہ، آدمیوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں، اس وسوسہ ڈالنے والے، پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ جنات میں سے ہو یا آدمیوں میں سے۔

(خیال رہے کہ ظہر اور عصر کی فرض نمازوں میں بلند آواز سے قرأت نہیں کی جاتی۔)

۷-رکوع: اب اللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر رکوع میں چلے جائیں اور تین یا پانچ بار پڑھیں:

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ۔	پاک ہے میرا رب بزرگ۔

رکوع سے اٹھتے ہوئے کہا جائے:

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ۔ اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔

قومہ: پھر سیدھے (قومہ) کھڑے ہو کر پڑھا جائے۔

رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ۔ اے ہمارے پروردگار سب تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں۔

اب سب زمین پر پیشانی اور ناک رکھ کر سجدہ کریں اور یہ تسبیح پڑھیں:

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ پاک ہے میرا پروردگار جو سب سے برتر اور بہت بلند ہے۔

تین یا پانچ مرتبہ یہ تسبیح پڑھ کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر سر اٹھائیں اور تھوڑی دیر کو بیٹھ جائیں، اسے جلسہ کہتے ہیں۔ اب اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر دوسرے سجدے میں چلے جائیں اور اوپر والی تسبیح پڑھیں۔ دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح پڑھی جائے اور دو سجدے کرنے کے بعد بیٹھ کر تشہد پڑھیں۔

تشہد یا التحیات

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللهِ الصّٰلِحِیْنَ ○ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

تمام قولی، فعلی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبی! ﷺ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ گواہی دیتا ہوں میں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اگر دو رکعت والی نماز ہے تو اس کے بعد درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر لیا جائے اور اگر نماز تین یا چار رکعت کی ہو تو تشہد کے بعد باقی رکعتیں ادا کی جائیں۔ خیال رہے کہ نمازِ فجر، مغرب اور عشاء کے فرض کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت بلند آواز سے کی جاتی ہے۔ باقی رکعتیں خاموشی سے سورۂ فاتحہ پڑھ کر نماز پوری کی جاتی ہے۔ جب کہ ظہر اور عصر کے فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور قرأت خفی آواز سے پڑھی جاتی ہیں۔ اب آخری قعدہ میں بیٹھ کر تشہد کے بعد درود شریف اور دعا پڑھیں۔

درود شریف:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی
اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ
بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ
مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی
اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اے اللہ رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر جیسے کہ رحمت نازل فرمائی تو نے ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر۔ بے شک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔ اے اللہ برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر جیسے برکت نازل فرمائی تو نے ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر۔ بے شک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔

دعا:

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ
ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا
اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْ
مِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔

اے رب مجھ کو نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد میں سے بھی، اے ہمارے رب اور ہماری دعا قبول کر اے رب مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور سب ایمان والوں کو بخش جس دن حساب قائم ہو۔

دوسری دعا:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○	اے ہمارے پروردگار! ہم کو دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔

سلام:

دائیں طرف منہ پھیر کر

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللهِ۔	تم پر اللہ کی سلامتی اور رحمت ہو۔

پھر بائیں طرف منہ پھیر کر یہی الفاظ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم وَ رَحْمَةُ اللهِ دہرائیں۔

نماز کے بعد کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَ اِلَیْكَ یَرْجِعُ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَ اَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَیْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ ○	اے اللہ تو ہی سلامتی دینے والا ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی (مل سکتی) ہے اور تیری ہی طرف لوٹتی ہے۔ اے اللہ! ہم کو عافیت کے ساتھ زندہ رکھ اور ہم کو سلامتی کے گھر (جنت) میں داخل کر۔ بہت برکت والا ہے تو اے عظمت اور بزرگی والے۔

نماز کی شرائط

شرط کے لغوی معنی علامت کے ہیں۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے اشراط الساعۃ یعنی قیامت کی علامتیں۔ شرع میں شرط عبارت ہے اس چیز سے جو مقدم ہے اور اس سے متعلق چیز کی صحت اس پر موقوف ہو۔ پس شروط الصلوٰۃ سے مراد وہ چیزیں ہیں جو نماز سے خارج ہیں مگر نماز کی صحت ان پر موقوف ہے یعنی نماز اس وقت صحیح ہوگی جب مقدم چیزیں صحیح ہوں۔

1. طہارت بدن

نماز کی پہلی شرط بدن کا پاک ہونا ہے۔ بدن کے پاک ہونے سے مراد یہ ہے کہ بدن پر کسی قسم کی نجاست یعنی پلیدی نہ ہو۔ نجاست یعنی پلیدی و ناپاکی کی جتنی قسمیں ہیں، ان کو تفصیل و وضاحت کے ساتھ ہم پچھلے ابواب میں بیان کر چکے ہیں۔ ان کے مطابق نمازی کے بدن کا نجاستِ حکمی یعنی حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر اور نجاست حقیقی مغلظہ وخفیفہ سے پاک ہونا نماز کی پہلی شرط ہے۔ نماز کیلئے یہ شرط اتنی ضروری ہے کہ کسی حال میں بھی یہ معاف نہیں ہوسکتی برخلاف دیگر شرائط کے۔ طہارت کے بغیر کوئی عبادت قبول نہیں ہوسکتی عبادت کا تمام تر دارومدار طہارت پر ہے۔

طہارت کے معنی پاکی، پاکیزگی اور صفائی کے ہیں۔ اس میں ظاہری و باطنی دونوں قسم کی طہارتیں شامل ہیں۔ یعنی اسلام دل کی صفائی اور بدن کی صفائی دونوں صفائیوں پر یکساں زور دیتا ہے۔ اور اس نے دونوں کو لازم وملزوم رکھا ہے۔ جہاں تک طہارتِ ظاہری کا تعلق ہے اس کا بیان ہو چکا ہے۔ مسلمانوں کو صرف طہارتِ ظاہری ہی پر بس نہیں کرنا چاہیے بلکہ طہارتِ باطنی کی کوشش بھی لازمی طور پر کرنی چاہیئے۔ دراصل نماز کی

غرض غایت ہی یہ ہے کہ ہمارا دل' روح' دماغ' جسم اور لباس اور مکان یہ تمام چیزیں پاک صاف رہیں۔

2. ستر پوشی

نماز کی دوسری شرط ستر چھپانا ہے۔ ستر چھپانے سے مراد یہ ہے کہ مرد کو ناف سے گھٹنے تک اپنا بدن چھپانا فرض ہے۔ ستر چھپانا نماز کے باہر بھی فرض ہے اور نماز کے اندر بھی۔ مرد کا ناف سے گھٹنے تک بدن چھپانا مرد کا ستر کہلاتا ہے۔ عورت کو سوائے دونوں ہتھیلیوں' پاؤں اور منہ کے تمام بدن کو ڈھانکنا فرض ہے اور یہ عورت کا ستر ہے۔ بدن چھپانے کی یہ مقدار جو اوپر بیان ہوئی، اس کو عورت بھی کہتے ہیں اور بدن کے اتنے حصے کا چھپانا ستر عورت کہلاتا ہے اور کشفِ عورت سے مراد بدن کے اتنے حصے کا کھل جانا ہے' جتنے کا چھپانا نمازی کے لئے فرض ہے۔

نماز میں عورت کو اپنے بال چھپانے بالاتفاق ضروری ہیں۔ اگر ان کا کچھ حصہ بھی کھل جائے گا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔

اگر لباس میسر ہونے کے باوجود برہنہ اندھیرے مکان میں سہی' تنہا نماز پڑھی جائے تو نماز نہیں ہوگی کیونکہ شرعاً اس کا بدن مستور نہیں۔ ہاں جس شخص کو لباس میسر ہی نہ ہو وہ مجبور ہے بے شک وہ برہنہ ہی نماز پڑھ سکتا ہے مگر ایسا شخص دوزانو بیٹھ کر پڑھے اور رکوع و سجود اشارے سے کرے۔ اگر برہنہ شخص کو کوئی آدمی کپڑا دینے کا وعدہ کرے اور اس کو کپڑا ملنے کی قوی امید ہو تو نماز کیلئے اخیر وقت تک انتظار کرے۔

مرد کیلئے تین کپڑوں میں نماز پڑھنی مستحب ہے۔ وہ تین مستحب کپڑے یہ ہیں: شلوار، کرتا اور عمامہ۔ اگر عمامہ نہ ہو تب بھی نماز جائز ہو جائے گی لیکن صرف شلوار ہو تو نماز

مکروہ ہے۔ عورت کیلئے بھی نماز میں تین کپڑے مستحب ہیں۔ شلوار، قمیص اور دوپٹہ اگر دو کپڑوں میں بھی پڑھے تو جائز ہے اور ایک کپڑے میں بھی نماز ہو جاتی ہے مگر اس وقت جبکہ اس سے پورا بدن ڈھک جائے۔

3. طہارت لباس

نماز کی تیسری شرط کپڑوں کا پاک ہونا ہے۔ کپڑوں کے پاک ہونے سے مراد یہ ہے کہ جو کپڑے نماز پڑھنے والے کے بدن پر ہوں جیسے کرتا، شلوار، عمامہ، اچکن، کوٹ، دوپٹہ وغیرہ ان سب کا پاک ہونا ضروری ہے۔ یعنی نمازی جو کپڑا پہنے ہوئے ہے اس پر نجاست غلیظہ یا خفیفہ لگی ہوئی نہ ہو۔ اگر نجاست غلیظہ ایک درہم کے بقدر یا اس سے کم اور نجاست خفیفہ چوتھائی کپڑے سے کم پر لگی ہو نماز تو ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور اگر مندرجہ بالا مقدار سے زیادہ نجاست غلیظہ یا خفیفہ لگی ہوگی تو پھر نماز نہیں ہوگی۔ یاد رہے کہ جو کپڑا نمازی کے بدن سے ایسا تعلق رکھتا ہو کہ اس کے حرکت کرنے سے کپڑا بھی حرکت کرے تو ایسے کپڑے کا پاک ہونا بھی شرط ہے۔ پس اگر عمامہ کا ایک کنارا ناپاک ہو اور پاک کنارا باندھ کر نماز پڑھی جائے تو ناپاک کنارا اگر نمازی کے ہلنے سے ہلتا ہو تو نماز نہیں ہوگی۔

مسئلہ: کسی کے پاس کوئی ایسا کپڑا ہے کہ جس کا چوتھائی سے کم حصہ ناپاک ہے اور اس کے سوا کوئی دوسرا کپڑا موجود نہیں اور نماز کا وقت بھی جا رہا ہے تو اسی کپڑے سے نماز پڑھ لینی چاہئیے۔ اگر چوتھائی حصے سے زیادہ ناپاک ہے تو بھی یہی بہتر ہے کہ اسی کپڑے میں نماز پڑھ لی جائے، برہنہ نہ پڑھی جائے۔

4. جگہ کا پاک ہونا

نماز کی چوتھی شرط نماز پڑھنے کی جگہ کا پاک ہونا ہے یعنی نماز پڑھنے والے کے دونوں قدموں گھٹنوں' ہاتھوں اور سجدہ کرنے کی جگہ کا پاک ہونا لازمی ہے۔ اگر نماز پڑھنے کی جگہ تو پاک ہے مگر کہیں آس پاس بدبو اور نجاست ہے تو ایسی جگہ پر نماز ہو جائے گی تاہم بہتر یہ ہے کہ ایسی جگہ نماز نہ پڑھی جائے۔ اگر لکڑی کے تختے یا پتھر یا بچھی ہوئی اینٹوں پر یا کسی اور ایسی ہی سخت اور موٹی چیز پر نماز پڑھی جو اوپر سے تو پاک ہے مگر نچلا حصہ ناپاک ہے تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ: اگر ایسے پتلے کپڑے پر نماز پڑھے جس کے دوسرے رخ پر نجاست لگی ہوئی ہو تو نماز درست نہیں ہوگی۔ اسی طرح دو الگ الگ کپڑے ہیں' آپس میں سلے ہوئے نہیں ہیں ان میں سے اوپر والا کپڑا تو پاک ہے اور نیچے والا کپڑا ناپاک اگر نجاست کی بو اور رنگ کا اثر اوپر کے کپڑے پر نمایاں نہ ہو تو نماز اس پر جائز ہے۔ مطلب یہ کہ جب تک نیچے کی نجس چیز کی بو یا رنگ اوپر کے کپڑے پر ظاہر نہ ہو اس وقت تک اس پر نماز جائز ہے' خواہ نیچے کی نجس چیز کپڑا ہو یا زمین۔

مسئلہ: اگر دونوں قدموں اور گھٹنوں کی جگہ تو پاک ہو مگر پیشانی اور ناک کی جگہ ناپاک ہو تو اس کو ناک پر سجدہ کرنا چاہیئے' نماز ہو جائے گی۔ اگر ناک کی جگہ تو ناپاک اور باقی جگہ پاک ہو تو بلاخوف نماز ہو جائے گی۔

5. وقت

نماز کی پانچویں شرط وقت کا پہچاننا ہے یعنی نماز ادا کرنے کیلئے پانچویں شرط یہ

ہے کہ جس نماز کیلئے جو وقت مقرر کیا گیا ہے' اس نماز کو اسی وقت پڑھنا۔ اگر وقت سے پہلے نماز پڑھی جائے گی تو درست نہیں ہوگی اور اگر مقررہ وقت کے بعد پڑھی جائے گی تو وہ ادا نہیں بلکہ قضا ہوگی۔

نماز فجر

نماز فجر کا مستحب وقت وہ ہے جب کہ اچھی طرح اجالا ہو جائے اور سورج نکلنے میں اتنا وقت باقی رہے' جتنے وقت میں دوبار نماز پڑھی جا سکے۔ یہ مستحب وقت اس لئے رکھا گیا ہے کہ صبح کے وقت لوگوں کی آنکھ عموماً دیر سے کھلتی ہے چنانچہ دیر سے بستر چھوڑنے والے بھی سب کے سب جماعت میں شامل ہو سکیں اور کوئی جماعت سے پیچھے نہ رہ جائے۔ نماز فجر کی کل چار رکعتیں ہیں۔ دو رکعتیں سنت کی اور دو رکعتیں فرض کی۔ دو رکعتوں پر مشتمل یہ سنت' سنت مؤکدہ ہے۔ یہ سنت مؤکدہ ادا کرنے کے بعد مزید دو رکعتوں پر مشتمل فرض ادا کرنا چاہیے۔ فجر کی فرض رکعتوں میں امام قرأت کرے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص فجر اور عشاء کی نمازیں جماعت سے پڑھتا ہے وہ ڈیڑھ راتوں کے برابر نماز پڑھتا ہے۔

(مسلم کتاب المساجد)

حضور ﷺ فجر کی دو سنتوں کی بڑی حفاظت فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ فجر کی دو رکعتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔

نماز ظہر:

سورج کے ڈھلتے ہی ظہر کی نماز کا اول وقت شروع ہو جاتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ کسی چیز کا سایۂ اصلی کو چھوڑ کر اس چیز سے دوگنا نہ ہو جائے۔ یعنی ظہر کا آخر وقت ہر چیز کے دوگنے سائے تک ہے۔ اصلی سائے کے ٹھیک وقت ہر چیز کا جتنا سایہ

ہو، اس کے علاوہ جب ہر چیز کا سایہ اس چیز سے دوگنا ہو جائے تو ظہر کی نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ گرمی کا موسم ہو تو ظہر کی نماز میں اتنی تاخیر کرنا کہ دھوپ کی تیزی کم ہو جائے اور سردی کا موسم ہو تو اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے۔ بہرحال اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر پڑھ لی جائے۔ کیونکہ سایۂ اصلی کے علاوہ دوگنا سایہ ہونے تک امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک ظہر کی نماز کا وقت باقی رہتا ہے۔

ظہر کی نماز کل بارہ رکعتوں پر مشتمل ہے۔ پہلے چار رکعتیں سنت کی، پھر چار رکعتیں فرض کی، پھر دو رکعتیں سنت کی اور پھر دو رکعتیں نفل کی۔ فرض کی چاروں رکعتوں میں نماز جماعت کے ساتھ ہو یا کوئی شخص اکیلے نماز پڑھ رہا ہو بہر صورت قرأت آہستہ ہونی چاہئے۔ یہ نماز اسی لئے سری کہلاتی ہے۔

نمازِ عصر

جب سایۂ اصلی کو چھوڑ کر ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جائے تو یہی عصر کا اول وقت ہے۔ یوں تو عصر کا وقت غروب آفتاب تک ہے لیکن دھوپ جب بالکل زرد پڑ جائے تو وقت مکروہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا دھوپ کے زرد ہونے سے پہلے پہلے نماز عصر ادا کر لینی چاہیے۔

عصر کی نماز اصلاً فرض کی صرف چار رکعتوں پر مشتمل ہے۔ البتہ فرض کی ان چار رکعتوں سے پہلے چار رکعتیں مستحب بھی پڑھی جاتی ہیں۔ مستحب کی ان چار رکعتوں کو سنت بھی کہتے ہیں جس سے مراد سنت غیر موکدہ ہے اور اس کو نفل بھی کہتے ہیں۔ نفل کی ان چار رکعتوں کا بہت ثواب ہے لیکن اگر کوئی نہ پڑھے تو عذاب نہیں۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص عصر میں فرض کی چار رکعتوں سے پہلے سنت کی چار رکعتیں پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرماتا ہے۔ (مشکوۃ باب السنن وفضائلہا)

نمازِ عصر ترک کرنے پر وعید

اس نماز کے بارے میں حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے نماز عصر ترک کی اس کے سارے عمل برباد ہو گئے (اور وہ شخص دین کے اعتبار سے ایسا ہو گیا جیسے) اس کا بمار اماں اور اہل وعیال لوٹ لئے گئے۔ (بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ)

عصر کی نماز کے بعد جب تک آفتاب غروب نہ ہو جائے کوئی نماز نہیں۔

نمازِ مغرب

جب آفتاب غروب ہو جائے تو مغرب کا وقت شروع ہوتا ہے اور شفق کے غائب ہونے تک باقی رہتا ہے۔ صاحبین کے نزدیک شفق اس سرخی کا نام ہے جو شام کے وقت آسمان کے کناروں پر پائی جاتی ہے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس سفیدی کو کہتے ہیں جو سرخی غائب ہو جانے کے بعد نمودار ہوتی ہے۔ گویا امام صاحب کے نزدیک جب تک یہ سفیدی موجود رہے گی مغرب کی نماز کا وقت باقی رہے گا۔ مغرب کی نماز میں خواہ جو بھی موسم ہو، جلدی کرنی چاہئیے کہ یہی مستحب ہے اور بلا عذر دیر کرنا مکروہ ہے۔ مغرب کی نماز میں کل سات رکعتیں ہیں فرض کی تین رکعتیں ان کے بعد سنت کی دو رکعتیں جو سنت مؤکدہ ہیں اور پھر نفل کی دو رکعتیں۔ یہ نماز سری نہیں جہری ہے یعنی اس کے فرض کی تین رکعتوں میں پہلی دو رکعات میں قرات با آواز ہے اگر نماز با جماعت ہے تو امام با آواز قرآت کرے گا۔

نماز عشاء

نماز عشاء کا وقت شفق چھپنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور صبح صادق تک باقی رہتا ہے وتر کا وقت بھی یہی ہے۔ نماز عشاء کا وقت، تہائی رات گزرنے تک مستحب ہے اور آدھی رات گزرنے تک مباح ہے۔ عشاء کی کل سترہ رکعتیں ہیں بالترتیب چار رکعتیں سنت کی، چار رکعتیں فرض کی ہیں، دو رکعتیں سنت کی، دو رکعتیں نفل کی پھر تین رکعتیں واجب وتر کی اور پھر آخر میں دو رکعتیں نفل کی۔

نوٹ: پانچ فرض نمازوں میں 17 رکعات ہیں اور پانچوں وقت کی نمازوں میں بارہ رکعتیں سنت موکدہ کی ہیں دو فجر کی فرض نماز سے پہلے' چار ظہر کی فرض نماز سے پہلے' دو ظہر کی فرض نماز کے بعد' دو مغرب کی فرض نماز کے بعد اور دو عشاء کی فرض نماز کے بعد۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص ان بارہ رکعتوں پر مداومت کرے گا اس کے لئے جنت میں ہر روز ایک نیا مکان بنایا جائے گا۔

ہدایات واحتیاط

فضاء ابر آلود ہو تو فجر' ظہر اور مغرب کی نمازوں میں تاخیر کرنی چاہیے تاکہ فجر کی نماز رات میں، ظہر کی زوال سے پہلے اور مغرب کی غروب آفتاب سے قبل ہو جانے کا احتمال باقی نہ رہے۔ اور عصر وعشاء کی نمازوں میں تعجیل سے کام لینے چاہیئے تاکہ عصر میں مکروہ وقت نہ آجائے اور عشاء میں بارش اور اندھیرے کے سبب جماعت میں شریک ہونے والوں کو تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔

نفل نمازوں کے اوقات

مذکورہ بالا فرض نمازوں کے اوقات کے علاوہ شریعت میں چار الگ نفل نمازیں ایسی بھی ہیں جن کے علیحدہ اوقات مقرر ہیں اور چار نفل نمازیں یہ ہیں۔

(۱) اشراق (۲) چاشت (۳) زوال (۴) تہجد۔

اشراق: اشراق کا وقت طلوع آفتاب کے بعد سے لے کر اس وقت تک رہتا ہے جب تک آفتاب میں گرمی پیدا نہ ہو۔ چاشت: آفتاب کے گرم ہونے سے لے کر زوال تک چاشت کا وقت ہے۔ زوال: زوال کے بعد سے ظہر کی نماز سے پہلے تک نماز زوال کا وقت ہے۔ تہجد: تہجد کا وقت آدھی رات سے لے کر صبح صادق تک ہے البتہ تہجد کا افضل وقت رات کا اخیر حصہ ہے۔

نماز کے مکروہ اوقات

نماز کے مکروہ اوقات پانچ ہیں۔ ان میں سے تین ایسے ہیں جن میں فرض اور نفل نمازیں مکروہ ہیں۔ وہ تین اوقات یہ ہیں (۱) طلوع آفتاب کے نزدیک (۲) غروب آفتاب کے وقت (۳) زوال آفتاب کے وقت۔ غروب آفتاب کے وقت اسی روز کی نماز عصر پڑھی جاسکتی ہے۔

مذکورہ بالا تین اوقات تو ایسے تھے جن میں فرض و نفل دونوں طرح کی نمازوں کی ادائیگی مکروہ ہے۔ ان کے علاوہ دو مکروہ اوقات ایسے ہیں جن میں صرف نفل نماز مکروہ ہے اور فرض نماز مکروہ نہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) نماز فجر سے قبل طلوع صبح صادق کے بعد سوائے فجر کی سنتوں کے دوسری تمام نفل

نمازیں پڑھنی مکروہ ہیں۔

(۲) نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک ہر طرح کی نفل نماز مکروہ ہے۔

6. استقبال قبلہ

نماز کی چھٹی شرط استقبالِ قبلہ ہے استقبال قبلہ، قبلہ کی طرف منہ کرنے کو کہتے ہیں۔نماز میں استقبال قبلہ کے شرط ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھتے وقت ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کا منہ قبلہ کی طرف ہو۔

7. نیت

نماز کی ساتویں شرط نیت کرنا ہے نیت دل سے ارادہ کرنے کو کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ نمازی نیت میں خاص اس فرض نماز کا ارادہ کرے جو وہ پڑھنا چاہتا ہے مثلاً اگر ظہر کی فرض نماز پڑھنا چاہتا ہے تو یہ ارادہ کرے کہ آج کی نماز ظہر پڑھنا چاہتا ہوں۔اگر قضاء ہوگئی ہے تو یہ نیت کرے کہ فلاں دن کی نماز ظہر کی قضاء پڑھتا ہوں۔اگر نمازی امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہو تو اس کی اقتداء کی نیت کرنا بھی ضروری ہے۔زبان سے نیت کرنا مستحب ہے۔اگر نمازی زبان سے نماز کی نیت نہ کرے تو نماز میں کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ اگر زبان سے بھی کہہ لے تو اچھا ہے۔جو نمازیں سنت، نفل یا وتر ہیں ان میں صرف اتنی نیت کرنا کافی ہے کہ نماز سنت، نفل یا وتر پڑھتا ہوں۔

دوسرے لفظوں میں یہ سمجھنا چاہئے کہ نیت کہتے ہیں نماز شروع کرنے کے ارادے کو یعنی نمازی نماز شروع کرتے وقت فوراً ارادہ کرے کہ مثلاً آج کی فرض نماز ظہر ادا کرتا ہوں اگر یہ نیت کسی قدر تاخیر سے ہوگی تو نماز نہیں ہوگی۔

(عالمگیری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا نماز کے شروع میں پڑھا جانا سب کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ اگرچہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تسمیہ نہ تو سورہ فاتحہ کا جزو ہے، نہ کسی اور سورت کا۔ تاہم اسکا پڑھا جانا شروع میں افتتاح نماز ہے اور تعوذ کی طرح مسنون ہے یعنی صرف پہلی رکعت میں پڑھنا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان تمام کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ میں نے ان میں سے کسی کو بھی باآواز بسم اللہ پڑھتے نہیں دیکھا۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ نسائی وابن خزیمہ ودار قطنی)

نماز جنازہ میں یہ نیت کرنی چاہئے کہ نیت کرتا ہوں نماز برائے اللہ اور دعا برائے میت کے، درود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے۔

تنہا فرض نماز ادا کرنے والے کے لیے صرف فرض نماز کی نیت کرنا کافی نہیں جب تک وہ اس کے ساتھ نماز ظہر، نماز عصر وغیرہ کو شامل نہ کرے یا اگر نیت الفاظ کے ساتھ ہے تو ان نمازوں کے اوقات کا ذکر بھی لفظوں میں شامل کرنا چاہئے۔ البتہ اگر مطلق نماز فرض کی نیت کی اور نماز ظہر وغیرہ کا تعین نہ کیا تب بھی نماز جائز ہے سوائے نماز جمعہ کے یعنی نماز جمعہ کی تعیین شرط ہے اس کے بغیر یہ نماز نہ ہوگی۔ (کبیری)

ایک ضروری ہدایت

ائمہ کرام کے نزدیک تمام عبادات میں نیت کرنا شرط ہے، رکن نہیں۔ اس حکم سے وہ عبادات مستثنیٰ ہیں جو عبادات کے مشابہ ہیں جیسے ایمان، تلاوت، اذکار، اذان وغیرہ ہر عبادت نیت کی محتاج نہیں اگر کوئی عبادت مختلف افعال والی ہو تو اس کے ہر رکن کے ساتھ

نیت کرنا ضروری نہیں، مثلاً نماز کے بہت سے افعال ہیں جیسے رکوع، سجدہ، قعدہ وغیرہ اور یہ افعال ارکان نماز ہیں۔ اب یہ ضروری نہیں کہ رکوع وسجود کرتے وقت ان کی بھی نیت کی جائے صرف شروع کی نیت ہی کافی ہے۔ اس سے متعلق تمام افعال بھی اسی میں آجائیں گے اس سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ اگر کسی نے نماز خالص اللہ کی رضا کے لیے شروع کی اور پھر بیچ میں ریا کا بھی دخل ہو گیا تو اس کے خلوص میں نقص واقع نہیں ہوگا۔ (درالمختار)

نماز کے ارکان

ارکانِ نماز ان چیزوں کو کہتے ہیں جو نماز کے اندر فرض ہیں ارکان رکن کی جمع ہے۔ رکن کا معنیٰ فرض ہے تو ارکان کے معنیٰ فرائض کے ہوئے۔ یعنی اس باب میں نماز کے فرائض بیان کیے گئے ہیں۔ شریعت میں صفت اس کیفیت کو کہتے ہیں جو فرض، واجب، سنت اور مستحب پر مشتمل ہو۔ پس صفت الصلوٰۃ یا ارکانِ صلوٰۃ کے باب میں اجزائے نماز کے اوصاف وکیفیات کو بیان کیا جاتا ہے۔

نماز کے فرائض آٹھ ہیں۔ ان میں سے چھ فرض ایسے ہیں جن میں تمام ائمہ کا اتفاق ہے اور دو ایسے ہیں جن میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ وہ چھ فرض یہ ہیں:

۱- تکبیر افتتاح: شروع میں تکبیر تحریمہ یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔

۲- قیام: بالکل سیدھے کھڑے ہونا۔

۳- قرأت: ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قرآن کی ایک لمبی آیت یا تین چھوٹی آیات پڑھنا۔

۴- رکوع: اس قدر جھکنا کہ اگر دونوں ہاتھ پھیلا دیئے جائیں تو گھٹنوں تک جائیں۔

۵-سجود: پیشانی اور ناک کے دونوں اعضا کو زمین پر رکھ دینا۔

۶-قعدۂ اخیرہ: آخر نماز میں تشہد پڑھنے کی مقدار بیٹھنا۔

باقی دو فرائض جن میں اختلاف ہے، وہ یہ ہیں:

۱-قصداً نماز پوری کرنا

۲-تعدیلِ ارکان: رکوع، سجود وغیرہ ارکان کو ٹھہر ٹھہر کر اطمینان کے ساتھ ادا کرنا۔ ان دو میں سے پہلا رکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرض ہے مگر صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک فرض نہیں۔ تعدیلِ ارکان امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرض ہے۔

تعدیلِ ارکان کی وضاحت

دو حدیثوں کا خلاصہ صرف اس قدر ہے کہ ایک اعرابی نے آنحضرت ﷺ کے سامنے جلدی نماز ادا کی۔ اس نے رکوع و سجود کے درمیان قرار و سکون سے کام نہیں لیا۔ حضور ﷺ نے اس اعرابی سے فرمایا تو پھر نماز ادا کر۔ اس نے دوبارہ اسی طرح جلدی جلدی نماز ادا کی۔ آپ ﷺ نے پھر اعادہ کرنے کا حکم فرمایا۔ تیسری مرتبہ اس نے حسب سابق نماز ادا کی پھر آپ ﷺ نے چوتھی مرتبہ بھی نماز دہرانے کا حکم فرمایا تو اعرابی نے عرض کیا:- یا رسول اللہ ﷺ مجھے سوائے اس طریقہ کے اور کوئی نماز پڑھنے کا طریقہ نہیں آتا۔ آپ ﷺ مجھے سکھا دیجیے اس پر آپ ﷺ نے اس کو نماز کے شرعی طریقہ کی تعلیم فرمائی جس میں آپ ﷺ نے رکوع، رکوع و سجود کے درمیان میں قیام اور جلسہ میں اطمینان کا حکم بھی فرمایا۔

(بخاری کتاب الاذان)

اس حدیث کے خلاصہ سے نہ تو یہ معلوم ہوا کہ ان مقامات میں اطمینان فرض ہے

اور نہ واجب یا سنت معلوم ہوئی۔ البتہ اس قدر ضرور ثابت ہوا کہ جو شخص ایسی جلد بازی میں نماز پڑھے کہ ان مقامات میں اطمینان کا لحاظ نہ رکھے اس پر نماز کا اعادہ ضروری نہیں اور یہ امر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے خلاف نہیں اس وجہ سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر چہ ان مقامات میں اطمینان فرض نہیں، مگر اس کے معنی یہ بھی نہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بے اطمینان کی نماز کامل ہو جاتی ہے بلکہ بعض مشائخ کی تصریح کے مطابق امام صاحب کے نزدیک اطمینان یا تعدیل ارکان واجب ہے جس کے جان بوجھ کر ترک کرنے سے نماز ناقص ہوتی ہے اور اس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے اور اگر اس کو جان بوجھ کر ترک کیا جائے تو سجدۂ سہو لازم ہو جاتا ہے۔

تعدیلِ ارکان امام صاحب کے نزدیک واجب ہے

خلاصہ یہ ہے کہ اطمینان رکوع وسجود میں، رکوع وسجود کے درمیان قیام میں اور دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرض ہے لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی مداومت اس کو واجب کر دیتی ہے ایسا ہی فتاویٰ قاضی خان میں بھی ہے کہ:

”تحقیق جب نمازی رکوع کرے اور رکوع سے سر اٹھائے بغیر بھولے سے سجدہ میں گر پڑے، تو امام ابو حنیفہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک اس کی نماز تو جائز ہوگی مگر اس پر سجدۂ سہو کرنا لازم آئے گا کیونکہ اس نے واجب کو سہواً ترک کیا۔“

اسی طرح شرح وقایہ میں جہاں نماز کے واجبات کا ذکر ہے وہاں ان واجبات میں تعدیلِ ارکان کو بھی رکھا ہے علاوہ ازیں بے شمار مستند حوالہ جات ایسے ملتے ہیں، جن سے تعدیلِ ارکان کا وجوب آفتاب کی طرح روشن ہو جاتا ہے۔

تکبیرِ تحریمہ کا بیان

شروع میں تکبیرِ تحریمہ، یعنی اللہ اکبر کہنا شرط ہے اس کو تکبیرِ تحریمہ اس لیے کہتے ہیں کہ تکبیر کے معنیٰ ہیں اللہ کی کبریائی اور بڑائی بیان کرنا اور تحریمہ کے معنی ہیں کسی چیز کو حرام کر دینا مطلب ہوا وہ تکبیر جو تمام مباحات (یعنی نماز میں حلال چیزوں کو) حرام کر دیتی ہے اور انسان صرف اور صرف عبادت میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اس تکبیر کے کہنے سے نماز شروع ہو جاتی ہے اور جو عبادتیں نماز کے خلاف ہیں نمازی پر حرام ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے اس کو تکبیرِ تحریمہ کہنے کی، یعنی وہ تکبیر جس کے ساتھ ہی نمازی پر خارج نماز سب چیزیں اور جملہ امور حرام ہو جاتے ہیں۔

جس وقت امام اللہ اکبر کہہ چکے، مقتدی بھی فوراً تکبیرِ تحریمہ کہے۔ اگر مقتدی اللہ کا لفظ امام کی تکبیر سے پہلے کہہ دے گا تو نماز نہیں ہوگی اسی طرح اگر امام رکوع میں ہو اور مقتدی رکوع میں پہنچ کر کہے تو نماز شروع نہ ہوگی۔ (عالمگیری)

اس مسئلے کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے، کیونکہ اکثر نمازی اس سلسلے میں غلطی کر بیٹھتے ہیں۔

مسئلہ: اگر مقتدی کو پہلی رکعت مل گئی تو تکبیرِ تحریمہ میں شرکت کی فضیلت مل گئی۔ ایک شخص نے امام کو رکوع میں پایا اور اس نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی مگر نہ رکوع کی نیت کی نہ تکبیرِ تحریمہ کی، تو اس شخص کی نماز صحیح ہو جائے گی مگر نیت لغو ہوگی۔

(عالمگیری)

مسئلہ: گونگا آدمی اور وہ ان پڑھ جو اللہ اکبر کے الفاظ منہ سے اچھی طرح ادا نہیں کر سکتا اس کو صرف نماز کی نیت کر لینا ہی کافی ہے، زبان کو حرکت دینا واجب نہیں۔

(عالمگیری)

تکبیر تحریمہ کے مسائل

تکبیرِ تحریمہ کی صورت یہ ہے کہ اول اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اٹھائے، جب وہ کانوں کے مقابل ہو جائیں تو تکبیر کہے اس لیے کہ یہ ہاتھوں کا اٹھانا بمنزلہ نفی کے ہے یعنی اس نے ماسویٰ اللہ کو پیٹھ کے پیچھے ڈال دیا۔ داہنا ہاتھ مانند آخرت کے ہے اور بایاں مانند دنیا کے اور ہاتھ اٹھانے میں غیر اللہ کی نفی ہے اور قول ''اللہ اکبر'' اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اثبات ہے جبکہ نفی اثبات پر مقدم ہوتی ہے، جیسے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ میں نفی مقدم ہے اور اثبات مؤخر۔ پس پہلے ہاتھ اٹھانے چاہئیں اور اس کے بعد تکبیر کہنی چاہیے۔

تکبیرِ تحریمہ کے وقت فرض اور واجب نمازوں میں جب کہ کوئی عذر نہ ہو سیدھا کھڑا ہونا شرط ہے لہٰذا اگر جھکے جھکے تکبیر کہی جائے تو جائز نہیں۔ اگر جھکنا حالت رکوع کے قریب ہوگا تو نماز شروع نہیں ہوگی۔ اس مسئلے کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے اکثر لوگ احتیاط نہیں کرتے۔

تکبیرِ افتتاح کے الفاظ ''اللہ اکبر'' ہیں۔ یہی الفاظ بہتر اور معمول یہ ہیں۔

مقتدی کی تکبیر امام کی تکبیر کے ساتھ ساتھ ہونی چاہیے اگر مقتدی کو یہ شک ہوا کہ اس نے تکبیر امام سے پہلے کہی ہے یا بعد میں، تو اسے اپنی غالب رائے پر عمل کرنا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ صاحبین کے نزدیک مقتدی کو امام کی تکبیر کے بعد ہی تکبیر کہنی چاہیے تاکہ مذکورہ بالا شک کی گنجائش ہی نہ رہے۔ تکبیرِ تحریمہ نماز کی شرط ہے اور اسی لیے اسے شروط الصلوٰۃ کے باب میں بیان کرنا چاہیے تھا، مگر ہم نے اسے ارکان الصلوٰۃ کے باب میں اس لیے بیان کیا ہے کہ متقدمین اور متاخرین نے اس کو ارکان الصلوٰۃ میں ہی رکھا ہے، دوسرے یہ کہ یہ نماز کے ساتھ ایسے ہی ملی ہوئی ہے جیسے دروازہ سے گھر اس لئے اس کا ذکر نماز ہی کے ساتھ مناسب ہے۔

پہلا رکن: قیام

قیام کھڑے ہونے کو کہتے ہیں اور کھڑے ہونے سے مراد یہ ہے کہ ہاتھ سیدھے چھوڑ دیئے جائیں تو گھٹنوں تک نہ پہنچیں۔ اس طرح تھوڑی دیر ٹھہرنے سے بھی قیام کی ادائیگی ہو جاتی ہے، فرض اور واجب نمازوں میں صرف اس قدر قیام فرض ہے کہ جس میں بقدر ضرورت قرأت کی جاسکے اور نفل نماز میں قیام فرض نہیں نفل نماز بلا عذر بھی بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے، لیکن بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے ثواب آدھا ہو جاتا ہے۔ بغیر عذر کے ایک پاؤں پر قیام کرنا مکروہ ہے۔ (در مختار)

مسئلہ: اگر کوئی شخص بیماری یا برہنگی کی وجہ سے یا زیادہ بوڑھا ہونے کے سبب فرض یا واجب نماز بیٹھ کر پڑھے تو جائز ہے کیونکہ وہ صاحب عذر ہے یعنی کھڑے ہونے سے معذور ہے۔

(درالمختار)

مسئلہ: جتنی قرأت فرض ہے اتنی ہی دیر قیام بھی فرض ہے اس سے زائد بقدر سورۃ فاتحہ اور ایک چھوٹی سورت کے پڑھنے کے برابر قیام کرنا واجب ہے اور اس سے زائد سنت یا مستحب ہے۔ (در مختار)

مسئلہ: اگر ایک شخص جلدی کی وجہ سے جھکے جھکے پہنچ کر جماعت میں شریک ہو گیا اور صرف تکبیر تحریمہ کہی مگر تکبیر انتقال (وہ تکبیر جو رکوع میں جانے کے وقت کہی جاتی ہے) نہ کہہ سکا، تو اب اگر وہ اتنا جھکا ہوا تھا کہ ہاتھ گھٹنوں تک جھک رہے تھے یعنی بالکل رکوع کی حالت میں شریک ہوا تو اس کو یہ رکعت نہیں ملی کیونکہ رکعت میں قیام فرض تھا اور اس کو قیام نہیں ملا اور اگر کھڑے ہو کر تکبیر کہی اور پھر رکوع کیا مگر رکوع میں جانے کی تکبیر نہیں کہی تو قیام صحیح ہوا اور رکعت بھی مل گئی۔ (درالمختار)

مسئلہ: ایک شخص مسجد میں جا کر نماز پڑھتا ہے، کھڑے ہونے کی طاقت نہیں ہوتی البتہ

بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے لیکن گھر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے تو اسے گھر میں ہی کھڑے ہو کر نماز پڑھنی چاہئے کیونکہ قیام فرض ہے اور جماعت واجب، واجب کیلئے فرض کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔ (درالمختار)

دوسرا رکن: قرأت

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔ پس پڑھو قرآن میں سے جو کچھ آسان ہو۔ (مزمل: ۲۰)

اس آیت کے مطابق نماز میں قرآن مجید کی کم از کم ایک آیت پڑھنا فرض ہے مگر حرفوں کو صحیح طور پر اتنی آواز سے پڑھنا چاہئے کہ خود وہ سن لے۔ اصل بات یہ ہے کہ حروف صحیح طور پر ادا کرے۔ اس فرق کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ کم از کم ایک آیت کا پڑھنا تو فرض ہے اور سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔ فرض نماز کی صرف دو رکعتوں میں قرأت فرض ہے چاہے یہ نماز فرض دو رکعات والی ہو یا چار رکعات والی۔ افضل یہ ہے کہ چار رکعات والی نماز فرض ہو تو اس کی پہلی دو رکعات میں قرأت کریں، جو نمازیں وتر، سنت یا نفل ہوں ان کی تمام رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی اور سورت یا ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا بھی واجب ہے۔

فرض نماز کی چار رکعات ہوں یا تین یا دو، بہر صورت دو رکعات میں قرأت فرض ہے خواہ رکعات پہلی ہوں یا پچھلی۔ اگر کسی رکعت میں قرأت نہ کی یا صرف ایک میں کی تو نماز نہیں ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اگر ایک شخص صحیح حروف ادا کرنے پر قدرت رکھتا ہے مگر ادا نہیں کرتا تو قرأت جائز نہیں۔ (عالمگیری) توتلا، ہکلا، گونگا آدمی معذور ہے اس طرح کے لوگوں سے حروف

صحیح نہ پڑھے جاسکیں یاان سے بالکل ہی پڑھے نہ جاسکیں یعنی پڑھنا ہی ممکن نہ ہو تو تب بھی ان کی نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص بحالت نماز کھڑے کھڑے بغیر ٹیک لگائے سو گیا اور نیند کی حالت میں قرأت پڑھی تو یہ جائز نہیں وہ پھر سے قرأت پڑھے یہی حکم دیگر ارکانِ نماز کا بھی ہے، یعنی اگر سوتے ہوئے سجدہ کیا تو بس صرف سجدے کا اعادہ کرے اور سجدہ میں سو گیا تو سجدہ ہو گیا۔ ہاں اگر پوری رکعت سوتے ہوئے ادا کی جائے تو نماز فاسد ہو گئی۔ دوبارہ پڑھنی چاہئے۔ (عالمگیری)

کس نماز میں بلند آواز سے قرأت کرنی ہے

جن نمازوں میں قرأت اونچی آواز سے کی جاتی ہے انہیں ''جہری'' نماز کہتے ہیں کیونکہ ''جہر'' کے معنی زور سے پڑھنے کے ہیں اور جن نمازوں میں آہستہ قرأت کی جاتی ہے انہیں ''سرّی'' نمازیں کہتے ہیں کیونکہ ''سرّ'' کے معنی آہستہ پڑھنے کے ہیں جن نمازوں میں قرأت زور سے کی جاتی ہے وہ یہ ہیں:

مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں، فجر کی دونوں رکعتوں میں، جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں، رمضان المبارک کے مہینے میں تراویح اور وتر کی نمازوں میں یہ نمازیں جہری ہیں۔ زور سے پڑھنے کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اپنی آواز پاس والے کان میں پہنچ سکے۔

نمازِ ظہر اور نماز عصر میں امام اور منفرد سب کو اور نماز وتر میں منفرد (یعنی تنہا) کو قرأت آہستہ کرنی چاہئے ان دو نمازوں کو سرّی نمازیں کہتے ہیں۔

آہستہ پڑھنے کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اپنی آواز بس اپنے ہی کان میں پہنچ سکے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص زبان سے الفاظ نہ کہے خاموش پڑھے یعنی صرف دل میں پڑھے تو

اس کی نماز نہیں ہوگی کیونکہ زبان سے الفاظ کی ادائیگی ضروری ہے۔

قرأت میں درج ذیل غلطیاں نہیں ہونی چاہئیں۔

۱-اعراب کی غلطی: یعنی زبر کی جگہ زیر، زیر کی جگہ پیش، ساکن کی جگہ متحرک، متحرک کی جگہ ساکن، مشدد کی بجائے مخفف، مخفف کی بجائے مشدد، مد کی جگہ مقر (چھوٹا کر کے پڑھنا)، مقر کی جگہ مد ظاہر کر دینا وغیرہ۔

۲-تبدیلی حرف: یعنی ایک حرف کے بجائے دوسرا حرف پڑھ دینا یا حرفوں میں کمی بیشی کر دینا یا ان کو آگے پیچھے کر دینا۔

۳-تبدیلی کلمہ یا تبدیلی جملہ: یعنی ایک لفظ کی بجائے دوسرا لفظ یا ایک جملہ کی بجائے دوسرا جملہ پڑھنا یا الفاظ میں کمی کرنا یا کلام آگے پیچھے کر دینا۔

۴-وقفہ و وصل کی غلطی: یعنی وقف کے بجائے وصل (ملا کر پڑھنا) یا وصل کے بجائے وقف کر دینا۔

قرأت کی یہ چار قسم کی غلطیاں ہیں

ان سے متعلق قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ان میں یہ دیکھنا چاہئے کہ ایسی کسی غلطی سے معنی کی تبدیلی ہوئی ہے؟ اگر معنی میں کوئی ایسی تبدیلی ہوئی ہے جس کا اعتقاد کفر ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی خواہ زیر و زبر کی ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً ایک آیت ہے:

وَعَصَىٰ اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى۔ (سورۃ طٰہٰ:۱۲۱)

اور آدم علیہ السلام نے اپنے رب کا فرمان نہیں مانا اس لئے غلطی ہوئی۔

اس آیت میں اگر کوئی ''آدم'' کی میم پر بجائے پیش کے زبر پڑھ دے اور ''ربہ'' کی ''ب'' پر پیش پڑھے، یعنی یوں پڑھ دے ''وَعَصَىٰ اٰدَمَ رَبُّهٗ'' تو اس کے معنی ہو جائیں گے:

''اور آدم علیہ السلام کے رب نے آدم علیہ السلام کا کہنا نہ مانا'' (نعوذ باللہ)

اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی، کیونکہ اس زبر اور پیش کی غلطی نے کفر آمیز معانی پیدا کر دیئے ہیں۔ اگر اعراب کی غلطی سے کفریہ معنیٰ پیدا نہ ہوں تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اگر حرف یا کلمات کی غلطی سے معانی میں کھلا تغیر پیدا ہو جائے تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

تیسرا رکن: رکوع

نماز کا تیسرا رکن رکوع ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۔ رکوع کرو، رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

رکوع کے معنی ہیں جھکنا، اس طرح کہ سرین، کمر اور سَر تینوں اعضاء برابر ہو جائیں۔ رکوع میں سر جھکانا ضروری ہے اگر سر کو بس اتنا جھکایا کہ وہ قیام سے قریب رہا تو رکوع نہیں ہوا اور اگر رکوع سے قریب رہا تو رکوع ہو گیا۔ رکوع میں ترتیب کو مد نظر رکھنا چاہئے، یعنی اول قیام کرنا، کھڑے ہونے کے بعد، اور رکوع کے بعد سجدہ کرنا۔ پس اگر کسی شخص نے اس ترتیب کی خلاف ورزی کی یعنی پہلے سجدہ کیا، اس کے بعد رکوع کیا اور پھر قیام کیا تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔

رکوع کی صورت یہ ہے کہ رکوع کرنے والا سر اور کمر کو برابر رکھے، دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے اور ہاتھوں کی انگلیاں کھلی رکھے۔

کبڑا آدمی جو ہر وقت حالت رکوع میں رہتا ہو، معذور ہے، اس کیلئے اشارہ کرنا ہی کافی ہے اسے زیادہ جھکنے کی ضرورت نہیں۔

اگر کسی مقتدی نے امام کو رکوع کی حالت میں پایا اور امام کے ساتھ رکوع میں کم از کم ایک مرتبہ بھی سبحان ربی العظیم کہہ لیا تو اس نے وہ رکعت پالی اور اگر ایک مرتبہ بھی نہ

کھے پایا تھا کہ امام نے رکوع میں سے سر اٹھا لیا تو مقتدی کو وہ رکعت نہ ملی۔

چوتھا رکن: سجدہ

پہلا اور دوسرا دونوں سجدے باجماع امت فرض ہیں۔ سجدہ پانچ اعضاء کو زمین پر رکھنے سے ادا ہوتا ہے۔ پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں، ان پانچوں اعضاء کا زمین پر رکھ دینا سجدہ کہلاتا ہے۔ ان پانچوں اعضاء میں سے تین اعضاء یعنی دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں قدم تو بہر حال سجدہ میں زمین پر رکھنے لازمی ہیں اب اگر کسی نے سجدہ میں پیشانی رکھی، ناک نہ رکھی تو اس کا سجدہ ہو گیا بشرطیکہ ناک کا کوئی عذر ہو، مثلاً ناک پر کوئی پھنسی نکلی ہو یا ناک زخمی ہو۔ اگر بلا عذر ناک زمین پر نہ رکھی تو مکروہ ہے، اسی طرح اگر کسی نے ناک تو رکھی مگر پیشانی نہ رکھی تو جائز ہے بشرطیکہ پیشانی رکھنے کا عذر ہو ورنہ سجدہ مکروہ ہوگا، لیکن فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ اگر کسی نے بلا عذر ناک ہی پر سجدہ کیا اور پیشانی زمین پر نہ رکھی تو سجدہ نہ ہوا۔ اس پر فتویٰ ہے ناک پر سجدہ کرنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ ناک کا سخت حصہ زمین سے چھو جائے، صرف نرم سرا زمین پر لگ جانا کافی نہیں۔ (عالمگیری)

اگر کوئی شخص ایسا معذور ہے کہ ناک اور پیشانی دونوں سے سجدہ نہیں کر سکتا، یعنی دونوں میں سے کسی ایک کو بھی عذر کی وجہ سے زمین پر نہیں رکھ سکتا تو سجدہ کے لئے صرف اشارہ کر دینا ہی کافی ہے۔ سجدہ میں دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں کا زمین پر رکھنا ہمارے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہے۔ پس اگر کسی نے دونوں قدم زمین پر نہ رکھے تو سجدہ نہیں ہوگا، ہاں اگر ایک قدم بھی رکھا تو ہو جائے گا۔

اگر زیادہ ہجوم ہو جانے کی وجہ سے اور جگہ نہ ہونے کے سبب سامنے والی صف کے آدمی کے پشت پر سجدہ کیا تو جائز ہے بشرطیکہ وہ آدمی جس کی پشت پر سجدہ کیا ہے وہی

نماز پڑھ رہا ہے جو یہ معذور پڑھ رہا ہے۔ اگر وہ شخص خالی بیٹھا ہے یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہا ہے تو پھر سجدہ نہیں ہوگا۔ گھاس اور گدے وغیرہ پر سجدہ کرنا اس وقت جائز ہے جب کہ اس پر ناک اور پیشانی ٹھہر جائے یعنی ناک اور پیشانی اس کی سطح پر جا کر ایسی ٹِک جائے کہ سطح دبانے سے آگے نہ دب سکے۔ (عالمگیری)

• سجدہ اور قدموں کی جگہ ہموار ہونی چاہئے۔ اگر سجدہ کی جگہ ایک بالشت اونچی ہو تو سجدہ جائز ہے۔ اس سے زیادہ اونچی جگہ پر بلا عذر شرعی سجدہ کرنا جائز نہیں۔

پانچواں رکن: قعدۂ اخیرہ

نماز کے سات فرائض ہیں: ا-تکبیر تحریمہ، ۲-قیام، ۳-قرأت، ۴-رکوع، ۵-سجدہ، ٦-قعدۂ اخیرہ، ۷-قصداً نماز تمام کرنا۔ ان میں سے پانچ فرائض کا بیان ہم نہایت تفصیل کے ساتھ کر چکے ہیں اب یہاں قعدۂ اخیرہ کو بیان کیا جاتا ہے، جس طرح دیگر ارکان تمام نمازوں میں، (خواہ وہ فرض ہوں یا واجب یا سنت یا نفل) فرض ہیں، اسی طرح قعدۂ اخیرہ بھی سب نمازوں میں فرض ہے یعنی نماز کے آخر میں بمقدار قرأت یعنی التحیات سے تشھد تک بیٹھنا فرض ہے اور اگر کوئی شخص قعدۂ اخیرہ کر کے بھولے سے پانچویں رکعت پڑھنے لگے تو جب تک پانچویں رکعت کا سجدہ نہیں کیا، تب تک یاد آنے پر بیٹھ جائے اور سجدۂ سہو ادا کر کے نماز پوری کرے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا اور اس طرح پانچویں رکعت مکمل کر لی تو اس صورت میں اس کو چاہئے کہ چھٹی رکعت اور سجدۂ سہو ادا کر کے نماز پوری کرے تا کہ اول چار رکعتوں کا فرض ادا ہو جائے اور آخری دو رکعتیں نفل ہو جائیں۔

تشہد: پہلے اور دوسرے دونوں قعدوں کی صورت یہ ہے کہ بائیں پاؤں پر بیٹھے اور دائیں پاؤں کو اس طرح کھڑا رکھے کہ اس پاؤں کی انگلیاں قبلہ کے رخ پر ہوں۔

صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

كَانَ يَقُوْلُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى ۔	آنحضرت ﷺ دو رکعت میں التحیات پڑھتے تھے اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھاتے تھے اور دائیں کو کھڑا کر لیتے تھے۔

حضرت سعید بن منصور نے حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا قَعَدَ وَتَشَهَّدَ فَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى۔ (مسلم، کتاب المساجد)	میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی پس آپ بیٹھے تو آپ ﷺ نے بائیں پاؤں کو بچھالیا۔

سنن نسائی میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مِنْ سُنَّةِ الصَّلٰوةِ اَنْ تَنْصِبَ الْقَدَمَ الْيُمْنٰى وَتُقْبِلَ بِاَصَابِعِهَا الْقِبْلَةَ وَالْجُلُوْسُ عَلَى الْيُسْرٰى۔	نماز میں سنت یہ ہے کہ تو دائیں پاؤں کو کھڑا کرے اور اس کی انگلیوں کو قبلہ رخ کرے اور بائیں پاؤں پر بیٹھے۔

ان حدیثوں کے اطلاق سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں قعدے ایک ہی طرح ہیں اور یہی طریقہ سنت ہے اور ہمارا طریقہ بھی سنت معتبرہ کے موافق ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اس باب میں عمل یہ تھا کہ تشہد کے وقت اپنے دونوں ہاتھ دونوں رانوں پر رکھتے اور سیدھے ہاتھ کو حسب دستور باندھ کر انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔

قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب اور ہمارے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سنت ہے، چنانچہ طبرانی، ابن ماجہ، دارقطنی، سعد اور بن سعد سے روایت لائے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی نماز نہیں جو اپنے پیغمبر پر درود نہ بھیجے۔ نیز دارقطنی میں ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''وہ نماز جس میں مجھ پر اور میرے اہل بیت پر درود نہ بھیجا جائے، قبول نہیں کی جاتی''۔

ان دو حدیثوں کے مطابق قعدۂ اخیرہ میں درود پڑھنا بھی ضروری ہوا۔

چھٹا رکن: قصداً نماز کو تمام (پوری) کرنا

نماز کا چھٹا رکن نماز کو قصداً تمام کرنا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نمازی کے لئے لفظ سلام یعنی السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا واجب ہے پس اگر کسی نے لفظ سلام نہ کہا مگر کوئی اور لفظ نماز میں کہہ دیا تو نماز تو اس کی ہو جائے گی مگر ترک واجب کا گناہ لازم آئے گا اور نماز بھی کامل ومقبول نہیں ہوئی جبکہ اس کی نماز ہو جانے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے ذمے سے تمام فرائض نماز ادا ہو گئے۔ وہ قضائے نماز سے بری ہو گیا، یہ الگ بات ہے کہ ترک واجب سے اس پر گناہ لازم آیا اور نماز کامل ومقبول نہ ہوئی پس اگر کسی نمازی نے قعدۂ تشہد کے بعد قصداً اپنا وضو توڑ دیا یا نماز کے منافی کوئی کام کیا تو اس کی نماز بالاتفاق ہو جائے گی مگر وہ لفظِ سلام کے ترک سے گنہگار ہو گا۔

اس مسئلہ کی سند وہ حدیث ہے جو مشکوٰۃ باب مالا یجوز من العمل فی الصلوٰۃ میں آنحضرت ﷺ سے مروی ہے:

اِذَا اَحْدَثَ اَحَدُكُمْ وَقَدْ جَلَسَ فِىْ اٰخِرِ صَلٰوتِهٖ قَبْلَهٗ اَنْ يُّسَلِّمَ فَقَدْ جَازَتْ صَلٰوتُهٗ۔	جب تم سے کسی کی ہوا اس وقت خارج ہو جب وہ نماز کے آخری قعدے میں ہو اور سلام نہ پھیرا ہو تو اس کی نماز پوری ہو گئی۔

نماز کے واجبات

مختلف نمازوں میں ۱۴ چیزیں واجب ہیں، واجبات کی یہ تعداد ہر نماز میں نہیں، کسی میں تعداد اس سے کم ہے اور کسی میں زیادہ، واجبات حسبِ ذیل ہیں:

۱- فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں کو قرأة کے لئے مقرر کرنا

۲- الحمد شریف کا پڑھنا

۳- الحمد شریف کو ہر رکعت میں ایک مرتبہ پڑھنا

۴- الحمد شریف کا سورت سے پہلے پڑھنا

۵- فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں اور واجب وسنت کی سب رکعتوں میں سورت کا ملانا

۶- دو رکعتوں اور دو سجدوں کے درمیان ترتیب قائم رکھنا

۷- رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا

۸- دو رکعتوں کے بعد تیسری رکعت سے قبل بیٹھ جانا

۹- تعدیلِ ارکان یعنی رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ میں سبحان اللہ کہنے کی مقدار اطمینان کے ساتھ توقف کرنا

۱۰- فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، تراویح، عیدین اور رمضان کے وتروں میں امام کا بلند آواز سے قرأت پڑھنا اور ظہر وعصر وغیرہ میں آہستہ پڑھنا

۱۱- جلسہ

۱۲- پہلے اور دوسرے دونوں قعدوں میں التحیات پڑھنا

۱۳- لفظ سلام سے نماز ختم کرنا

۱۴- تکبیرِ قنوت کہنا (وتر کی نماز میں)

۱۵- دعائے قنوت پڑھنا

۱۶- عیدالفطر اور عیدالاضحٰے کی نمازوں میں چھ تکبیریں کہنا

۱۷- مقتدی کا قرأت سے خاموش رہنا اور امام کی قرأت پر اکتفا کرنا

۱۸- مقتدی کو بہرصورت امام کے تابع رہنا

۱۹- سجدۂ تلاوت کرنا (کبیری، غایۃ الاوطار)

نماز کی سنتیں

نماز کی سنتیں ۲۶ ہیں:

۱- تکبیرِ تحریمہ کے لئے تکبیر کہنے سے پیشتر دونوں ہاتھوں کا کانوں کی لَو تک اٹھانا۔

۲- تکبیر کے وقت انگلیوں کا قبلہ رُخ اور اپنی حالت پر رکھنا، یعنی انگلیاں نہ بالکل کشادہ ہوں نہ بالکل ملی ہوئی ہوں۔

۳- امام کا تکبیرِ تحریمہ لوگوں کو اطلاع کے لئے بقدرِ ضرورت پکار کر کہنا۔

۴- ناف کے نیچے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھنا۔

۵- سبحانک اللّٰھم آخر تک پڑھنا۔

۶- اعوذ باللہ آخر تک پڑھنا۔

۷- بسم اللہ آخر تک پڑھنا۔

۸- فرض کی پچھلی دو رکعتوں میں صرف الحمدللہ پڑھنا۔

۹- آمین کہنا۔

۱۰- اعوذ باللہ، بسم اللہ اور آمین کا آہستہ کہنا۔

۱۱- قرأت مسنونہ پڑھنا۔

۱۲- تکبیراتِ انتقالی یعنی رکوع وسجود کیلئے اللہ اکبر کہنا۔

۱۳- رکوع میں سبحان ربی العظیم کا کم از کم تین بار کہنا۔

۱۴- رکوع میں دونوں گھٹنوں کو کشادہ انگلیوں سے پکڑنا۔

۱۵- امام کا سمع اللہ لمن حمدہ کہنا، مقتدی کا ربنا لک الحمد کہنا اور تنہا نمازی کا دونوں کو ملا کر کہنا۔

۱۶- سجدہ میں دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں کو پیشانی سے پہلے زمین پر رکھنا۔

۱۷- سجدہ میں کم از کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ پڑھنا۔

۱۸- جلسہ اور تشہد میں دایاں پاؤں کھڑا رکھنا اور بایاں پاؤں بچھائے رکھنا۔

۱۹- ہر جلسہ اور ہر تشہد میں دونوں ہاتھ رانوں پر رکھنا

۲۰- التحیات میں اشہد ان لا الہ الا اللہ کہتے وقت کلمہ شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا۔

۲۱- قعدۂ اخیرہ میں درود شریف پڑھنا

۲۲- قعدۂ اخیرہ میں دعا پڑھنا

۲۳- سلام کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا

۲۴- امام کے لئے فرشتوں اور مقتدیوں کے سلام کی نیت کرنا

۲۵- امام کے پہلے سلام سے دوسرے سلام کو پست آواز سے کہنا

۲۶- السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر دائیں بائیں منہ پھیرنا

امام کو تکبیرِ تحریمہ اور باقی تکبیرات کو بقدر ضرورت بلند آواز سے کہنا چاہئے۔ ان سے صرف یہی نیت نہ ہو کہ مقصود مقتدیوں کو اطلاع کرنا ہے بلکہ اپنی نمازوں کی تکبیرات کی نیت ہونا بھی لازمی ہے اگر اپنی نماز کی تکبیروں کی نیت نہ کرے گا تو نہ امام کی نماز ہوگی اور نہ مقتدیوں کی۔

امام ہو یا اکیلے نماز پڑھنے والا، بہر حال اس رکعت میں، جس میں صرف الحمد پڑھی جاتی ہے اور سورت نہیں پڑھی جاتی سب کے لئے آہستہ بسم اللہ آخر تک پڑھنی سنت ہے اور اعوذ باللہ آخر تک صرف پہلی رکعت میں سنت ہے۔

نماز کے مستحبات

۱- تکبیرِ تحریمہ کے وقت مردوں کو دونوں آستینوں یا چادر وغیرہ سے ہاتھوں کو باہر نکالنا۔

۲- دونوں قدموں کے درمیان بقدر چار انگلی کے فاصلہ رکھنا۔

۳- تنہا نماز پڑھنے والے کو رکوع وسجود میں تین بار سے زائد تسبیح پڑھنا۔

۴- قیام میں سجدہ گاہ پر، رکوع میں دونوں پاؤں کی پشت پر، سجدہ میں ناک کے سرے پر، قعود میں اپنی گود پر اور پہلے سلام میں دائیں شانے پر نظر رکھنا۔

۵- رکوع میں انگلیوں کا کشادہ رکھنا اور سجدہ میں ملی ہوئی رکھنا۔

۶- جمائی کے وقت نماز کی حالت میں منہ بند رکھنا۔

۷- اگر نماز میں کھانسی آجائے تو حتی المقدور اس کو روکنا۔

دعائے استفتاح

تکبیر کے بعد جو دعا پڑھی جاتی ہے اس کو دعائے استفتاح کہتے ہیں۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

(مسلم، کتاب الصلوٰۃ)

میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں اے میرے اللہ اور تیری تعریف بیان کرتا ہوں اور تیرا نام بابرکت ہے اور تیری بڑائی بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ اس دعا کو تکبیرِ تحریمہ کے بعد آخر تک پڑھے۔

تکبیرِ تحریمہ کا ثواب

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو شخص امام کے ساتھ تکبیر پائے اس کے لئے یہ تکبیر اول مکہ معظمہ میں ہزار اونٹ صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ نیز صحیحین میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے امام کے ساتھ تکبیرِ اولیٰ پائی وہ اس کے لیے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر اس اسم سے نماز کی ابتداء صحیح ہو جائے گی جو اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسموں میں سے ہو اور تعظیم پر دلالت کرتا ہو، مثلاً اللہ اعظم اور اللہ اجل وغیرہ۔

قرأت سے متعلق چند ضروری باتیں

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک ہی آیت فرض ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ایک ہی آیت پر اکتفا کر لینا چاہئے بلکہ یہ آسانی اس شخص کے لئے ہے جو معذور ہو۔ شرح وقایہ میں ہے کہ فرض قرأت ایک آیت ہے اور اس پر کفایت کرنے والا بسبب ترکِ واجب کے گنہگار ہے۔ نیز سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت کا ملانا بھی واجب ہے۔ جان بوجھ کر اس کا ترک کرنا بڑا گناہ ہے۔

آمین کے مسائل

مسلم، ابوداؤد نسائی اور ابنِ ماجہ نے نقل کیا ہے کہ جب امام غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ پڑھے تو مقتدی کو چاہئے کہ آمین کہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا۔ دوسری روایت میں یوں آیا ہے:

وَاِذَا اٰمِنَ الْاِمَامُ فَلْیُؤَمِّنِ الْمَامُوْمُ فَمَنْ وَافِقْ وَ تَامِیْنُهٗ تَامِیْنُ الْمَلَائِکَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ (بخاری ومسلم)

اور جب امام امین کہے تو مقتدی بھی امین کہے کیونکہ جس کا امین کہنا فرشتوں کے امین کہنے کے مطابق پڑتا ہے اسکے گناہ جو پیشتر گذر چکے ہوں معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

یعنی جب امام امین کہتا ہے تو فرشتے بھی امین کہتے ہیں۔ اسی لئے اس وقت مقتدیوں کو ان کی موافقت کرنی چاہیے کیونکہ یہ گناہوں کی بخشش کا سبب ہے۔

علاوہ ازیں دارقطنی اور حاکم نے علقمہ اور علقمہ نے وائل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ ﷺ نے ولاالضالین کیا تو آمین چپکے سے کہی۔ ایک دلیل ہمارے امام صاحب نے یہ دی کہ آمین دعا ہے، جسکے معنی یہ ہیں کہ یاالٰہی قبول کر، اور دعا آہستہ کرنا اولیٰ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً۔ (سورۃ اعراف:۵۵)

اپنے رب کو عاجزی سے اور پوشیدہ طور پر پکارو۔

الغرض ہمارا مذہب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کیونکہ یہ اجل صحابہ رضی اللہ عنہم بخوبی جانتے تھے کہ بلند آواز سے آمین کہنا موقوف ہو گیا ہے۔

رکوع کا بیان

جب نمازی رکوع کرے تو رکوع میں سبحان ربی العظیم کہے۔ یعنی پاک ہے میرا رب عظیم۔ اسکو مسلم، ابن حبان، حاکم اور بزاز نے نقل کیا ہے۔ ایک روایت میں بزاز نے اسکا تین بار پڑھنا نقل کیا ہے۔ ابوداؤد میں ہے کہ تین بار کہنا ادنیٰ درجہ ہے یعنی تین بار کہنا

کمالِ سنت کا ادنیٰ درجہ ہے اور جواز کا ادنیٰ درجہ ایک بار ہے۔ جبکہ تین بار کہنا کمالِ سنت میں داخل ہے اور افضل پانچ یا سات بار ہے۔ بعضوں نے دس تک اور بعضوں نے قیام کے مقدار کے قریب بھی کہا ہے مگر یہ سب حالتیں تنہائی کی ہیں امام کو مقتدیوں کے حال کی رعایت کرنی چاہیے۔

رکوع میں جو مشہور اور معمول بہ تسبیح ہے۔ اسکے علاوہ بھی رکوع کی چند اور تسبیحات ہیں ان میں سے ایک تسبیح یہ ہے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ	اے میرے اللہ! تیری ذات پاک ہے اور تیرے لئے حمد وثنا ہے اے میرے اللہ! مجھے بخش دے۔

(بخاری کتاب الاذان)

ایک تسبیح یہ ہے کہ تین بار سبحان اللہ وبحمدہ کہے، مگر سب میں بہتر سبحان ربی العظیم ہی ہے۔

قومہ کا بیان

مسلم نے کتاب الصلوۃ میں نقل کیا ہے کہ:

وَاِذَا قَامَ مِنَ الرُّکُوْعِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ۔	اور جب رکوع سے کھڑا ہو تو کہے۔ اللہ نے سن لیا اس کا قول، جس نے اس کی تعریف کی۔

نیز یہ کہے:

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ	اے میرے پروردگار! تیرے ہی لئے تعریف ہے۔

ان الفاظ کو بخاری نے نقل کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا

للک الحمد کہو۔ کیونکہ جس کا قول ملائکہ کے قول کی مطابق ہوگا اسکے بیشتر گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (بخاری کتاب الاذن)

اس میں ہمارے امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ امام "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ" کہے اور مقتدی "ربنا لک الحمد" اور اکیلا نمازی دونوں کہے۔

سجدہ کا بیان

سجدہ میں "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" پڑھا جاتا ہے سجدہ کی اس تسبیح کو مسلم، بزاز، ابن حبان، حاکم وغیرہ نے نقل کیا ہے چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں وَاِذَا سَجَدَ قَالَ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی یعنی جب نمازی سجدہ کرے تو سبحان ربی الاعلیٰ کہے یعنی! پاک ہے میرا پروردگار بہت بڑا۔

ایک روایت میں اسکا تین بار پڑھنا منقول ہے۔ مگر یہ ادنی درجہ ہے علاوہ ازیں کبھی کبھی رسول اللہ ﷺ سجدہ میں یہ دعا بھی پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ بِرَضَائِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عَقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصٰی ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ۔ (مسلم کتاب الصلوت)	اے میرے پروردگار! میں پناہ مانگتا ہوں تیری خوشنودی کی تیرے غضب سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری صفات جمالی کی تیری صفات جلالی سے اور میں نہیں گن سکتا تجھ پر تیری تعریف کو، تو ویسا ہی ہے جیسا تو نے تعریف کی اپنے آپ کی۔

کتاب الذکر والدعاء، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ جب دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھے جس کو جلسہ استراحت کہتے ہیں تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ۔	اے میرے اللہ مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم کر، اور مجھ کو تندرستی عطا کر اور مجھ کو دین کی راہ دکھا اور مجھے رزق عطا فرما۔

التحیات کا بیان

صحیح بخاری میں حدیث شریف ہے:

وَاِذَا جَلَسَ لِلتَّشَهُّدِ يَقْرَأُ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (بخاری کتاب الصلوۃ)	اور جب التحیات کے لئے بیٹھے تو یوں پڑھے: زبان کی سب عبادتیں اور بدن کے تمام عبادتیں اور مال کی ساری عبادتیں خاص اللہ کے لیے ہیں، سلام ہو تم پر اے پیغمبر! اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ سلام ہو ہم (موجودہ مسلمانوں) پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ کوئی معبود سوائے اللہ کے نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اسکے بندے اور رسول ہیں۔

التحیات میں داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت کا اٹھانا امام اعظم، امام محمد، امام شافعی، امام مالک، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ ائمہ مجتہدین کے نزدیک نماز کی سنتوں میں سے ہے۔ اس کے سنت ہونے کی روایتیں متفقہ ہیں۔ صحاح ستہ میں اس باب میں بکثرت حدیثیں

وارد ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین، ائمہ اور فقہائے مجتہدین کا یہی مذہب حق ہے۔

تشہد میں درود پاک کے پڑھنے کا بیان

فرض نماز کے قعدۂ اخیر میں اور نفل کے وغیرہ کے قعدہ اولیٰ میں بھی درود شریف پڑھنا مسنون ہے اور درود شریف کے فضائل میں احادیث بکثرت آئی ہیں اس جگہ چند احادیث لکھی جاتی ہیں۔

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجتے ہیں۔ (مسلم کتاب الطہارۃ)

مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا، اللہ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے گا، اس کی دس خطائیں معاف فرمائے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔

ترمذی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز وہ شخص مجھ سے زیادہ قریب ہوگا جو دنیا میں سب سے زیادہ مجھ پر درود پڑھتا ہوگا۔ نیز ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے حضور ﷺ کا ذکر ہو اور وہ ان پر درود نہ بھیجے۔

حضرت فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں: دعا درجہ قبولیت تک نہیں پہنچتی جب تک نبی کریم ﷺ پر درود نہ بھیجا جائے۔ چنانچہ فقہاء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جب بھی حضور اقدس ﷺ کا ذکر آئے اس میں درود شریف پڑھنا واجب ہے۔

نماز میں التحیات کے بعد جو درود شریف پڑھا جاتا ہے وہ صحاح ستہ میں منقول ہے اور ان کے لئے "صلوٰۃ" کا لفظ آیا ہے صلوٰۃ کے معنی استغفار، دعا، رحمت اور خاتم النبیین ﷺ پر درود بھیجنے کے ہیں۔

سلام کا بیان

نماز کے اختتام پر سلام پھیرنا مسنون ہے سلام میں دونوں طرف اتنا رخ پھیرے کہ رخسار دکھائی دے۔ اگر کسی نے غلطی سے بائیں طرف سلام پھیر دیا تو جب تک کلام نہ کیا ہو، یاد آتے ہی پہلے دائیں طرف سلام پھیرلے اور پھر بائیں طرف۔

پہلی بار لفظ ''السلام'' کہتے ہی امام نماز سے باہر ہو جاتا ہے، اگرچہ اس نے ''علیکم'' نہ کہا ہو۔ اس وقت اگر کوئی شریک جماعت ہوگا تو اقتداء صحیح نہیں ہوگی، اس کو جماعت نہیں ملے گی اور اگر کوئی شخص اسی حالت میں شریک ہوگیا اور امام نے سجدہ سہو کیا تو جماعت مل جائے گی اور اقتداء صحیح ہوگی۔

نماز کے ارکان کو اطمینان سے ادا کرنا

یعنی رکوع میں، دونوں سجدوں میں اور رکوع و سجود کے درمیان اطمینان کرنا چاہیے۔

ایک انصاری رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پانچوں نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دو آدمی نماز پر کھڑے ہوتے ہیں اور بظاہر دونوں کا رکوع و سجود ایک سا ہوتا ہے لیکن درحقیقت دونوں کی نماز میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے یعنی ایک تعدیل ارکان کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اور دوسرا یونہی رسمی طور پر۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ تمہیں بدترین چور کی اطلاع نہ دوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ضرور، فرمایا: بدترین چور وہ ہے جو نماز میں چوری کرے۔ عرض کیا گیا کہ نماز میں چوری کس طرح ہوتی ہے؟ فرمایا: رکوع و سجود کو آرام و اطمینان کے ساتھ ادا نہ کرنا۔ (مشکوۃ باب الرکوع)

اس کے بعد فرمایا۔ نماز ایک پیمانہ ہے جو اس کو پورے طور پر ادا کرے گا، اس کو پورا ثواب ملے گا۔

یاد رکھنا چاہیے کہ جو شخص نماز پنجگانہ کی پابندی اور ادائیگی کا فکر و خیال تو رکھتا ہے مگر رکوع و سجود اور جلسہ و قومہ وغیرہ ارکان نماز اچھی طرح دل لگا کر اور آرام و اطمینان کے ساتھ ادا نہیں کرتا، درحقیقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی نماز نہیں ہوتی۔ ہاں وہ اس فرض کی بجا آوری سے ضرور سبکدوش ہو جاتا ہے۔ جو نماز تعدیل ارکان کے ساتھ ادا نہیں کی جاتی وہ دراصل رسمی ہے اور نفس کو مغالطہ دینا ہے، ایسی رسمی اور بے دلی کی نماز سے جان پر وبال آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت و اطاعت سے دوری پیدا ہوتی ہے۔

کیا وجہ ہے کہ ہماری نمازیں ہمیں گناہوں اور بدکاریوں سے نہیں روکتیں؟ اس لیے کہ ہم اپنی نماز کو فرض عبادت سمجھ کر اور دل سے ادا نہیں کرتے۔ بلکہ نماز اس لئے پڑھتے ہیں کہ اپنی نمائشی دینداری کو باقی رکھیں۔

نماز کے آداب

نماز میں مرد کو رکوع کرتے وقت اتنا جھکنا چاہیے کہ کمر برابر ہو جائے اور ہاتھوں کا زور گھٹنوں پر رہے اور عورت کو بحالت رکوع زیادہ جھکنے کی ضرورت نہیں وہ صرف اس قدر جھکیں کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ پیٹھ سیدھی نہ کریں اور گھٹنوں پر زور نہ دیں۔ سجدہ میں جاتے وقت نمازی کو چاہیے کہ زمین پر پہلے گھٹنے رکھے، پھر ہاتھ، پھر ناک، پھر پیشانی، مطلب یہ کہ جس ترتیب سے اعضاء کو زمین پر رکھے اٹھاتے وقت اس ترتیب کے خلاف کرے، سجدہ کا یہی مسنون طریقہ ہے۔ سجدہ کی حالت میں مرد کے لیے ضروری ہے کہ بازو پہلوؤں سے جدا رہیں اور عورتوں کو چاہیے کہ سمٹ کر سجدہ کریں یعنی بازو پہلوؤں سے ملا دیں، پیٹ کو ران سے ملادیں، ران کو پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے ملادیں۔

دونوں سجدوں سے فارغ ہوکر قیام کے لئے پنجوں کے بل گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا سنت ہے، لیکن اگر کوئی شخص کمزور ہو اور کمزوری کے سبب زمین پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہوتو اس میں کوئی حرج نہیں۔

قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ پر، رکوع کی حالت میں قدموں کی طرف، جلسہ اور قعدہ میں اپنی گود پر اور سجدہ کی حالت میں اپنی ناک پر نظر رکھنا مستحب ہے۔

کھانسی کو حتی المقدور روکنا چاہیے۔ قیام کی حالت میں اگر جمائی آئے، ہاتھ کی پشت سے منہ چھپا لینا چاہیے۔

نماز کو فاسد کرنے والے امور

پہلے نماز کے باطل ہونے اور فاسد ہونے کے معنی سمجھ لینے چاہیں۔ جاننا چاہیے کہ فساد، اصلاح کی ضد ہے۔ فساد کے معنی ہیں نماز میں بگاڑ آ جانا اور باطل کے معنی ہیں بیکار ہو جانا' عبادت میں باطل و فساد دونوں برابر ہیں۔

نماز کو فاسد کرنے والے امور یہ ہیں:

(۱) قصداً یا بھول کر بات کرنا۔ خواہ کم ہو یا زیادہ۔

(۲) دعا جو ہمارے کلام کے مطابق ہو۔

(۳) قصداً یا سہواً سلام کرنا یعنی وہ سلام کرنا جو رسمی طور پر باہم کیا جاتا ہے۔

(۴) نماز کی حالت میں سلام کا جواب دینا، خواہ قصداً ہو یا بھول کر اور خواہ زبان سے جواب دیا جائے یا مصافحہ سے۔

(۵) عمل کثیر یعنی نماز میں کوئی ایسی حرکت جس کو دور سے دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ حرکت کرنے والا نماز کی حالت میں نہیں، مثلاً کپڑے پہننا، کچھ کھانا پینا اور کسی کو دھکا دینے سے نماز کا چند قدم آگے پیچھے ہٹ جانا وغیرہ تو اس قسم کے

افعال سے نماز ٹوٹ جائے گی۔

(۶) سینے کا قبلہ کی طرف سے پھر جانا۔

(۷) جان کر یا بھول کر کچھ کھانا' اگرچہ تھوڑا ہو۔

(۸) دانتوں میں اٹکی ہوئی چیزوں کا کھانا جو چنے کے برابر ہو۔

(۹) کچھ پینا۔

(۱۰) بلا عذر بلند آواز سے گلا صاف کرنا اور کھنکھارنا۔

(۱۲) کسی تکلیف سے اف کہنا۔

(۱۳) درد اور تکلیف کے سبب رونا۔

(۱۳) آہ کہنا۔

(۱۴) درد و مصیبت سے بلند آواز میں رونا۔ اگر عذاب دوزخ کے خیال سے اونچی آواز میں روئے تو نماز نہیں ٹوٹے گی بلند آواز سے وہ رونا نماز توڑتا ہے جو درد و مصیبت کے سبب ہو۔

(۱۵) یرحمک اللہ کہہ کر چھینک کا جواب دینا۔

(۱۶) خوشی کی خبر سن کر سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ یا اللہ اکبر کہنا۔

(۱۷) رنج و غم کی خبر یا مصیبت کی حالت میں انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا الغرض وہ تمام باتیں جن سے جواب دینے کا ارادہ کیا جائے، مفسد صلوٰۃ ہیں۔

(۱۸) تیمم کیے ہوئے شخص کو پانی کا مل جانا۔

(۱۹) جس نے موزوں پر مسح کیا ہو؟ اسکی مدت مسح کا ختم ہو جانا یا موزوں کو پاؤں سے الگ کر دینا۔

(۲۰) نماز میں غیر نمازی کا کہنا ماننا، مثلاً کوئی امام نماز پڑھا رہا تھا۔ اس نے قرأت میں غلطی کی تو پاس بیٹھے ہوئے کے بتانے سے اس نے اپنی غلطی کی اصلاح کر لی تو

نماز ٹوٹ جائے گی۔

(۲۱) ننگے کا بدن ڈھانکنے کے برابر کپڑے کا پالینا۔

(۲۲) سوائے امام کے اور کسی کو نماز میں لقمہ دینا یعنی اگر جماعت کی حالت میں امام نے کچھ غلطی کی اور مقتدی نے لقمہ دے کر اس کی اصلاح کر دی تو جائز ہے۔ لیکن کوئی دوسرا شخص جو نماز میں شامل نہ تھا، الگ بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا تھا اور مقتدی نے جو بحالتِ نماز تھا، اسے لقمہ دیا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔

(۲۳) نماز میں اللہ سے اس قسم کا سوال کرنا جس قسم کا سوال مخلوق سے کیا جاتا ہے مثلاً یوں کہنا کہ الٰہی مجھے فلاں عہدہ دلادے وغیرہ۔

(۲۴) قرآن شریف میں دیکھ دیکھ کر پڑھنا۔

(۲۵) قرآن شریف غلط پڑھنا۔

(۲۶) امام کا کسی ایسے شخص کو جانشین بنانا جو امامت کے قابل نہیں ہے۔ مثلاً جماعت ہو رہی ہے اور امام بے وضو ہو گیا اور اپنی جگہ کسی ایسے شخص کو امام بنا کر چلا گیا جو امامت کے قابل نہیں۔

(۲۷) نماز فجر پڑھتے ہوئے سورج کا نکل آنا۔ یعنی ایک شخص فجر کی نماز پڑھ رہا تھا اور اسی حالت میں سورج نکل آیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۲۸) عیدین کی نماز میں زوال کے وقت کا آجانا، اگر عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز پڑھتے وقت زوال آگیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۲۹) جمعہ میں اتنی دیر کرنا کہ اس میں عصر کا وقت داخل ہو جائے۔

(۳۰) زخم سے پٹی کا کھل جانا۔

(۳۱) معذور کے عذر کا جاتے رہنا۔

(۳۲) بے وضو ہو جانا۔

(۳۳) بے ہوشی۔

(۳۴) جنون۔

(۳۵) کپڑا خراب ہو جانا۔

(۳۶) نماز میں حدث واقع ہو جانے کے باوجود، نمازی کا مقامِ حدث پر بمقدار ایک رکنِ نماز کے ٹھہرے رہنا۔ یعنی نمازی کو نماز میں حدث ہو گیا اسی وقت خود نماز سے علیحدہ ہو اور وضو کر کے بقیہ نماز پوری کرے اسے نئے سرے سے نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ بشرطیکہ کلام نہ کرے اگر کلام کرے گا تو از سر نو نماز پڑھنی پڑے گی۔ اس حکم کو ترک کر کے نمازی بے وضو ہونے کے بعد اتنی دیر اسی جگہ ٹھہرا رہا، جتنی دیر میں ایک رکوع یا سجدہ وغیرہ کیا جاتا ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۳۷) عورت کا مرد کے برابر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا۔

(۳۸) نماز میں زور سے ہنسنا۔

(۳۹) بغیر ضرورت کے دو قدموں کے فاصلے کے برابر ایک دفعہ چلنا۔

(۴۰) خوف کے گمان پر مسجد سے باہر نکل جانا۔

(۴۱) ایک مقیم نے اپنے آپ کو مسافر سمجھ کر یا ظہر پڑھنے والے نے جمعہ کی نماز خیال کر کے دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی، کیونکہ اصل نماز میں ہی سہو ہو گیا اور اگر کسی نے دوسری رکعت کے قعدہ میں اس خیال سے سلام پھیر دیا کہ یہ چوتھی رکعت ہے تو نماز فاسد نہ ہو گی۔ اس کو کھڑے ہو کر نماز پوری کر لینی چاہئے اور آخر میں سجدۂ سہو کرنا چاہئے۔

(۴۲) اگر کسی نے قیام یا رکوع و سجود میں بھول کر سلام پھیر دیا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔

(غایۃ الاوطار)

(۴۳) نماز میں اگر اشارے سے بھی سلام کا جواب دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(غایۃ اوطار)

(۴۴) عورت اگر نماز میں تھی اور بچہ آ کر دودھ پینے لگا اور دودھ بھی نکل آیا تو نماز فاسد ہوگئی اور اگر دودھ نہ نکلا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۴۵) اگر تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کی ہمزہ کو کھینچ کر پڑھا تو نماز فاسد ہوگئی واضح رہے کہ جس الف پر زبر، زیر، پیش، جزم یا تشدید ہو۔ وہ ہمزہ بصورت الف ہے۔ چنانچہ اللہ اکبر کے دونوں الف دراصل ہمزہ ہیں۔ کیونکہ دونوں پر زبر موجود ہے۔

(۴۶) بدن کا اتنا حصہ جسکا ڈھکنا فرض تھا کھلا رہا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔

(۴۷) اگر ایسے ناپاک کپڑے سے نماز پڑھی جو بہت زیادہ نجاست آلود تھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۴۸) مقتدی نے کسی رکن میں امام پر سبقت کی۔ یعنی رکن کو امام سے پہلے ادا کیا۔ مثلاً امام سے پہلے ہی رکوع میں چلا گیا اور امام نے اس میں شرکت نہ کی تو نماز ٹوٹ جائے گی۔

عورت اگر مردوں کی صف میں مل جائے تو تین مردوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ دائیں، بائیں اور پیچھے والے کی۔ مگر اس میں شرط یہ ہے کہ عورت اور مرد دونوں کی نماز ایک ہو۔ اگر دونوں کی نماز ایک نہ ہوگی تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔

(۵۵) ایک رکن میں تین بار کھجانا اور ہر بار ہاتھ اٹھانا مفسد نماز ہے۔ اور بلا عذر ایک بار بھی کھجانا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

(۵۶) اگر مٹھائی منہ میں باقی ہو۔ اور مزہ نہ آ رہا ہو یا کوئی چیز تل کے برابر منہ سے باہر آ جائے اور نمازی اس کو چبا کر نگل جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ ہاں اگر مٹھائی کھا کر پھر نماز شروع کی اور نماز میں اس مٹھائی کا کچھ مزہ باقی رہا تو نماز فاسد

نہیں ہوگی۔ (شامی)

(۵۷) اگر منہ بھر کر قے ہوئی اور نمازی اس کو نگل گیا۔ حالانکہ باہر پھینک سکتا تھا تو اس کی نماز بھی ٹوٹ گئی اور وضو بھی جاتا رہا۔ اگر منہ بھر کر نہ تھی اور نگل گیا تو بقول امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نماز ٹوٹ گئی اور وضو باقی رہا۔ یہ دونوں حکم اس صورت میں ہیں کہ بلا ارادہ قے آتی ہو۔ اگر نماز میں قصداً قے کی ہو اور پھر منہ بھر کر ہو تو اس کے نکلنے سے نماز فاسد ہو جائے گی، ورنہ نہیں۔ اگر نماز میں بغیر ارادہ کے منہ بھر کر قے آئی اور اس کو تھوک دیا تو وضو ٹوٹ گیا مگر نماز فاسد نہیں ہوئی۔ وضو کر کے بغیر نئی نیت کے باقی نماز پوری کرے اور پھر اگر منہ بھر کر قے نہ ہوئی ہو اور اس کو تھوک دیا تو نہ وضو ٹوٹا اور نہ نماز ٹوٹی۔

(۵۸) اگر کسی انسان کو درے کی ایک ضرب لگائی تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر کوئی نمازی کسی جانور پر سوار تھا اور اس کو چلنے کے لئے تین ہنٹر مارے تو اس کی نماز بھی ٹوٹ جائے گی۔

(۵۹) اگر کسی نے دورانِ نماز اذان کی نیت سے اذان دی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۶۰) تین کلمات سے زائد لکھنے سے بھی نماز ٹوٹ جائے گی۔

(۶۱) اگر کسی نے لفظ اللہ سن کر جل جلالہ کہا یا نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی سن کر درود بھیجا تو اگر اسکا ارادہ جواب دینے کا تھا تو نماز فاسد ہوگئی ورنہ نہیں۔

(۶۲) عورت کا بوسہ لینے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(۶۳) اگر کوئی شخص جانور پر سوار ہو کر نماز پڑھ رہا ہو اور پاؤں کو بار بار حرکت دیتا ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۶۵) نماز میں شعر ترتیب دینے اور زبان سے اسکو ادا کرنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(۶۶) پتھر اٹھا کر پھینکنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(۶۷) بار بار متواتر کھجانے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(۶۸) جوئیں مارنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

نماز میں وضو کا ٹوٹ جانا

جو شخص نماز میں ہو اور بے اختیار اس کا وضو ٹوٹ جائے تو اسے چاہئے کہ فوراً نماز کی جگہ سے علیحدہ ہو کر وضو کرے اور پھر اسی نماز پر بناء کرے مثلاً ایک شخص چار رکعت والی نماز پڑھ رہا تھا، دو رکعتیں پڑھنے کے بعد بے اختیار اس کا وضو ٹوٹ گیا تو اسے چاہئے کہ وہ نماز کی جگہ سے ہٹ کر وضو کرے اور اپنی بقیہ دو رکعتیں پوری کرے۔ اس طرح کہ جس رکن سے علیحدہ ہو کر وضو کرنے گیا ہو، دوبارہ آ کر اسی رکن سے شروع کرلے۔ مثلاً حالتِ قعدہ میں وضو ٹوٹ گیا تھا۔ اب وضو کر کے قعدہ سے ہی بقیہ نماز پوری کرے۔

وتر کی نماز

وتر کی نماز صحیح قول کے مطابق واجب ہے۔ اس کی تین رکعتیں ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کے واجب ہونے کی مضبوط دلیل یہ ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ هِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ الوِتْرِ جعله الله لَكُمْ دفيما بين الصَّلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى أَنْ يَطْلَعَ الْفَجْرُ۔

(مظاہر حق باب الوتر)

اللہ تعالیٰ نے ایک نماز سے تمہاری مدد کی ہے جو تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ تمہارے وہ وتر (کی نماز ہے) اور تمہارے لیے یہ نماز عشاء کی نماز کے بعد سے فجر نکلنے تک کے درمیان مقرر کی گئی ہے۔

چونکہ آنحضرت ﷺ کا ایک، تین اور پانچ رکعات کا پڑھنا احادیث میں آیا ہے اور مختصر روایات سے ایک سے لے کر سات رکعتوں تک کا ثبوت ملتا ہے لیکن حنفیوں کے یہاں عام طور پر تین رکعتیں ہی پڑھتے ہیں اور ہمارے ہاں اسی پر عمل ہے۔

طحاوی نے شرح معانی الاثار میں عامر شعبی سے روایت ہے:

سألت ابن عباس وابن عمیر کیف کانت صلٰوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ثلث عشرہ رکعۃ ثمانیا ویوتر بثلاث ورکعتین بعد الفجر۔

میں نے عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بوقت شب نماز کی کیفیت پوچھی تو ان دونوں نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز شب تیرہ رکعات پر مشتمل تھی۔ آٹھ رکعات پڑھتے تھے تین رکعات وتر اور دو رکعات فجر کی سنت بعد طلوع صبح صادق۔

(شرح معانی الاثار)

اس میں کل تیرہ رکعات منقول ہیں۔ تین وتر کی اور باقی تہجد کی اور چونکہ تہجد کی نماز وتر کے ساتھ ملی ہوئی ہے اس لئے کسی راوی نے ساری نماز کو وتر نماز شمار کیا ہے اور صحیح بات بھی یہی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز شب، سنتِ فجر کے سوا وتر سمیت تیرہ رکعتوں پر مشتمل ہوتی تھی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد العشاء رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم اوتر بثلاث۔

یعنی آنحضرت ﷺ نے بعد نماز عشاء دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں اور پھر تین رکعتوں پر مشتمل وتر کی نماز پڑھی۔

(بخاری ابواب الوتر)

اسی طرح صحاح ستہ کی بے شمار حدیثیں ہیں۔ جن سے رسول اللہ کا تین رکعات پر مشتمل وتر ثابت ہوتا ہے۔

دعائے قنوت:

وتر کی تیسری رکعت میں جو دعائیں پڑھی جاتی ہیں وہ کئی ہیں۔ کیونکہ حدیثوں میں کئی دعائیں بیان ہوئی ہیں۔ لیکن عام طور پر ان میں سے جو دعا اکثر پڑھی جاتی ہے وہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَ نُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَ نَشْكُرُكَ وَ لَا نَكْفُرُكَ وَ نَخْلَعُ وَ نَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ۔ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ لَكَ نُصَلِّيْ وَ نَسْجُدُ وَ اِلَيْكَ نَسْعٰى وَ نَحْفِدُ وَ نَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَ نَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ۔

ترجمہ: اے ہمارے اللہ ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں، تجھ سے بخشش مانگتے ہیں، اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں، اور ہم تجھ پر ہی توکل کرتے ہیں اور تیری ہی تعریف کرتے ہیں، اور تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے، اور ہم ایسے شخص کو چھوڑتے اور اس سے بیزار ہوتے ہیں جو تیری نافرمانی کرتا ہے، اے میرے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں تیری ہی طرف دوڑتے ہیں، اور تیری ہی عبادت کے لئے کوشش کرتے ہیں، اور تیری ہی رحمت کے امیدوار ہیں اور ہم تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں، بے شک تیرا عذاب کافروں کو ملنے والا ہے"۔

اس دعا میں ''مدد مانگتے ہیں'' سے مراد ہے کہ ہم احکامِ الٰہیہ کی بجا آوری اور گناہوں کے ارتکاب سے اجتناب کرنے کے لئے نفس، شیطان اور تمام کافروں پر غالب آنے کے لئے تجھ سے مدد مانگتے ہیں، ہمیں اس مقصدِ عظیم میں کامیابی دے۔

وتر کے احکام

دعائے قنوت کو یاد کرنا چاہئے اگر باوجود کوشش کے یہ دعا یاد نہ ہو تو اس شخص کو چاہئے کہ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار (مسلم کتاب الذکر والدعاء) پڑھ لیا کرے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو تین مرتبہ اللھم اغفرلنا پڑھ لیا کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اگر کسی کو وتر کی دوسری رکعت میں خیال آیا کہ یہ تیسری رکعت ہے اور اس نے دوسری ہی میں دعائے قنوت پڑھ لی پھر پڑھنے کے بعد جا کر خیال آیا کہ یہ تو دوسری رکعت تھی تو اس کو تیسری رکعت میں دوبارہ دعائے قنوت پڑھنی چاہئے۔ اسی طرح ہر رکعت میں یہ خیال ہوا کہ تیسری رکعت ہے تو ہر رکعت میں دعائے قنوت پڑھے اور ہر رکعت کے بعد قعدہ بھی کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اگر مقتدی کو امام کے ساتھ دعائے قنوت مل جائے یا وہ کم از کم تیسری رکعت میں شریک نماز ہو جائے تو پھر بقیہ نماز میں دوبارہ دعائے قنوت نہیں پڑھنی چاہیئے۔

(غایۃ الاوطار)

مسئلہ: اگر کسی کو تیسری رکعت میں دعائے قنوت کا پڑھنا یاد نہ رہا اور رکوع میں جا کر یا رکوع سے سر اٹھانے کے بعد یاد آیا تو دونوں جگہ دعائے قنوت نہ پڑھے۔ اگر رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قنوت پڑھ لی تو اس رکوع کا اعادہ کرے ورنہ سجدہ سہو کرے کیونکہ قنوت کی اصل جگہ باقی رہی۔ (نورالایضاح)

مؤکدہ اور غیر مؤکدہ سنتیں

سات نمازیں سنت مؤکدہ ہیں۔ مؤکدہ سنتوں سے مراد وہ سنتیں ہیں جن کو ادا کرنے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تاکید ثابت ہے۔ وہ سات سنتیں یہ ہیں:

1۔ فجر کی فرض نماز سے پہلے دو رکعتیں۔
2۔ ظہر کی فرض نماز کی چار رکعتوں سے پہلے چار رکعتیں۔
3۔ اسی ظہر کی فرض نماز کی چار رکعتوں کے بعد دو رکعتیں۔
4۔ جمعہ کی نماز باجماعت کے بعد چار رکعتیں۔
5۔ مغرب کی فرض نماز کے بعد دو رکعتیں۔
6۔ عشاء کی نماز فرض کے بعد دو رکعتیں۔
7۔ رمضان کی نماز تراویح کی بیس رکعتیں۔

یہ سب سنت مؤکدہ ہیں۔ جو شخص ان مؤکدہ سنتوں کو بلا عذر محض سہولت پسندی کی وجہ سے ترک کرے گا وہ گنہگار ہوگا۔ (درمختار)

ان سنتوں میں فجر کی دو سنتیں سب سے زیادہ مؤکدہ ہیں۔ چنانچہ بعض تو ان کو واجب بتاتے ہیں ان کے بعد مغرب کی دو سنتوں کا رتبہ ہے پھر جمعہ و ظہر کی بعد کی سنتیں ہیں۔ اور اسی اعتبار سے ان کا ثواب بھی ہے۔ (عالمگیری)

عصر کی سنتوں کا بیان

عصر کی فرض نماز سے قبل چار رکعات سنت غیر مؤکدہ کی ہیں لیکن ان کا ثواب بہت زیادہ ہے اور احادیث میں ان کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص عصر کی فرض نماز سے پہلے چار رکعتیں پڑھنے کی عادت کرے گا

اس کے لئے یہ چار رکعتیں قیامت کے روز آتشِ دوزخ کے سامنے سپر ہوں گی۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص نماز عصر سے پہلے سنت کی چار رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے بہشت میں عالی شان گھر بناتا ہے۔ جن لوگوں کے دماغوں میں کجی' دلوں میں کھوٹ اور طبیعتوں میں سہولت پسندی و آرام پسندی آ جاتی ہے، وہ لوگ ان سنتوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ حد ہے کہ بعض بندگانِ نفس نے بجائے پنجگانہ کے تین ہی وقت کی نمازیں مقرر کی ہیں۔ بعض لوگ چاہتے ہیں کہ ہمیں اللہ کی محبت اور اطاعت میں کچھ نہ کرنا چاہئے بلکہ کچھ کئے دھرے بغیر ہی جنت مل جائے۔ الغرض عبادتِ الٰہی کی بجا آوری میں ہماری سہولت پسندی اور حیلہ جوئی حد سے زیادہ بڑھتی جا رہی ہے جو ذرا محتاط دیندار ہیں وہ فرض اور واجب کی ادائیگی تو مجبوراً کر لیتے ہیں مگر سنتوں کی ادائیگی میں غفلت اور تساہل سے کام لیتے ہیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ اگر غیر مؤکدہ سنتیں بلا عذر ترک کر دی جائیں تو مواخذہ نہیں، لیکن ملتے ہوئے ثواب سے محرومی اپنا خسارہ نہیں تو کیا ہے؟ اور مؤکدہ سنتوں کو بلا عذر ترک کرنا تو گناہ ہی ہے۔ لہٰذا ان کی ادائیگی میں نفس کشی اور تندہی سے کام لینا چاہئے۔

قضاء نمازوں کی ادائیگی کا بیان

جن نمازوں کو کسی وجہ سے عمداً یا سہواً ترک کر دیا گیا ہو یا وقت کے اندر واجب ہو کر نمازیں قضاء ہوگئی ہیں یا نیند وغیرہ کی وجہ سے قضاء ہوگئی ہوں ان کی ادائیگی واجب ہے البتہ حسب ذیل نمازوں کی ادائیگی واجب نہیں۔

(۱) اگر حالت ارتداد میں مرتد کی نمازیں فوت ہوگئی ہوں اور پھر وہ مسلمان ہو جائے تو اب حالت ارتداد کی فوت شدہ نمازیں واجب الادا نہیں۔

(۲) اگر جنون کی وجہ سے مجنوں کی نمازیں فوت ہو جائیں تو ان کی قضاء بھی لازم

نہیں۔

(۳) اگر کوئی شخص اتنا بیمار ہو کہ اشارے سے بھی نماز نہ پڑھ سکے اور بیماری کی یہ حالت ایک دن اور ایک رات سے زائد باقی رہے تو بھی صحت یاب ہونے کے بعد فوت شدہ نمازوں کی قضاء لازم نہیں۔

صاحب ترتیب:

صاحب ترتیب اس شخص کو کہتے ہیں جس کی چھ یا چھ سے زائد نمازیں متواتر کبھی قضاء نہ ہوئی ہوں یعنی ایک شخص چھ نمازوں تک صاحب ترتیب رہتا ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ قضاء اور وقتی نمازوں میں ترتیب کو ملحوظ رکھے۔

ترتیب ساقط ہونے کی وجوہ

تین چیزیں ہیں جن کی وجہ سے ترتیب کا حکم ساقط ہو جاتا ہے۔ یعنی ترتیب قائم کرنے کا حکم نہیں رہتا۔ حسب ذیل عذرات کے ہوتے ہوئے قضا نمازوں میں ترتیب قائم رکھنا ضروری نہیں جس طرح بھی ہو، فوت شدہ نمازیں ادا ہو جائیں گی وہ تین چیزیں یہ ہیں:

(۱) تنگی وقت: مثلاً کسی کی ظہر کی نماز قضاء ہوگئی تھی اور عصر کا وقت اتنا تنگ ملا کہ اگر ظہر کی فوت شدہ نماز ادا کرے تو عصر کی نماز قضاء ہو جائے گی اس تنگی وقت کی وجہ سے صاحب ترتیب نہیں رہا۔

(۲) نسیان: یعنی بھول جانا۔ مثلاً کسی کی مغرب کی نماز قضاء ہوگئی تھی اس نے عشاء کے وقت بھول کر عشاء کی نماز پڑھ لی تو اس کی عشاء کی نماز ہو جائے گی کیونکہ نسیان کے عذر کی وجہ سے ترتیب کا حکم جاتا رہتا ہے۔

(۳) چھ یا چھ سے زائد نمازیں متواتر قضاء ہوگئی ہوں تو پھر ترتیب کا حکم ساقط ہو جاتا

ہے ایسا شخص جس نماز کو چاہے پہلے ادا کرے، جس کو چاہے بعد میں۔

(کبیری۔نورالایضاح)

مسئلہ: وتروں کے اندر بھی صاحب ترتیب کے لیے ترتیب ضروری ہے۔اگر وتر قضاء ہو گئے اور باوجود یاد ہونے کے وتر نہ پڑھے فجر کی نماز پڑھی تو نماز نہیں ہوئی۔

(شرح وقایہ)

مسئلہ: کسی صاحب ترتیب کی نماز فجر قضاء ہو گئی اور ظہر کے وقت اس نے نماز فجر کی قضاء بھول کر ظہر کی نماز شروع کر دی پھر دوسری رکعت میں یاد آیا کہ میری ذمے فجر کی نماز باقی ہے تو اس کو چاہیے کہ تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے۔ یہ دونوں رکعتیں نفل ہو جائیں گی پھر فجر کی نماز ادا کر کے ظہر پڑھے۔اسی طرح تیسری یا چوتھی رکعت پڑھتے وقت یاد آئے تو دونوں صورتوں میں چاروں رکعتیں پوری کرے یہ چاروں نفل ہو جائیں گی، فجر کی نماز ادا کر کے ظہر پڑھے۔ (درمختار)

مسئلہ: ایک شخص کی ایک نماز قضاء ہو گئی اور یہ یاد نہیں کہ کس وقت کی نماز تھی اور کسی نماز پر گمان غالب بھی نہیں ہوتا کہ فلاں نماز تھی تو ایسی حالت میں پورے ایک رات دن کی نمازوں کی قضاء نمازیں پڑھے اسی طرح اگر تین وقت کی نمازوں میں تردد ہو تین شبانہ روز نمازوں کی قضاء نمازیں پڑھے۔الغرض جتنے وقت کی نمازوں میں تردد ہو تو اتنے ہی شبانہ روز کی نمازوں کی قضاء نمازیں پڑھنی چاہیے۔اگر کسی نماز کے متعلق یقین یا گمانِ غالب ہوا کہ فلاں نماز قضاء ہوئی تو صرف اسی ایک نماز کی قضا ادا کرے۔ (عالمگیری)

مسافر کی نماز

شریعت میں مسافر اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنی گھر وطن سے نکل کر کم از کم تین روز کی مسافت پر کہیں جائے یہ تین روز کی مسافت درمیانی رفتار سے ہونی چاہیے۔خواہ پیدل

چلے یا اونٹ پر چلے۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ رات دن چلتا ہی رہے بلکہ صبح سے دوپہر تک چلنے سے جو مسافت قطع ہو۔ وہ ایک روز کی مسافت خیال کی جائے گی۔

مسافر کے لئے سہولت

مسافر کے احکام درج ذیل ہیں:

(۱) چار رکعت والی نمازوں میں بجائے چار رکعت کے دو رکعتیں پڑھے ۔دو رکعات معاف ہیں۔

(۲) جمعہ اور عیدین کی نمازیں اس پر واجب نہیں ہیں۔

(۳) رمضان کے فرض روزے اگر رمضان میں ترک کردے تو جائز ہے۔

(۴) تین دن رات تک موزوں پر مسح کر سکتا ہے۔

(۵) قربانی اس کے ذمے واجب نہیں۔

قصر نماز کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ الْكٰفِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا ۝
(النساء: آیت ۱۰۱)

(اے مسلمانو!) جب تم لوگ سفر کے لئے نکلو تو کوئی مضائقہ نہیں، اگر نماز میں اختصار کرو۔ خصوصاً جبکہ تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گی، کیونکہ وہ کھلم کھلا تمہاری دشمنی پر تلے ہوئے ہیں۔

اس سے آگے اللہ تعالیٰ نے نماز سفر و نماز خوف کے احکام اور کیفیات بیان کیں ان آیات سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ خوف اور سفر کی حالت میں چار رکعت والی فرض نماز میں قصر کرنا چاہیے۔

حالت سفر میں قصر صلوٰۃ واجب ہے

سفر کے دوران نماز میں ہمیشہ قصر کرنا چاہیے اگر چہ وہ حالت امن ہو۔ نسائی میں یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ "آیت وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ (الخ) سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قصر صرف حالتِ خوف میں کیا جائے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب فرمایا کہ اے یعلی! جس طرح تجھ کو اس آیت کے مفہوم سے تعجب ہوا مجھے بھی ہوا تھا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تم پر اللہ کا انعام ہے تم اس انعام کو قبول کرو۔ (مشکوۃ، باب الصلوٰۃ المسافرین)

قصر نماز کے مسائل

مسافر کو صرف چار رکعت والی نماز میں قصر کرنا چاہئے تین یا دو رکعات والی نماز فرض میں قصر نہیں تین یا دو رکعات والی نمازیں پوری پڑھے یعنی مغرب اور فجر کی فرض نمازوں میں قصر نہیں۔ صرف تین نمازوں یعنی ظہر، عصر اور عشاء کی فرض نمازوں میں قصر کرنے کا حکم ہے۔ قصر کہتے ہیں کم کرنے کو یعنی چار رکعات والی فرض نماز میں دو رکعات کم کر کے صرف دو رکعات پڑھے۔ اگر چار رکعات والی نماز میں بھی قصر نہ کرے اور بھول جائے چنانچہ پوری چار رکعات پڑھ لے تو آخر میں سجدہ سہو کرنا لازم ہے۔ سجدہ سہو کرنے سے دو رکعتیں فرض کی ہو جائیں گی اور دو نفل کی۔

اگر کوئی شخص کسی شہر میں اس نیت سے داخل ہوا کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اپنے شہر کو واپس لوٹ جاؤں گا تو وہاں اگر دو سال بھی رہا تو مسافر ہی رہے گا مقیم نہیں ہوگا۔ البتہ اگر اس کا کام پندرہ روز سے کم میں پورا نہ ہو اور اس وقت اقامت کی نیت کرے تو مقیم

ہو جائے گا۔

مسافر اس وقت تک مسافر رہتا ہے جب تک وہ اپنے شہر میں واپس نہ ہو جائے اور جب مسافر اپنے شہر میں واپس پہنچ گیا تو مقیم ہو جائے گا خواہ اقامت کی نیت کرے یا نہ کرے یعنی وطن اصلی میں اقامت کی نیت کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی شہر میں دو سال تک رہے لیکن اقامت کی نیت نہ کرے اور اس کے دل میں بھی ارادہ ہو کہ میں آج کل میں سفر کروں گا تو ایسا متردد مسافر دو سال تک بھی مقیم نہیں ہو گا جب تک کہ وہ اقامت کی نیت نہ کرے ایسے مسافر کو نمازوں میں قصر کرنی چاہئے خواہ وہ کتنے ہی عرصے تک رہے۔

معذور آدمی کی نماز

۱) بیماری یا کسی معذوری کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی کوئی صورت ہی نہ ہو تو پھر بیٹھ کر نماز پڑھے۔

۲) اگر کوئی شخص کھڑا تو ہو سکتا ہے مگر رکوع و سجود نہیں کر سکتا تو افضل یہ ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع و سجود کیلئے اشارے سے کام لے، کیونکہ بصورتِ قیام رکوع و سجود کیلئے اشارے سے کام لینا نسبتاً دشوار ہے۔ لہذا بیٹھ کر نماز پڑھنا اور رکوع و سجود کیلئے اشارے سے کام لینا جائز اور افضل ہے۔

۳) اگر کوئی شخص قیام اور رکوع و سجود پر قادر نہ ہو تو بیٹھ کر سر کے اشارے سے نماز پڑھے۔ رکوع میں ذرا کم اور سجدے میں ذرا زیادہ جھکے۔ اگر سیدھا بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکتا ہو تو دیوار یا آدمی کے سہارے بیٹھ کر نماز پڑھے۔ الغرض جہاں تک ممکن ہو بیٹھ کر نماز پڑھے اور قعود پر قادر ہوتے ہوئے لیٹ کر نہ پڑھے۔ البتہ جب بیٹھ کر نماز پڑھنے کی بھی کوئی امکانی صورت نہ ہو تو لیٹے لیٹے پڑھنے کی اجازت ہے۔

لیٹ کر نماز پڑھنے کی ترکیب

نماز کیلئے چت لیٹ کر قبلہ کی طرف پاؤں کرے۔ مگر پاؤں موڑے رکھے انہیں پھیلائے نہیں، کیونکہ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا مکروہ ہے۔ مذکورہ قاعدہ کے مطابق چت لیٹ کر سر کے نیچے کوئی اونچا سا تکیہ رکھ لے تاکہ رکوع وسجود اور قعدہ سے کسی قدر شباہت پیدا ہو جائے۔ پھر سر کے اشارے سے رکوع وسجود کرے۔

اگر نمازی اس طرح چت لیٹ کر نماز نہ پڑھ سکے تو دائیں کروٹ لیٹ کر پڑھے اور اگر دائیں کروٹ پر بھی لیٹ نہ سکے تو پھر بائیں کروٹ پر لیٹ کر پڑھ لے مگر بہر صورت منہ قبلہ کی طرف رہے۔ اگر منہ قبلہ کی طرف نہ کر سکے اور اس طرف منہ پھیرنے والا بھی کوئی نہ ہو تو مجبوری ہے جدھر کو منہ ہو، اسی طرف ہی منہ کر کے نماز پڑھے۔ آدمی بقید ہوش وحواس ہے تو پھر نماز کی ادائیگی فرض ہے۔

سجدۂ سہو کا بیان

انسان سے کوئی نہ کوئی غلطی کبھی نہ کبھی ہو ہی جاتی ہے اس لئے فقہ کی کتابوں میں جہاں نماز کا بیان ہے وہاں سہو کا بھی ایک باب مقرر کیا گیا ہے۔ جہاں سہو سے متعلق تفصیلی احکام لکھے گئے ہیں۔

سجدۂ سہو کب واجب ہوتا ہے

سجدۂ سہو عام طور پر دو صورتوں میں واجب ہوتا ہے۔ اول یہ کہ نماز کے واجبات میں سے کوئی واجب ترک ہو جائے۔ مثلاً کوئی شخص وتر میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا تو اس پر سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ دوسرا یہ کہ کسی فرض میں تاخیر ہو جائے۔

سجدہ سہو چھ باتوں سے واجب ہوتا ہے۔

اول: کسی رکن کو مقدم کر دینے سے مثلاً قرأت سے پہلے رکوع کرنا یا رکوع سے پہلے سجدہ کر لینا۔

دوم: کسی رکن میں تاخیر کرنا، مثلاً کوئی سجدہ ترک کر دیا یہ سجدہ دوسری رکعت میں یاد آیا اور پھر سجدہ کر لیا۔

سوم: قیام میں تاخیر کرنا مثلاً رکعت اولیٰ میں سجدہ کے بعد بیٹھ گیا، بعد میں یاد آیا اور کھڑا ہو گیا تو چونکہ قیام میں تاخیر ہو گئی اس لئے سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

چہارم: کسی رکن کو دوبارہ ادا کرنا مثلاً دو رکوع کر لینا یا تین سجدے کر لینا۔

پنجم: کسی واجب میں تغیر کر دینا۔ مثلاً جہری نمازوں میں آہستہ قرأت پڑھنا یا سری نمازوں میں بلند آواز سے قرأت کرنا۔

ششم: کسی واجب کو ترک کر دینا مثلاً قعدۂ اولیٰ کا ترک کر دینا یا وتر میں دعائے قنوت بھول جانا۔

علاوہ ازیں سجدۂ سہو کی ضرورت اس وقت بھی ہوتی ہے جب نماز میں شک پڑ جائے کہ کوئی رکعت کم پڑھی ہے یا زیادہ۔

مختصر طور پر اتنا یاد رکھنا چاہئے کہ فرض میں تاخیر ہو جانے یا واجب کو ترک کر دینے سے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے۔

سجدۂ سہو کا طریقہ

سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ التحیات پڑھنے کے بعد صرف داہنی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کئے جائیں ان کے بعد تشہد پڑھ کر سلام پھیر دیا جائے۔ اگر کسی نے سلام پھیرے بغیر سہو کے سجدے کر لئے تو بھی جائز ہے مگر بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ ایسا کرنا مکروہ تنزیہی

ہے لہٰذا سلام پھیرنے کے بعد ہی سجدے کرنے چاہئیے۔

سجدۂ سہو کا دارومدار بہت حد تک نماز کے واجبات پر ہوتا ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تکبیرِ تحریمہ میں الفاظ اللہ اکبر کہنا، الحمد شریف پڑھنا، کوئی دوسری سورت یا آیات ملانا پہلی دو رکعتوں میں اور وتر و نفل کی ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد کوئی دوسری سورت یا آیت ملانا، الحمد کو دوسری سورت یا آیت سے پہلے پڑھنا، ہر رکعت میں سورت یا آیت سے پہلے ایک مرتبہ الحمد شریف پڑھنا، سورت یا آیت کے درمیان کسی اور چیز کا نہ پڑھنا، قرأت کے بعد متصلاً رکوع کرنا، ایک سجدہ کے بعد دوسرا سجدہ کرنا، تعدیلِ ارکان یعنی رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ میں کم سے کم اتنی دیر ٹھیرنا کہ جتنی دیر میں ایک مرتبہ سبحان اللہ کہا جائے، قومہ کرنا یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا، جلسہ کرنا یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا، قومہ اولیٰ کرنا اور اس میں تشہد پر کچھ اضافہ نہ کرنا، دونوں قعدوں میں پورا تشہد پڑھنا، دعائے قنوت پڑھ کر تکبیر کہنا، عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں چھ تکبیر کہنا، ہر جہری نماز میں امام کو جہر سے قرأت کرنا اور غیر جہری نماز میں آہستہ قرأت کرنا، ہر نماز میں دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا، چار رکعت والی نماز میں تیسری رکعت پر قعدہ نہ کرنا، آیت سجدہ پر سجدہ تلاوت کرنا اور سہو و نسیان واقع ہونے پر سجدہ سہو کرنا، امام جب قرأت کرے تو مقتدی کا خاموش رہنا۔

نماز میں یہ تمام امور واجب ہیں۔ اگر ان میں سے ایک چیز بھی رہ جائے تو اس کی تلافی کے لیے سجدۂ سہو کرنا واجب ہے مگر یہ اس صورت میں ہے کہ ان میں سے کسی واجب کا ترک بھول کر ہوا ہو، اگر کسی نے واجب کو قصداً ترک کیا تو اس کی تلافی سجدہ سہو سے نہیں ہوگی، بلکہ نماز کا اعادہ کرنا یعنی اسے دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ اگر نماز کا کوئی فرض ترک ہو جائے تو اس کی تلافی بھی سجدۂ سہو سے نہیں ہو سکتی بلکہ نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔ اگر

نماز میں کوئی ایسا واجب ترک ہو جائے جو واجباتِ نماز میں سے نہیں ہے بلکہ اس کا وجوب خارج نماز میں ہو تو اس صورت میں سجدۂ سہو کرنا واجب نہیں۔ مثلاً خلاف ترتیب قرآن مجید پڑھنا، ترک واجب ہے مگر ترتیب کے مطابق پڑھنا واجباتِ تلاوت سے ہے۔

اگر فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور وتر کی کسی بھی رکعت میں الحمد شریف کی ایک آیت بھی رہ جائے یا کسی شخص نے سورت سے پہلے دوبارہ الحمد شریف پڑھ دی یا سورت یا آیت ملانا بھول گیا یا سورت یا آیت کو سورۃ الحمد پر مقدم کیا یا الحمد کے بعد ایک دو چھوٹی آیتیں پڑھ کر رکوع میں چلا گیا اور یاد کرنے کے بعد پھر کھڑے ہو کر تین آیتیں پڑھ کر رکوع میں گیا تو ان سب صورتوں میں بھی سجدۂ سہو واجب ہے۔

اگر کسی شخص نے سورۃ الحمد کے بعد کوئی سورت پڑھی اور اس کے بعد پھر الحمد شریف پڑھی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ اسی طرح فرض کی پچھلی رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کی تکرار کی تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔ اگر پہلی دو رکعتوں میں الحمد شریف کا زیادہ حصہ پڑھ کر پھر اس کا اعادہ کیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

اگر کسی نے فرض کی پچھلی رکعتوں میں کوئی سورت پڑھی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ اگر پچھلی رکعت میں الحمد شریف نہ پڑھی تب بھی سجدۂ سہو واجب نہیں۔ اگر نمازی نے رکوع وسجود یا قعدہ میں قرآن پڑھا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ اگر کوئی شخص الحمد پڑھنا بھول گیا اور سورت شروع کر دی اور بقدر ایک آیت کے پڑھ لی اس کے بعد اسے یہ خیال آیا کہ میں نے الحمد نہیں پڑھی تو اس کو چاہئے کہ الحمد پڑھ کر سورت پڑھے اور سجدۂ سہو کرے۔ اگر کسی نے سجدۂ کی آیت پڑھی اور سجدہ کرنا بھول گیا تو سجدۂ تلاوت کر کے پھر سجدۂ سہو کرے۔

مسائل

اگر مقتدی قعدہ بھول کر کھڑا ہو گیا تو اس کیلئے واجب ہے کہ واپسی اختیار کرے تا

کہ امام کی مخالفت نہ ہو، اگر کوئی شخص قعدۂ اخیرہ کرنا بھول گیا اور تیسری یا چوتھی یا پانچویں رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ ادا نہ کیا ہو جو زائد پڑھنے کھڑا ہوا ہے تو واپسی اختیار کرے اور سجدۂ سہو کرے، نماز ہو جائے گی۔ مثلاً ظہر کی نماز میں کوئی شخص بقدر تشہد قعدۂ اخیرہ کر کے کھڑا ہوا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو، رجعت اختیار کرے اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دے۔

مسئلہ: اگر کسی نے قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد صرف اتنا پڑھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو سجدۂ سہو واجب ہو گیا۔ یہ سجدۂ سہو اس لئے واجب نہیں کہ اس نے درود شریف پڑھا بلکہ اس لئے واجب ہوا کہ تیسری رکعت کیلئے تشہد کے بعد فوراً قیام کرنا فرض تھا اس میں تاخیر ہوئی اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قعدۂ اولیٰ میں صرف اتنی دیر بھی خاموش رہے جتنی دیر میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھتے ہیں تب بھی اس پر سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں بحالت قیام الحمد شریف سے پہلے بھول کر تشہد پڑھ لیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں اور اگر الحمد شریف کے بعد پڑھا تو واجب ہے کیونکہ الحمد شریف کے بعد اس چیز کا مقام ہے جس کا پڑھنا الحمد شریف کے بعد واجب ہے۔ اس واجب میں تاخیر ہوئی، لہٰذا سجدۂ سہو لازم آیا اور فرض نماز کے آخری دوگانہ میں بحالت قیام تشہد پڑھ لیا تب بھی سجدۂ سہو واجب نہیں اور اگر یہ قیام وتر یا سنت یا نفل کا ہو تو خواہ پہلا دوگانہ ہو یا پچھلا ہو، بہر حال اس کا وہی حکم ہے جو فرض سے پہلے دوگانے کا ہے یعنی اگر الحمد سے پہلے پڑھ لیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں اور اگر بعد میں پڑھ لیا تو واجب ہے۔

(عالمگیری)

مسئلہ: اگر قعدۂ اولیٰ کو بھول کر بغیر قعدہ کئے ہوئے تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا تو اگر سیدھا نہ کھڑا ہو بلکہ بیٹھنے کے قریب ہو اور یاد آ جائے تو لازمی طور پر بیٹھ جائے۔ اس صورت

میں سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں اور اگر کھڑا ہونے کے قریب ہو گیا ہو تو اب نہ بیٹھے بلکہ آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ یہ حکم امام اور اکیلے پڑھنے والے نمازی دونوں کیلئے ہے اور مقتدی کھڑا ہونے کے بعد وجوباً بیٹھ جائے گا اگر نہ بیٹھے گا تو مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ امام کی اقتداء اس کے ذمے بہر صورت لازم ہے۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ: اگر قعدۂ اخیرہ کو بھول کر کوئی شخص کھڑا ہو گیا تو جب پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لازم ہے کہ رجعت کرے، یعنی بیٹھ کر سلام پھیرے۔ (درمختار)

اگر پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو ایک رکعت اور ملا کر پورے چھ رکعتیں کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے چھ کی چھ رکعتیں نفل کی ہو جائیں گی کیونکہ قعدۂ اخیرہ فرض تھا، اس فرض کا ترک واقع ہوا۔ (عالمگیری) اگر قعدۂ اخیرہ میں بقدر تشہد بیٹھ کر پھر پانچویں رکعت کیلئے کھڑا ہوا تو اس صورت میں بھی اگر پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو بیٹھ جانا واجب ہے۔ اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا ہے تو پھر پوری چھ رکعات کر کے آخر میں سجدہ سہو کرے، اس صورت میں چار رکعات فرض کی اور دو رکعات نفل کی ہو جائیں گی۔ (عالمگیری) اس فرق کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ اگر قعدۂ اخیرہ ترک کر کے پانچویں رکعت کیلئے کھڑا ہے تو چھٹی رکعت پوری کرنے کی صورت میں سب رکعتیں نفل کی ہو جائیں گی اور اگر قعدۂ اخیرہ بقدر تشہد کر کے پھر پانچویں کیلئے کھڑا ہوا ہے تو چھٹی رکعت پوری کرنے کی صورت میں چار رکعتیں فرض کی اور دو رکعتیں نفل کی ہو جائیں گی۔

مقتدی سے اگر کوئی واجب ترک ہو گیا تو سجدۂ سہو نہ کرے کیونکہ اس کیلئے امام کی متابعت ضروری ہے اور بحالتِ متابعت سجدۂ سہو کرنے کی کوئی صورت نہیں۔ اگر امام کے سلام پھیرنے سے پہلے سجدۂ سہو کرے گا تو امام کی مخالفت لازم آئے گی اور اگر بعد میں کرے گا تو سجدۂ سہو نماز سے فارغ وقت میں ہوگا جو معتبر نہیں۔ (غایۃ الاوطار)

ضروری ہدایات

سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں تشہد، درود اور دعا تینوں چیزوں سے فارغ ہو کر دا ہنی طرف سلام پھیر دے پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کرے، پھر اللہ اکبر کہہ کر دوسرا سجدہ کرے اس کے بعد قعدہ کر کے دوبارہ تشہد، درود اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر کر نماز کو ختم کرے۔

سہو اور شک

سہو اور شک، دونوں کا حکم ایک ہے۔یعنی فقہاء کے نزدیک حکم میں سہو و شک دونوں برابر ہیں جس طرح سہو سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے اسی طرح شک سے بھی واجب ہو جاتا ہے اور شک کی یہ صورتیں وجوب سجدہ میں برابر ہیں۔ (عالمگیری، درمختار)

بے وضو ہونے کا شک

اگر کسی کو نماز کے اندر شک ہوا کہ میں بے وضو ہوں تو وہ اس شک کی حالت میں ہی نماز پڑھتا رہے وہ اس شک کی وجہ سے نماز کا سلسلہ منقطع نہ کرے۔ یہ اس وقت تک کا حکم ہے جب کہ شک، شک ہی رہے اور اگر اس بات کا یقین ہو جائے کہ میں بے وضو ہوں تو اس کو فوراً نماز قطع کر دینی چاہئے اور پھر وضو کر کے نماز از سر نو پڑھنی چاہئے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کو کسی رکن کے کرنے نہ کرنے میں تردد ہوا اور کچھ دیر تک یہی سوچتا رہا۔ دیر کے بعد اسے یقین ہوا کہ کر لیا ہے یا نہیں کیا ہے تو اپنے اس یقین کے مطابق عمل کرے مگر اس میں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اگر یہ تردد اور توقف اتنی دیر رہا جتنی دیر میں سبحان اللہ تین بار کہہ سکتے ہیں تو سجدۂ سہو واجب ہو گیا اور اگر اس سے کم تردد و توقف کیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: اگر وتر کی نماز میں شک ہوا کہ یہ پہلی رکعت ہے یا دوسری رکعت یا تیسری؟ تو سب رکعتوں میں دعائے قنوت پڑھنی چاہئے اور ہر رکعت کے بعد قعدہ بھی کرنا چاہئے نماز درست ہو جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اگر نمازی بھولے سے دو رکعات کے بعد سلام پھیر دے اور یہ خیال کرے کہ چار رکعتیں ہو گئیں بعد میں یاد آئے کہ دو ہی رکعتیں ہوئی ہیں تو یاد آتے ہی فوراً کھڑا ہو جائے اور چار رکعتیں پوری کر کے آخر میں بوجہ تاخیر سجدہ سہو کرے۔ (درمختار)

مسئلہ: اگر نماز کے بعد کوئی شخص خبر دے کہ تم نے بجائے چار رکعتوں کے تین یا پانچ رکعتیں پڑھی ہیں یا دو بجائے تین پڑھ لی ہیں تو اب یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ شخص جو کچھ کہتا ہے وہ صحیح ہے یا غلط؟ جس طرف یقین ہو اسی پر عمل کرے یعنی اگر اس خبر کے غلط ہونے کا یقین ہے تو از سر نو نماز نہ پڑھے۔ مگر احتیاط اس میں ہے کہ بہر حال از سر نو نماز پڑھ لے۔
(عالمگیری)

فائدہ

اگر سلام پھیرنے اور نماز کو ختم کرنے کے بعد نماز میں کچھ شک ہوا تو نماز ہو گئی، سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ (عالمگیری)

امامت اور باجماعت نماز کا بیان

نماز ایک ایسی عبادت ہے جو انفرادی حیثیت سے بھی ہو جاتی ہے لیکن چونکہ اسلام کی فطرت نظام اجتماع ہے۔ اور وہ دینی و دنیوی امور میں سختی کے ساتھ اطاعتِ امیر کی تاکید وہدایت کرتا ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ مسلمان بہترین امت ہیں۔ وہ اقوامِ عالم کے رہبر ہیں اور دنیا میں ان کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے اتحاد واتفاق کی قوت سے اللہ کی حکومت و بادشاہی قائم کریں اور یہ مقصدِ عظیم اس وقت بحسن وخوبی سرانجام پا سکتا ہے جب کہ مسلمان اطاعتِ امیر کے عادی ہوں اپنے امیر کے اشارے پر اپنی جان ومال سب کچھ قربان کر دینے کے خوگر ہوں۔ اس لئے اسلام نے نماز باجماعت کی تاکید کی ہے۔

اسلام نے ہمیں تاکیدی حکم دیا ہے کہ ہم انفرادی حیثیت میں علیحدہ علیحدہ نماز نہ پڑھیں بلکہ امام کے پیچھے سب مجتمع ہو کر پڑھیں۔ اپنے میں سے ایک امیر یا امام کا انتخاب کر کے اس کی اقتداء میں نماز پڑھیں تاکہ ہماری عبادت میں اجتماعیت کی شان پیدا ہو اور ہمیں دن میں پانچ مرتبہ عملی طور پر اتحاد واتفاق اور اطاعتِ امیر کا سبق ملتا رہے اسلام نے اس چیز کو ترقی وکامیابی کا پہلا قدم بتایا ہے۔

جماعت کی ضرورت پر اس سے زیادہ کسی لمبی تفصیل کی ضرورت نہیں یہ لفظ خود اپنی خوبی قوت، کامیابی اور شاندار اعمال کو ظاہر کر رہا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ قومی اتحاد اور یگانگت کی زندہ تصویر جماعت میں نظر آتی ہے۔

قرآن وحدیث میں جماعت کا ثبوت

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۔ رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع

(سورۂ بقرۃ)

اس حکم کا پس منظر یہ ہے کہ یہود کی نماز میں رکوع نہیں تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہیں حکم یہ نہیں دیا گیا کہ رکوع کرنے والوں کی طرح رکوع کرو۔ اگر چہ یوں کہا جائے تو اس سے بھی نماز باجماعت ہی ثابت ہوتی لیکن اس سے زیادہ وضاحت اس حکم میں تھی کہ رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ اس انداز بیان سے خود بخود ثابت ہو گیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت حضور ﷺ کی امامت میں نماز باجماعت ادا کرتی تھی۔ قرآن سے صحابہ رضی اللہ عنہم کا حضور ﷺ کی امامت میں نماز باجماعت ادا کرنا، نماز باجماعت کا ثبوت ہے۔ جس طرح سورۂ جمعہ کی آیات

اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ۔ جب روز جمعہ نماز کیلئے پکارا جائے۔

قرآن کے اس انداز بیان سے خود بخود نماز سے پہلے اذان کا ثبوت ملتا ہے۔ اگر چہ اذان کہنے کا حکم الگ سے کہیں نہیں دیا گیا۔ یہ قرآن پاک کی وہ فصاحت و بلاغت ہے جس سے نہ صرف یہود کو مخاطب کیا گیا، بلکہ مسلمانوں کو بھی قیامت تک کیلئے حکم دے دیا گیا کہ اسلام نے جو عبادت بصورت نماز رکھی ہے وہ باجماعت ادا کی جائے یعنی فصاحت و بلاغت سورت جمعہ کے مندرجہ بالا حکم میں موجود ہے۔ جہاں انداز بیان یوں نہیں، مسلمانو! نماز جمعہ کیلئے نماز سے پہلے اذان پکارو۔ بلکہ یوں کہا گیا کہ جب جمعہ کے دن نماز کیلئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کیلئے دوڑو۔ یعنی فوراً مسجد کو رخ کرو۔ اس طرح جہاں یہ حکم دیا گیا کہ نماز جمعہ کیلئے اذان کے بعد جلد سے جلد مسجد پہنچا جائے۔ وہاں یہ حکم خود بخود ثابت ہو گیا کہ نماز جمعہ کیلئے اذان بھی ہے۔ جس کے بغیر نماز جمعہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن نے جہاں یہود کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں یہ حکم دیا کہ رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ، وہاں مراد یہ نہیں کہ جب مسلمان نماز باجماعت میں مشغول ہوں تو تم وہاں مسجد جا کر بس ان کے ہمراہ رکوع کر کے گھر چلے آیا کرو۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کے ساتھ باضابطہ اور مکمل طور پر شریک جماعت ہو کر پوری نماز ادا کرو۔ نماز باجماعت اس وقت تک ادا نہیں کی جا سکتی جب

تک کوئی فرد یا قوم ایمان نہ لائے اور اسلام قبول نہ کرے۔ اس طرح یہ آیت جہاں یہود کیلئے اسلام قبول کرنے کی دعوت ہے، وہاں نماز باجماعت میں شامل ہو کر اپنے اسلام کا ثبوت پیش کرنے کا حکم ہے۔ کیا کوئی مسلمان یہ سوچ سکتا ہے کہ جو حکم نماز کے بارے یہود کو دیا گیا خود مسلمان اس سے مستثنیٰ ہیں؟

اسلام میں قرآن کے بعد حدیث کا درجہ ہے۔ حدیث قرآن کی تفصیل اور تشریح ہے۔ بخاری شریف میں یہ حدیث موجود ہے:

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضِیْلُ صَلٰوۃِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً۔

(بخاری کتاب الاذان)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جماعت کی نماز اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجے افضل ہوتی ہے۔

اس حدیث میں صاف طور پر صلوٰۃ الجماعت کے الفاظ موجود ہیں گویا قرآن کریم سے معناً نماز باجماعت کا ثبوت ملتا ہے اور حدیث شریف سے لفظاً اور قرآن و حدیث دونوں سے مل کر نماز باجماعت کا قطعی طور پر ثبوت مل گیا۔

باجماعت نماز کی تاکید

عن عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ اَدْرَکَ الْاَذَانَ فِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ لَمْ یَخْرُجْ لِحَاجَۃٍ وَّھُوَ لَا یُرِیْدُ الرَّجْعَۃَ ھُوَ مُنَافِقٌ۔

(مشکوٰۃ باب الجماعۃ)

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے مسجد میں اذان سنی پھر وہ بغیر کسی حاجت کے مسجد سے نکل گیا اور پھر واپس آنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتا وہ منافق ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے اذان سنی اور وہ مسجد میں آنے کا ارادہ نہیں رکھتا تو اس کی نماز نہیں، مگر عذر کے ساتھ۔'' (مشکوٰۃ باب الجماعۃ)

حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نابینا ہوں، کیا میرے لئے ترک جماعت کی رخصت ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم حی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح کی آواز سنتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا، تو بس تمہیں مسجد میں آکر جماعت میں شامل ہونا چاہئے۔

(مشکوٰۃ باب الجماعۃ)

حضور ﷺ کے ان ارشادات عالیہ سے اندازہ لگایئے کہ آپ نے جماعت کی کس قدر تاکید کی ہے اور مسلمانوں کو کس طرح عبادت میں اجتماعی زندگی کا سبق پڑھایا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں اور جب لکڑیاں جمع ہو جائیں تو نماز کا حکم دوں اور اس کیلئے اذان کہی جائے۔ پھر میں ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوئے ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ (بخاری کتاب الاذان)

اس سے زیادہ نماز باجماعت کی تاکید اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ جماعت میں شریک نہ ہونے والوں کے گھروں کو نذر آتش کر دینے کی خواہش کا اظہار فرماتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جماعت ترک کرنا شدید ترین دینی و دنیوی نقصان کا باعث ہے جب ہی تو آپ ﷺ نے اپنے اتنے شدید الفاظ میں ایسے غیظ و غضب کا اظہار فرمایا۔ اگر تنہا نماز پڑھنا ایسی ہی معمولی بات ہوتی جیسی کہ اس زمانے کے لوگ سمجھے ہوئے ہیں تو رحمۃ للعالمین

ﷺ کے الفاظ میں اتنا جوش نہ آتا۔

نماز باجماعت کے فضائل

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت محض اتنی ہی نہیں کہ تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ ثواب کا باعث ہے بلکہ اس سے روز وشب کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ظہر کی نماز باجماعت پڑھے گا اللہ تعالیٰ فجر سے لے کر اس وقت تک کے سب گناہ معاف کر دے گا۔ پھر عصر کی نماز باجماعت پڑھے گا تو عصر سے لیکر اس وقت تک کے سب گناہ معاف کر دے گا اور جب فجر کی نماز جماعت سے پڑھے گا تو فجر تک کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جماعت کے ساتھ پنج وقتہ نمازیں دن اور رات کے گناہوں کا کفارہ ہیں۔ اس سے زیادہ نماز باجماعت کی فضیلت اور کیا ہوگی؟ مگر یہاں اس امر کو سمجھ لینا چاہئے کہ گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ 1۔ گناہ کبیرہ، 2۔ صغیرہ۔ پھر ان دونوں کی دو دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جو حقوق اللہ سے متعلق ہیں اور دوسرے وہ جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں۔ اب صغائر تو نماز باجماعت سے معاف ہو جاتے ہیں اور کبائر توبہ واستغفار سے معاف ہوتے ہیں بس نماز صغائر کا کفارہ ہوتی ہے نہ کہ کبائر کا۔

صغیرہ گناہوں کی معافی کی کیسی آسان تدبیر بتا دی گئی ہے کہ ہم اگر اس پر عمل کریں یعنی نماز باجماعت کی پابندی کریں تو ان گناہوں سے پاک وصاف ہو جائیں گے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کے پاس بیٹھا کرو، جو شخص ان کے ساتھ نشست وبرخاست رکھے گا وہ نقصان میں نہیں رہے گا۔ ابو ہریرہ! (رضی اللہ عنہ) اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے جسم کو تمام آلائشوں سے پاک رکھو اور تمام برائیوں سے محفوظ رہو تو نماز باجماعت کبھی ترک نہ کرو، وہ اس لئے کہ جو شخص بھی

جماعت کی پابندی کرے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اسے دنیا وآخرت دونوں کی نعمت اور بزرگی عطا فرمائے گا۔

فقیہ ابواللیث فرماتے ہیں جو شخص ہمیشہ جماعت سے پنج وقتہ نماز ادا کرتا رہے گا اسے اللہ تعالیٰ پانچ نعمتیں عطا فرمائے گا:

۱- تنگی اس سے اٹھالی جائے گی۔
۲- وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔
۳- نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔
۴- وہ پل صراط سے تیز پرندے کی طرح گزر جائے گا۔
۵- وہ جنت میں بلاحساب داخل ہوگا۔

ان تمام ہدایات کا خلاصہ یہ ہے کہ جب نمازیوں کے ساتھ نماز پڑھی جائے گی تو لازماً ہم میں محبت وہمدردی پیدا ہوگی، اخوت اسلامیہ کا جذبہ بڑھے گا، دل حسد وکینہ سے پاک ہوں گے، خلوص وایثار بڑھے گا، اجتماعی قوتوں میں جان آئے گی اور تمام صغیرہ گناہ معاف ہوں گے اور اگر سرے سے مسجد میں قدم ہی نہ رکھا جائے تو ان اوصاف حمیدہ اور فوائد وبرکات میں سے کوئی چیز بھی حاصل نہ ہوگی اور سراسر نقصان ہوگا۔ کتنا بدبخت اور نادان ہے وہ مسلمان جو باوجود اتنے فضائل اور اتنی مہتم بالشان ذاتی وملی فوائد رکھنے والی چیز کو اپنی غفلت اور سستی سے ترک کردے اور نقصان میں پڑا رہے اس کی بدبختیوں، محرومیوں اور غداریوں کو کن الفاظ میں واضح کیا جائے؟ اور ان کی حالت پر کس طرح ماتم کیا جائے؟ مسلمانو! اللہ کیلئے اب بھی ہوش میں آؤ اب بھی خواب غفلت سے بیدار ہو، اب بھی سمجھو! اپنی مسجدوں کو آباد کرو، نمازیں پڑھو، جماعت کی پابندی کرو اور دونوں جہاں کی روسیاہی نہ خریدو۔

امامت کا بیان

امامت کے معنی سرداری کے ہیں۔ اور امام کسی قوم کے پیشوا کو کہتے ہیں۔ (نماز میں مقتدیوں کی چند شرائط کے ساتھ امامت کرنا) یہاں اس امامت کا بیان کرنا مقصود ہے۔ امامت اذان سے افضل ہے۔

امامت کی شرائط

(۱) اسلام (۲) بلوغت (۳) عقل

(۴) مرد (۵) قرأت کا غلطیوں سے مبرّا ہونا

کافر، نابالغ لڑکے، نشہ میں مست انسان اور عورت کی امامت صحیح نہیں۔ اسی طرح جو ہمیشہ صاحب عذر رہتا ہے، مثلاً پیشاب کے قطرے کا مرض یا نکسیر کا مرض یا کوئی ایسا مرض کہ جس کی وجہ سے پاک نہ رہ سکتا ہو تو اس کی امامت بھی صحیح نہیں۔

امامت کا مستحق کون ہے؟

امامت کے لائق وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ عالم وفقیہ اور نماز کے مسائل زیادہ جاننے والا ہے۔ اس کے بعد وہ شخص جو عمر میں زیادہ ہو۔

بہر حال امام ایسا ہونا چاہئے جو زیادہ متقی ہو یعنی ظاہر گناہوں پر مطعون ہونے سے بچا ہوا ہو اور قرأت مسنونہ سے بھی اچھی طرح واقف ہو۔ اگر اس بات میں دو آدمی برابر ہوں تو جو قاری ہو یعنی فن تجوید وقرأت سے واقف ہو اسے امام بنایا جائے۔ اگر ان تمام باتوں میں بھی دو آدمی مشترک ہوں اور ایک جیسے ہوں تو جو صاحب ورع ہو یعنی مشتبہ

گناہوں سے بچتا ہو، اس کو امام بنایا جائے۔ اس کے بعد زیادہ عمر کا لحاظ کیا جائے گا۔ اگر ان تمام باتوں میں کچھ آدمی برابر کے شریک ہوں تو پھر ان میں سے خوش اخلاق آدمی کو زیادہ ترجیح وفضیلت دی جائے گی۔ اس کے بعد خوبصورت اور وجیہہ آدمی کو قابلِ ترجیح سمجھا جائے گا۔ اس میں بھی مساوات ہو تو سب سے زیادہ شریف النفس کو اولیٰ سمجھا جائے اور سید کی امامت افضل مانی جائے گی۔ اس کے بعد سب سے زیادہ خوش آواز کو مقدم رکھا جائے گا۔ بہر حال مطلب یہ ہے کہ امام ایسا شخص ہونا چاہئے جو علم وتقویٰ اور اخلاق حمیدہ سے زیادہ آراستہ ہو۔ قرأت سے اچھی طرح واقف ہو۔ نماز کے تمام مسائل جانتا ہو اور صحیح الاعضا وتندرست ہو۔

امام کی اہلیت

مسلمانوں کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ ان کی جماعتی زندگی اور ترقی وکامیابی کا راز انتخاب امام، اور اتحاد میں پوشیدہ ہے۔ جس کا عملی سبق انہیں پنج وقتہ نمازوں میں ملتا ہے۔ اگر مسلمانوں نے آج تک امامت اور نماز باجماعت کی حقیقت کو نہیں سمجھا تو آج سمجھ لیں کہ ان کا اصل مقصد یہی ہے کہ امامت کیلئے لازمی اور ضروری ہے کہ مسلمانوں کا امام اعلیٰ درجے کا متقی پرہیزگار، عالم، اور وجیہہ ہو اور اس کی امامت کو دل سے قبول کرتے ہوں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِی اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَةٌ لَا تُقْبَلُ مِنْهُمْ صَلٰوتُهُمْ مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ وَرَجُلٌ وَاَتَى الصَّلٰوةَ دِبَارًا وَّ الدِّبَارُ اَنْ يَّاْتِيَهَا بَعْدَ اَنْ تَفُوْتَهٗ وَرَجُلٌ اِعْتَبَدَ مُحَرَّرَةً۔

(رواہ ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ المصابیح باب الامامت)

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین اشخاص ایسے ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی (یعنی انہیں نماز کا ثواب نہیں ملتا) ایک وہ شخص جو کسی قوم کا امام ہو اور قوم اس سے خوش نہ ہو۔ دوسرا وہ شخص جو نماز میں پیچھے آئے اور پیچھے آنے کا مطلب یہ ہے کہ نمازوں کا (مستحب) وقت نکل جانے کے بعد آئے اور تیسرا وہ شخص جو آزاد کو غلام سمجھے۔

مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ امامت کیلئے بہترین شخص کا انتخاب ہونا چاہئے۔ جو لوگوں میں اپنے علم و عمل کے لحاظ سے ممتاز و نمایاں ہو اور انتخاب کے بعد سچے دل سے اس کی اتباع کرنی چاہئے۔ امامت کا فائدہ اور نتیجہ اسی وقت مرتب ہو سکتا ہے جبکہ یہ دونوں باتیں پائی جائیں۔

جماعت کے احکام و مسائل

فرض نمازوں میں جماعت سے نماز پڑھنی واجب ہے۔ بلا عذر جماعت ترک کرنے والا گنہگار ہے اور نماز کی اقتداء کی شرائط حسب ذیل ہیں:

۱- مقتدی اقتداء کی نیت کرے۔

۲- مقتدی اور امام کی جگہ ایک ہو۔

۳- مقتدی اور امام کی نماز ایک ہو۔

۴- مقتدی کے گمان میں امام کی نماز صحیح ہو۔

۵- امام سے مقتدی کے پاؤں کی ایڑیاں آگے نکلی ہوئی نہ ہوں۔

۶- مقتدی یہ جان رہا ہو کہ امام اب رکوع میں گیا، اب سجدے میں گیا، اب کھڑا ہوا اور اب بیٹھا۔ مطلب یہ کہ مقتدی کو امام کی حرکات وسکنات سے آگاہ ہونا شرط ہے۔ اب یہ باتیں خواہ امام کو دیکھ کر جانے یا سن کر یا دوسروں کو دیکھ کر۔ مقصود تو امام کی حرکات وسکنات کو جاننا ہے، وہ خواہ کس طرح ہو۔

۷- مقتدی امام کی حالت جانتا ہو کہ امام مقیم ہے یا مسافر؟ خواہ یہ علم نماز سے پہلے ہو خواہ بعد میں ہو جائے۔

۸- تمام ارکان میں امام کی اقتداء کرے۔

۹- مقتدی بہ نسبت امام کے نماز کے ارکان وشرائط کی بجا آوری میں کمتر ہے یعنی اگر امام رکوع وسجود کرے اور مقتدی بھی رکوع وسجود کرے تو اقتداء صحیح ہے یا امام رکوع وسجود کرتا ہو اور مقتدی کسی عذر کی وجہ سے رکوع وسجود اشارے سے کرے تب بھی اقتداء صحیح ہے یا امام ومقتدی دونوں معذور ہوں دونوں اشارے کرتے ہوں اگر امام اشارے سے رکوع وسجود کرتا ہو اور مقتدی رکوع وسجود کرتا ہو تو اقتداء صحیح نہیں۔ (شامی)

جماعت سے متعلق مختلف مسائل

فرض نماز میں امام کے علاوہ دو آدمی ہوں اور نماز جمعہ میں امام کے علاوہ تین آدمی ہوں تو جماعت کا حکم ہے یعنی جماعت کا نصاب دو مقتدی اور ایک امام ہیں خواہ دو مقتدیوں میں ایک سمجھ دار لڑکا ہی کیوں نہ ہو۔ اس صورت میں بھی جماعت ترک کرنے کا

حکم نہیں ہے (شامی) جماعت جس طرح مساجد میں ہوتی ہے، اسی طرح گھروں میں، دوکانوں میں اور جنگل میں بھی ہو جاتی ہے۔ رہا مسجد کی جماعت کا ثواب تو وہ مسجد ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔ گھروں اور جنگلوں میں وہ ثواب نہیں مل سکتا، چنانچہ محلے کی مسجد میں گھر کی نماز سے پچیس گنا زیادہ ثواب ہے۔ جامع مسجد میں محلے کی مسجد سے پانچ سو نمازوں سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔ بیت المقدس کی مسجد میں پانچ ہزار نمازوں کا زیادہ ثواب ملتا ہے۔ مدینہ منورہ کی مسجد میں پچاس ہزار کا ثواب ملتا ہے اور مکہ معظمہ میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

اگر محلے کی مسجد میں جماعت ہو تو محلہ داروں کیلئے محلے کی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں جا کر نماز پڑھنی درست نہیں خواہ وہ جامع مسجد ہی کیوں نہ ہو کیونکہ محلہ داروں پر اسی مسجد کا حق ہے جو ان کے محلے میں ہے۔ لہٰذا اس مسجد میں اذان کہہ کر تنہا نماز پڑھ لینی چاہیے تا کہ مسجد آباد رہے۔ اس مسجد میں تنہا نماز پڑھنا دوسری مسجدوں میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے ان کے حق میں افضل ہے۔ (درمختار)

مرد اور عورت کی نماز میں ۲۲ باتوں کا فرق

	عورت	مرد
۱	تکبیر تحریمہ کے وقت کاندھوں تک ہاتھ اٹھائے۔	کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھائے۔
۲	آستینوں یا دوپٹے کے اندر سے ہاتھ باہر نہ نکالے۔	ہاتھ کھلے رکھے مگر کہنیاں نہ کھلی ہوں۔
۳	دائیں ہتھیلی ہاتھ کی پشت پر رکھے اور انگلیاں ملی رکھے۔	دائیں ہتھیلی بائیں کلائی پر رکھے اور انگوٹھے اور چھنگلیا سے بائیں کلائی پکڑے۔
۴	سینہ پر ہاتھ باندھے نظر سجدہ کی جگہ رکھے۔	ناف کے نیچے ہاتھ باندھے نظر سجدہ کی جگہ رکھے۔
۵	رکوع میں صرف اتنا جھکے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں پیٹھ سیدھی نہ کریں۔	رکوع میں اتنا جھکے کہ پیٹھ بالکل سیدھی رہے۔ سر پیٹھ کے برابر، نہ اونچا نہ نیچا۔
۶	رکوع میں ہاتھوں میں سہارا نہ دے۔	ہاتھوں پر زور دے کر رکوع کرے۔
۷	رکوع میں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر رکھے۔	ہاتھوں کی انگلیاں پھیلی ہوئی رکھے۔
۸	رکوع میں گھٹنوں پر صرف ہاتھ رکھ لے زور سے نہ پکڑے اور نظر دونوں پاؤں کی پشت پر رکھے۔	رکوع میں گھٹنوں کو زور سے پکڑے اور نظر دونوں پاؤں کی پشت پر رکھے۔

۹	رکوع میں گھٹنوں کو جھکالے۔	رکوع میں گھٹنوں کو خوب سیدھا کرے۔
۱۰	رکوع میں سمٹی رہے۔	رکوع میں کشادہ رہے۔
۱۱	سجدہ میں بغلیں سمٹی رکھے اور پاؤں باہر نکال کر بازو کروٹوں سے اور پیٹ ران سے اور ران پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے ملائے رکھے۔	مرد سجدہ میں دونوں پاؤں کی انگلیوں پر اتنا زور دے کہ انگلیاں ٹیڑھی ہو کر قبلہ رخ ہو جائیں اور ہر حصہ بدن کو کشادہ رکھے۔
۱۲	سجدہ میں دونوں ہاتھ کہنیوں تک بچھا دے۔	سجدہ میں ہتھیلیاں زمین پر بچھی ہوں بغلیں کھلی ہوں۔
۱۳	قعدہ میں دونوں پاؤں باہر نکال کر سرین پر بیٹھے۔	قعدہ میں دایاں پاؤں کھڑا اور بایاں بچھا کر بیٹھے۔
۱۴	قعدہ اور جلسہ میں ہاتھوں کی انگلیاں ملی رکھیں۔	قعدہ اور جلسہ میں ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ رکھیں۔
۱۵	عورت کی نماز کے سامنے سے اگر کوئی گزرے تو ہاتھ پر ہاتھ مارے۔	مرد زبان سے سبحان اللہ کہے۔
۱۶	عورت مرد کی امامت نہیں کر سکتی۔	مرد عورت کی امامت کر سکتا ہے۔
۱۷	عورت کی جماعت مکروہ تحریمی ہے۔	مرد کو جماعت سنت موکدہ قریب واجب ہے۔
۱۸	اگر پھر بھی امامت کرے تو امام عورت بیچ میں کھڑی ہو۔	امام مرد صف کے آگے کھڑا ہو۔

۱۹	جمعہ وعیدین کی نماز نہیں۔	مرد پر جمعہ وعیدین کی نماز واجب ہیں۔
۲۰	عورت کے لئے فجر کی نماز اندھیرے میں مستحب ہے۔	مرد کے لئے اجالا ہونے کے بعد۔
۲۱	ایام تشریق میں تکبیریں نہیں۔	مردوں پر واجب ہیں۔
۲۲	نماز جنازہ میں عورت کی حاضری نہیں ہوتی۔	مرد کے لیے نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔

باب نمبر 5

میت کے غسل کا بیان

آقا کریم ﷺ کی سنت یہ ہے کہ پانی میں بیری کے پتوں کو جوش دیا جائے۔ اگر بیری کے پتے نہ مل سکیں تو خالص پانی ہی کافی ہے اور گرم پانی سے غسل دینا افضل ہے۔ عام طور پر دستور یہ ہے کہ مردہ کو بیری کے پتوں کو جوش دیئے ہوئے پانی سے نہلایا جاتا ہے کوتاہ نظر اور حقیقت سے ناواقفیت بنئے خیال کے لوگ اس بات پر ہنستے ہیں کہ بھلا اس میں رکیا حکمت ہے؟ جس طرح صابن سے بدن کا میل کٹتا ہے اور بدن صاف ہو جاتا ہے اسی طرح بیری کے پتے بھی میل کو کاٹتے ہیں اور بدن کو صاف کرتے ہیں۔ بیری کے پتے چونکہ آسانی سے مل جاتے ہیں؟ ان پر کچھ خرچ بھی نہیں ہوتا۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ کی لطافت ونظافت پسندی اور عقل جہاں نے بیری کے پتوں کو تجویز کیا۔ عقل اور سمجھ والوں کو شریعت کی اس آسانی، بالغ نظری اور صفائی کی داد دینی چاہئے۔ اب کافور کو کافور سب جانتے ہیں کہ کافور مواد وغیرہ کا دبانے والا ہے چونکہ میت میں ایک قسم کا تعفن پیدا ہو جاتا ہے۔ اسلئے حضور ﷺ نے کامل حکمت کے ساتھ کافور کا استعمال ضروری قرار دیا تاکہ میت کو کچھ دیر کیلئے تعفن سے محفوظ رکھا جائے۔

غسل کے مسائل:

شوہر اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا کیونکہ عورت کے مرنے کے بعد اس کے شوہر کا اس سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ ہاں عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے کیونکہ ایام عدت ختم ہونے تک اس کا تعلق شوہر کے ساتھ رہتا ہے۔

(1) جو بچہ مردہ پیدا ہو یا اس کے اعضاء ناتمام ہوں اور ساقط ہو جائے اس

کو بھی غسل دینا چاہئے۔

(2) مردہ کے بال اور ناخن تراشنا جائز نہیں۔ خواہ کسی جگہ کے بال ہوں۔ مگر اس کی ممانعت کے باوجود اگر تراشے جائیں یا ٹوٹا ہوا ناخن علیحدہ کیا جائے تو مردہ کے کفن میں ہی ان چیزوں کو رکھ دینا چاہئے۔

(3) اگر کوئی شخص ڈوب کر مرجائے تو روئی رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ مگر پیشاب و پاخانہ کے مقام پر نہ رکھی جائے۔

(4) اگر کوئی شخص ڈوب کر مرجائے تو اس کو بھی غسل دینا چاہئے۔ لیکن اگر پانی سے نکالتے وقت اسے غسل کی نیت سے ہچکولے دے لئے ہوں تو پھر دوبارہ غسل دینے کی ضرورت نہیں۔

(5) اگر کوئی مردہ بہت زیادہ سڑ گیا ہو یہاں تک کہ اس کو ہاتھ لگانا بھی دشوار ہو تو اس پر صرف پانی بہا دینا کافی ہے۔

(6) اگر کسی کی نصف سے زیادہ لاش سر سمیت ملے تو اسے بھی غسل دینا چاہئے اور اگر نصف لاش سر کے بغیر ملے تو نہ غسل دیا جائے اور نہ اس پر نماز پڑھی جائے بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔

(7) اگر کوئی شخص بحری جہاز میں مرجائے تو اس کو بھی غسل و کفن دے کر اور کچھ وزنی چیز باندھ کر دریا میں ڈال دینا چاہئے۔

غسل دینے والا اجنبی ہونا چاہئے نہ حیض اور نہ نفاس والی عورت۔ اگر یہ غسل دیں تو مکروہ ہے۔ بے وضو غسل دینے میں کوئی کراہت نہیں۔

اگر کوئی شخص مردے کا کوئی عیب یا عذاب یا علامت دیکھے۔ مثلاً مردے کا منہ سیاہ ہو جائے یا اس سے بدبو آنے لگے یا اس کا جنازہ بھاری پڑ جائے تو اس کا دوسروں سے ذکر نہ کرنا چاہئے کیونکہ اس سے ایک مسلمان بھائی کی پردہ دری اور اس کی توہین ہوتی ہے۔ حالانکہ اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرنا چاہئے۔ ہاں اگر مردہ، بدعقیدہ ہو یا شراب خور یا زانی ہو

تو اس کی حالت ظاہر کر دینی جائز ہے تا کہ دوسرے مسلمانوں کو عبرت ہو اور ان کے دلوں میں اصلاح حال کی تحریک ہو اور اگر مردے کی کوئی اچھی بات نظر آئے مثلاً چہرے پر نور چمکنے لگے اور قبر سے خوشبو آنے لگے تو اس کا ذکر کرنا مستحب ہے۔

کفن کا بیان:

میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے۔ یعنی ایک شخص کے کفن دینے سے سب کے ذمے سے فرض ساقط ہو جاتا ہے اور اگر کوئی بھی نہ دے تو سب کے سب ترک فرض کی وجہ سے گناہگار ہوں گے۔

مسئلہ: اگر کسی محلہ میں کوئی شخص مر جائے اور محلہ والوں میں اتنی استطاعت نہ ہو کہ وہ اس کو کفن دے سکیں تو اس کو مسلمانوں کے بیت المال میں سے کفن دینا چاہئے۔ اگر بیت المال نہ ہو تو عام مسلمان چندہ کر کے کفن دیں۔ اگر کفن دینے کے بعد کچھ رقم بچ رہے تو وہ اس شخص کو واپس دے دینی چاہئے جس سے چندہ لیا گیا ہے یا کسی اور محتاج کے کفن میں صرف کر دینی چاہئے اور اگر ان صورتوں میں کسی صورت میں بھی کفن میسر نہ آئے تو گھاس میں جنازہ کو لپیٹ کر دفن کر دینا چاہئے۔

کم از کم اتنا کفن دینا ضروری ہے جس کو جنازے کے چاروں طرف لپیٹنا ممکن ہو یا جس قدر بھی میسر آ سکے، اسی قدر دے دے۔ اگر پورا کفن میسر نہ آئے اور مردہ کے بدن کا کوئی حصہ کھلا رہے تو اس حصے کو گھاس سے چھپا دینا چاہئے۔

کفن کفایہ مرد کے دو کپڑے ہیں۔ (۱) کفنی اور (۲) لپیٹنے کی چادر۔ صرف یہ دو کپڑے کافی ہیں اور عورت کے لئے تین کپڑے کافی ہیں۔ (۱) کفنی (۲) اوڑھنی اور (۳) چادر۔ الغرض مرد کے لئے کفن کفایہ دو اور عورت کے لئے تین کپڑے ہیں۔

مرد اور عورت کے کفن کا فرق یہ ہے کہ مرد کی کفنی کا گریبان شانوں کی طرف ہونا

چاہئے اور عورت کی کفنی کا گریبان سینہ کی طرف ہونا چاہئے۔ مسنون کفن مرد کے لئے تین کپڑے ہیں۔(۱) تہبند، سر سے پاؤں تک (۲) کفنی، گردن سے پاؤں تک (۳) چادر، سر سے پاؤں تک۔

عورت کے لئے پانچ کپڑے مسنون ہیں۔ تین کپڑے تو یہی جن کا اوپر بیان ہوا اور دو کپڑے زائد ہیں۔(۱) اوڑھنی تقریباً دو گز کی (۲) سینہ بند جو چھاتی سے رانوں تک۔

نابالغ بچوں کو بالغ کی طرح کفن دینا چاہئے۔ ورنہ بچوں کے کفن کے لئے دو کپڑے یا ایک ہی کپڑا کافی ہے۔

کفن بالعموم سفید رنگ کا ہونا چاہئے۔ جو کپڑا مردے کی حالت زندگی میں پہننا درست ہے۔ اس کا کفن بھی جائز ہے۔ مگر مرد و عورت سب کے لئے سفید ہونا ہی بہتر ہے اور افضل ہے۔

کفن پہنانے کا طریقہ:

سب سے پہلے کپڑوں کو خوشبو سے معطر کر کے پوٹ کی چادر بچھا کر اس پر تہبند کی چادر بچھا دی جائے اس کے بعد قمیض یعنی کفن جس کا گریبان چاک ہو پہنا کر لٹا دیں، پھر اس کا بایاں پلہ لپیٹ کر دایاں پلہ لپیٹا جائے۔ آخر میں پوٹ کی چادر کو اول بائیں جانب پھر دائیں جانب لپیٹا جائے۔ یہ مردوں کو کفن پہنانے کا طریقہ ہے۔

عورتوں کو کفن پہنانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے پوٹ کی چادر بچھا کر اس پر تہبند کی چادر بچھا دی جائے۔ پھر قمیص پہنائی جائے لیکن قمیص کا گریبان سینے پر رہنا چاہیے اس کے بعد اس کے بالوں کے دو حصے کر کے دائیں بائیں سینے پر کفن کے اوپر رکھ دیئے جائیں۔ پھر اوڑھنی اڑھائی جائے۔ اس کے بعد تہبند کی چادر اور پوٹ کی چادر مذکورہ بالا طریقے سے لپیٹ دی جائے۔

نماز جنازہ کا بیان

مسلمان کو غسل دینا، اس کی تجہیز و تکفین کرنی اور اس کی نماز پڑھنی فرض کفایہ ہیں۔ یعنی اگر ایک، دو یا چند لوگ یہ ادا کر لیں گے تو باقی سب مسلمانوں پر سے یہ فرض ساقط ہو جائے گا۔ ورنہ سب کے سب محلہ و گاؤں والے گنہگار ہوں گے۔ اگر ایک مسلمان بھی جنازے کی نماز پڑھ لے گا تو سب کے سب سے یہ فرض ساقط ہو جائے گا۔ نماز جنازہ کی حقیقت کیا ہے؟ صرف دعا اور درود و تسبیح۔ نماز جنازہ نماز اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے ورنہ اس میں قعدہ ہے نہ رکوع، صرف قیام ہی قیام ہے۔

شرائط

نماز جنازہ کی صرف تین شرائط ہیں:

(۱) میت کا مسلمان ہونا۔ (۲) اس کا پاک صاف ہونا۔

(۳) جنازے کا سامنے موجود ہونا۔

جنازہ کی نماز ہر اس مسلمان کی پڑھنی چاہئے جو پیدا ہونے کے بعد مرے خواہ بچہ ہو یا مرد یا عورت، یا آزاد ہو یا غلام، متقی ہو یا فاسق و فاجر، نمازی ہو یا بے نماز۔ الغرض جو شخص بھی لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا قائل ہو اور مسلمان کہلاتا ہو۔ اس کے جنازے کی نماز لازمی ہے۔ اگر کسی مسلمان کو بغیر غسل و نماز کے دفن کر دیا گیا تو تین دن کے اندر اندر اسکی قبر پر نماز پڑھنی چاہئے۔ اگر غسل سے پہلے نماز پڑھ لی گئی تو غسل کے بعد دوبارہ پڑھنی چاہئے۔ کیونکہ میت کا غسل میت کی نماز کیلئے ضروری ہے یعنی غسل دینا لازم ہے۔ (عالمگیری) امام ابو حنیفہ کے نزدیک میت کا سامنے موجود ہونا نماز جنازہ کے لئے شرط ہے۔

نماز جنازہ کے ارکان وفرائض:

نماز جنازہ کے صرف دو رکن ہیں:

(۱) قیام۔ اگر کوئی شخص بلا عذر شرعی بیٹھ کر نماز جنازہ پڑھے گا تو نماز نہیں ہوگی۔

(۲) چار تکبیریں چار رکعتوں کی قائم مقام ہیں۔ نماز جنازہ میں واجب صرف ایک ہے اور وہ ہے میت کے لئے دعا باقی سنتیں دو ہیں۔

(۱) ثناء وتسبیح (۲) درود شریف

نماز جنازہ کی شرائط میں اوپر جن امور کا ذکر ہوا ہے۔ ان کو پھر اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے۔

(۱) میت کا مسلمان ہونا۔

(۲) میت کا حقیقی اور حکمی نجاست سے پاک ہونا۔

(۳) ستر عورت۔

(۴) استقبال قبلہ۔

(۵) میت کا سامنے موجود ہونا۔

(۶) میت کا زمین پر رکھا ہونا۔

نماز جنازہ کا طریقہ:

امام میت کے سینے کے مقابل کھڑا ہو کر نیت کرے اس کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھ لے۔ مقتدی تکبیر آہستہ کہیں۔ تکبیر کے بعد امام اور مقتدی دونوں یہ ثناء پڑھیں:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔ (مشکوۃ باب مایقد بعد التکبیر)

اے اللہ تیرے لئے پاکی ہے، تیرے لئے حمد ہے اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیری اونچی شان ہے اور تیری ثناء عظیم ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

پھر امام بلند آواز سے اور مقتدی آہستہ سے ہاتھ باندھے تکبیر کہیں اور وہ درود شریف پڑھیں جو نماز کے آخری قعدہ میں عام طور پڑھا جاتا ہے۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر بالغ مرد یا عورت کی نماز جنازہ ہو تو یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا۔ اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهِ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ۔

یا اللہ! تو ہمارے زندوں اور مُردوں کو، ہمارے حاضرین کو اور ہمارے غیر حاضر کو اور چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مُردوں کو اور ہماری عورتوں کو بخش دے۔ یا اللہ! تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو موت دے، اس کو ایمان پر موت دے۔

اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا۔

اے اللہ! اس لڑکے کو ہمارے لئے پیش رو بنا اور اس کو ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ بنا اور اس کو ہمارے لئے سفارش کرنے والا اور سفارش قبول کیا گیا بنا۔

نابالغ لڑکی کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً۔

اے اللہ! اس لڑکی کو ہمارے لئے پیش رو بنا اور اس کو ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ بنا اور اس کو ہمارے لئے سفارش کرنے والی اور سفارش قبول کی گئی بنا۔

اگر کسی کو ان دعاؤں میں سے کوئی دعا یاد نہ ہو تو یہ دعا پڑھ لینی چاہئے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِلْوَالِدَیْنِ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

اے ہمارے اللہ: ہمیں بخش دے اور ہمارے والدین کو اور مومن مرد و عورتوں کو بخش دے۔

اگر یہ دعا بھی یاد نہ ہو تو جو بھی دعا یاد ہو پڑھ سکتا ہے۔ (عالمگیری)

اس کے معنی یہ نہیں کہ مذکورہ بالا دعاؤں کو یاد نہ کیا جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر کوشش کے باوجود یہ دعائیں یاد نہ ہوں تو پھر اس آسانی سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

ان دعاؤں سے حسب حال کوئی دعا پڑھ کر تکبیر کہیں اور دائیں بائیں سلام پھیر دیں۔

متفرق مسائل:

نماز جنازہ جوتے اتار کر پڑھنی چاہئے۔ اگر ایک شخص پہلے سے جنازے کی نماز کے وقت موجود نہ تھا اور کسی وجہ سے تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد آیا ہے تو اس صورت میں اسے دوسری تکبیر تک امام کا انتظار کرنا چاہئے۔

امام جب دوسری تکبیر کہہ چکے اس وقت تکبیر کہہ کر یہ بھی شامل ہو جائے اور جس

وقت امام نماز سے فارغ ہو اس وقت فوت شدہ تکبیر تحریمہ کہنا چاہئے یہی حکم دوسری اور تیسری تکبیر نہ ملنے کا ہے اور اگر کوئی شخص چوتھی تکبیر کے ختم ہونے کے بعد آیا ہو تو وہ فوراً جماعت میں شامل ہو جائے اور جب تک لوگ جنازہ کو اٹھائیں تب تک یہ فوت شدہ تکبیریں پوری کرے اور دعائیں ترک کر دے۔ (عالمگیری)

اگر امام دوسری یا تیسری تکبیر کے بعد بھولے سے سلام پھر دے تو نماز جنازہ پوری ہو گئی۔ اس سہو سے نماز میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ اگر بہت سے جنازے حاضر ہوں تو اختیار ہے، چاہے ہر میت کی نماز جنازہ علیحدہ علیحدہ پڑھیں اور اگر چاہئے تو ایک ہی نماز پڑھ لیں۔ اگر بہت سے جنازے آجائیں تو ترتیب وار رکھے جائیں۔ خواہ طول میں اس طرح رکھے جائیں کہ ایک کے سر کی طرف دوسرے کے پاؤں ہوں یا یکے بعد دیگرے قبلہ کی طرف رکھے جائیں مگر امام کے سامنے سب سے اول مرد کا جنازہ ہو۔ اگر سب مرد ہوں تو جو شخص حالت زندگی میں سب سے نیک اور صالح رہا ہو۔ اس کا جنازہ امام کے روبرو ہونا چاہئے۔

مسجدوں میں نماز جنازہ مکروہ ہے:

اگر مسجدوں میں نماز جنازہ ادا کر لی جائے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز جنازہ ہو جائے گی مگر بلا ضرورت مکروہ ہو گی۔ اس سے متعلق صحابہ رضوان اللہ علیہم کے دو قول ہیں۔ بعض فقہاء کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے اور بعضوں کے نزدیک مکروہ تنزیہی۔ ابن الہمام نے قول ثانی کو ترجیح دی ہے۔ اس کراہت کی دلیل دیکھئے۔ سنن ابی داؤد اور ابن ماجہ میں ہے:

مَنْ صَلَّی عَلٰی مَیِّتٍ فِی الْمَسْجِدِ فَلَا شَیْءَ لَہٗ۔

جس نے میت پر مسجد میں نماز پڑھی، اس کو نماز کا کچھ بھی ثواب نہیں ملے گا۔

شمس الدین ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ زاد المعاد فی یدی خیر العباد میں تحریر کرتے ہیں:

لَمْ یَکُنْ مِنْ هَدْیِهٖ الرَّاتِبِ الصَّلٰوةِ عَلَیْهِ فِی الْمَسْجِدِ وَاَمَّا کَانَ یُصَلِّیْ عَلَی الْجَنَازَةِ خَارِجَ الْمَسْجِدِ۔

آنحضرت ﷺ کا میت پر مسجد میں جنازہ پڑھنے کا طریقہ نہیں تھا۔ آنحضرت ﷺ جنازے کی نماز مسجد سے باہر پڑھا کرتے تھے۔

میت کو قبرستان میں لے جانے کا بیان:

جو شخص میت کو چارپائی پر رکھے یا اسے زمین سے اٹھائے، اسے چاہئے کہ بسم اللہ کہے پھر جنازہ کے اٹھانے میں دو چیزیں سنت ہیں، اصل سنت یہ ہے کہ چارپائی کے چاروں پایوں کو چار آدمی پکڑ کر دس دس قدم چلیں اور کمال سنت یہ ہے کہ اٹھانے والا اول مردہ کے سرہانے کے دائیں پائے کو پکڑے اور اپنے بائیں کندھے پر رکھے پھر دوسرا آدمی پائنتی کے دائیں پائے کو اٹھا کر کندھے پر رکھے پھر تیسرا آدمی مردے کے سرہانے کے بائیں پائے کو اپنے داہنے کندھے پر رکھے پھر آخر میں پائنتی کو بائیں کندھے پر رکھے۔

جنازہ کو قبر میں اتارنے کا طریقہ:

جنازہ کو قبر میں اتارنے والے نمازی، پرہیز گار اور قوی آدمی ہوں۔ عورت کو اتارنے والے اس کے محارم ہونے چاہئیں غیروں کو اجازت نہیں ہے کہ وہ دفن کے وقت شرکت کریں۔ اگر محارم نہ ہوں تو پھر رشتہ دار اور رشتہ دار بھی نہ ہوں تو ان سے نزدیک رشتہ دار اس خدمت کو انجام دیں، آوارہ گرد اور فاسق و فاجر لوگوں کو ہاتھ لگانے کا حکم نہیں۔

مردہ کو قبر میں رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب مردہ کو قبر میں اتار دیں تو دائیں کروٹ پر قبلہ رخ لٹائیں اور اس وقت دونوں گرہیں کھول دیں، کچی اینٹیں بغلی قبر کے منہ

پر لگا دیں اور ڈھیلوں وغیرہ سے ان کی درزیں بند کر دیں۔ جب اس طرح قبر کا اندرونی حصہ مکمل ہو جائے تو پھر وہی قبر سے نکلی ہوئی مٹی ڈال دیں۔ اس سے زیادہ مٹی ڈالنی مکروہ ہے اور سادی قبر ہو تو دائیں کروٹ سے قبلہ رخ مردہ کو رکھ کر تینوں گرہیں کھول کر تختے دے دیئے جائیں اور ڈھیلوں وغیرہ سے درزیں بند کر کے مٹی ڈال دی جائے۔

بعض لوگ صرف منہ کی بندش کھولتے ہیں اور بندشیں باقی رکھتے ہیں یہ غلط طریقہ ہے۔ تمام بندشیں کھولنی چاہئیں۔ جب قبر میں مردہ کو اتارنے لگیں تو اتارنے والا اور دوسرے لوگ کہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ — اس کو رکھتا ہوں اللہ کے نام سے، رسول اللہ ﷺ کے دین پر۔

(مشکوۃ باب دفن المیت)

اگر میت عورت ہے تو اس وقت تک پردہ رکھیں جب تک اندر نہ اتاری دی جائے اور قبر پر مٹی ڈالنے لگیں تو ہر مٹی ڈالنے والا پہلی بار مٹی ڈالتے وقت کہے:

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ

اور ایک لپ بھر مٹی ڈال دے، دوسری بار مٹی ڈالتے وقت کہے:

وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ

اور تیسری بار مٹی ڈالتے وقت کہے:

وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى

سر کی طرف سے مٹی ڈالنی مستحب ہے اس کے بعد قبر بنا دی جائے۔

باب نمبر 6

نفل نمازوں کا بیان

نوافل بے شمار ہیں مگر نوافل میں سے جو مشہور اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں وہ بیان کیے جاتے ہیں۔ حق تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

تحیۃ المسجد:

جو شخص مسجد میں داخل ہو، اسے دو رکعت نماز نفل پڑھنا ہے۔ اس کے متعلق جناب ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسجد میں داخل ہو، اسے چاہیے کہ کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعات نماز نفل پڑھ لے۔ ان دو رکعات کا نام تحیۃ المسجد ہے۔ (مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین)

اگر کوئی شخص ایسے وقت میں داخل ہو جس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے مثلاً طلوع فجر کے بعد یا عصر کی نماز کے بعد تو اسے چاہیے کہ وہ تحیۃ المسجد نہ پڑھے بلکہ تسبیح وتقدیس میں مشغول ہو جائے۔ یہی مشغولیت تحیۃ المسجد کی قائم مقام ہوگی اور حق مسجد ادا ہو جائے گا۔

اگر کسی نے فرض یا سنت یا اور کوئی نماز مسجد میں آ کر پڑھی تو اب تحیۃ المسجد کی ضرورت باقی نہ رہی۔ دن میں صرف ایک مرتبہ تحیۃ المسجد کافی ہے، ہر دفعہ ضرورت نہیں۔

اگر کوئی بے وضو مسجد میں داخل ہو یا کوئی اور وجہ ہے جس کے تحت تحیۃ المسجد نہیں پڑھ سکتا تو اسے چاہیے کہ چار مرتبہ (سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ) کہہ لے، یہ تسبیح وتکبیر تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہے۔

نماز تحیۃ المسجد کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں میں عبادت کا ذوق وشوق پیدا ہو اور صدق واخلاص کے ساتھ نماز کی طرف راغب ہو۔

تحیۃ الوضو:

وضو کے بعد اعضاء خشک ہونے سے پہلے دو رکعات نماز نفل پڑھنا ہے، اسے نماز تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔ جناب عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعات نماز پڑھے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

(مشکوۃ کتاب الطہارہ)

نماز اشراق:

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی اور وہ آفتاب بلند ہونے تک وہیں بیٹھا رہا۔ تسبیح و تقدیس بیان کرتا رہا اس کے بعد اس نے دو رکعتیں پڑھیں تو اسے پورے حج و عمرہ کا ثواب ملے گا۔ (مشکوۃ باب الذکر بعد الصلوۃ)

ان دو رکعات کو نماز اشراق کہتے ہیں۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بچپن سے نماز اشراق کا شوق تھا، میرا معمول تھا کہ میں نماز فجر سے فارغ ہو کر "لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ" پڑھتا رہتا۔ اس نماز کی برکت سے حق تعالیٰ نے مجھے بے شمار برکتیں عطا فرمائیں۔

نماز اشراق کا وقت طلوع آفتاب سے کچھ دن چڑھنے تک رہتا ہے، بعض چار رکعتیں دو سلاموں سے پڑھتے ہیں۔

نماز چاشت:

نماز چاشت کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال تک ہے۔ اندازے کے

مطابق اس نماز کا وقت ۹ تا ۱۱ بجے کے درمیان سمجھنا چاہیے۔ اس کی بھی ۲ یا ۴ رکعتیں ہیں۔ بعض حدیثوں میں ۶ بھی آئی ہیں اور بعض روایتوں میں بارہ بھی آئی ہیں۔ غرض ۴ سے لے کر ۱۲ تک حد ہے۔ جس کو اللہ جتنی توفیق دے اتنی پڑھ لے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ چاشت کی نماز رزق کو کھینچ لاتی ہے اور فقر کی مصیبت کو دور کر دیتی ہے۔ ایک دوسری جگہ فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو باب الضحیٰ کہتے ہیں، جب قیامت برپا ہوگی تو ایک پکارنے والا پکارے گا کہ چاشت کی نماز پر ہمیشگی کرنے والے کہاں ہیں؟ آؤ اس دروازے سے داخل ہو تم پر اللہ کی رحمت ہو۔

عمرو بن شعیب اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص چاشت کے وقت بارہ رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین دفعہ آیۃ الکرسی اور تین دفعہ سورہ اخلاص پڑھے تو ہر ہر آسمان سے ستر ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں جن کے ہاتھوں میں سفید کاغذ اور نور کے قلم ہوتے ہیں۔ وہ ان قلموں سے ان کاغذوں پر قیامت تک ان کے لیے نیکیاں لکھتے رہتے ہیں، جب قیامت قائم ہوگی تو اس کے پاس فرشتے آئیں گے، فرشتوں کے ہاتھوں میں خلۃ اور ایک عمدہ تحفہ ہوگا، جب سب اکٹھے ہوں گے تو اس شخص کی قبر پر کھڑے ہو کر کہیں گے: اے قبر والے! اللہ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو تجھ پر کوئی خوف اور غم نہیں ہے۔

اوابین کے نوافل

یہ نوافل نماز مغرب کے بعد پڑھے جاتے ہیں، اس کی تعداد بھی چھ ہیں یا حسب توفیق دو، چار، یا جتنے آسانی سے پڑھ لیں۔

نماز تہجد کا بیان

نماز تہجد بہت بڑی فضیلت والی نماز ہے۔ یہ ایک ایسی عبادت ہے جو شادابی روح اور تنویر قلب کی ضامن ہے۔

قرآن پاک میں خاص طور پر اس نماز کی ترغیب دلائی گئی ہے، نیز احادیث سے ثابت ہے کہ یہ نماز قرب الٰہی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے، چنانچہ مسلم نے کتب الصیام میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْمَکْتُوْبَۃِ	نماز فرض کے بعد افضل ترین نماز وسط
اَلصَّلٰوۃُ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ	شب کی نماز ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: تم میں سے جو شخص سوتا ہے، شیطان اس کی گدی پر گرہ لگاتا ہے۔ ہر گرہ میں یہ مضمون باندھتا ہے کہ رات بہت ہے سوتا رہ۔ پس اگر وہ جاگا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، اگر اٹھ کر وضو بھی کر لیا تو دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے، پھر اگر نماز بھی پڑھ لی تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور صبح کو شاداں و فرحاں اٹھتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو بد دل اور کاہل اٹھتا ہے۔ (مشکوۃ باب الحریص علی قیام اللیل، فصل اول)

پھر فرمایا: لوگو! اپنے اوپر رات کو پڑھنا لازم پکڑو، کیونکہ یہ ان لوگوں کا طریقہ ہے جو تم سے پہلے گزرے ہیں، یہ گناہوں سے دور رہنے کا سبب ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کی عبادت اور نماز تہجد اتنی محبوب و مرغوب تھی کہ رات کو حضور صلی الہ علیہ وسلم اتنا قیام کرتے تھے کہ پوچھا گیا: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت الٰہی میں اس قدر مشقت کیوں برداشت کرتے ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں۔'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں اپنے رب کا شکر گزار

بندہ نہ بنوں؟ (مشکوٰۃ التحریص علی قیام اللیل، فصل اول)

پھر فرمایا: اللہ پاک اس شخص پر رحم کرے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے، اپنی بیوی کو جگائے، وہ بھی نماز پڑھے، اگر وہ انکار کرے تو خاوند اس کے منہ پر پانی چھڑکے اور اللہ تعالیٰ اس عورت پر بھی رحم کرے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے۔ اپنے شوہر کو جگائے، وہ بھی نماز پڑھے اور اگر وہ انکار کرے تو عورت اس کے منہ پر پانی چھڑکے۔

(مشکوٰۃ التحریص علی قیام اللیل)

نیز فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر شب آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے یعنی اس کی رحمت خاص رات کو خصوصیت کے ساتھ عبادت گزار بندوں پر نازل ہوتی ہے جس وقت آخر شب کی تہائی رہ جاتی ہے، اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے اور میں اس کو دوں، کون ہے جو مجھ سے گناہوں کی بخشش چاہے اور میں اس کو معاف کردوں؟ اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق اپنے ہاتھ پھیلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کون ہے جو اس ذات کو قرض دے جو نہ مفلس ہے نہ ظالم ہے، وہ صبح تک یوں ہی فرماتے رہتے ہیں۔ (مشکوٰۃ التحریص علی قیام اللیل، فصل اول)

کیسے سعادت مند اور خوش قسمت ہیں وہ اہل ایمان اور اطاعت گزار جو رحمت الٰہی کی اس پکار کو سنتے اور خزانۂ بخشش سے اپنی جھولیاں بھرتے ہیں۔

امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے اشراف کون ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کے اشراف وہ لوگ ہیں جو قرآن کے حامل ہوں۔ (مشکوٰۃ التحریص علی قیام اللیل)

یعنی وہ لوگ جو قرآن حکیم کو سمجھیں، اس پر عمل کریں وہ رات والے لوگ ہیں یعنی

تہجد گزار۔ پھر فرمایا کہ روز قیامت لوگ ایک زمین پر اٹھیں گے اور ایک پکارنے والا پکارے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو بستروں سے علیحدہ رہتے تھے؟ یہ سن کر تہجد گزار اٹھیں گے جو بہت تھوڑے ہوں گے مگر جنت میں بے حساب جائیں گے۔

تمام اکابر اولیاء امت اور علماء کرام نماز تہجد کے ذریعے بڑے بڑے روحانی فیض اور کمالات حاصل کرتے رہے ہیں اور بندگی کی بلندیوں پر پہنچے ہیں۔ اگر اپنے دل کو منور اور روح کو گداز کرنا چاہتے ہو تو تہجد کی نماز لازم کرلو۔ پھر دیکھو قلب پر انوار و تجلیات کی کیسی موسلا دھار بارش ہوتی ہے۔ یاد رکھو! جو شخص رات کے وقت باری تعالیٰ کے حضور تضرع و زاری کرتا اور اس کے جلال سے ہیبت زدہ ہو کر اپنی اصلاح کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ضرور حصہ پاتا ہے۔ اگر زیادہ نہیں تو صرف دو ہی رکعتیں پڑھ لیا کرو۔ یہ وقت دعا کرنے کا ایک زریں موقع ہے۔ اس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر اور اثر ہوتا ہے۔ اس وقت بستر خواب کو چھوڑ کر اٹھنا دل کو دردمندی سے مالا مال کرنا ہے۔ جس کا ایک ایک ذرہ دنیا و مافیہا سے بہت افضل ہے۔ درد دل سے دعا میں رقت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہی اضطراب قبولیت دعا کا موجب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق ارزانی فرمائے۔

تہجد کی کم از کم دو رکعات، چار، آٹھ اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں مسنون ہیں۔ اس نماز کی کوئی خاص ترکیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، البتہ صوفیا کے ہاں ایک خاص طریقہ مروج ہے جس کو عام لوگ بھی جانتے ہیں یعنی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھی جاتی ہے۔ اس طرح کہ ہر رکعت میں ایک ایک بار سورۃ اخلاص بارہ تک بڑھاتے چلے جاؤ یا بارہ سے شروع کر کے ہر رکعت میں ایک ایک بار کم کرتے کرتے ایک تک لے آؤ۔ علاوہ ازیں اس نماز میں سورۃ بقرہ اور آل عمران، سورۃ

نساء، سورۃ مائدہ، سورۃ جمعہ، سورۃ یٰسین اور سورۃ مزمل کا پڑھنا بہتر ہے، ورنہ جو سورتیں یاد ہوں وہی پڑھ لیں۔

صلوٰۃ التسبیح:

احادیث میں اس نماز کے فضائل بھی بکثرت آئے ہیں اور اس کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے، چنانچہ ابوداؤد ابن ماجہ میں اس کے متعلق ایک طویل حدیث آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا جناب عباسؓ کو اس نماز کی ترغیب دلاتے اور اس کی ترکیب جتلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس نماز سے ہر قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اگلے پچھلے، نئے پرانے، قصداً، سہواً، چھوٹے بڑے، بظاہر اور پوشیدہ۔

(مشکوٰۃ باب التطوع)

صلوٰۃ التسبیح کی چار رکعتیں ایک سلام سے ہوتی ہے۔ اس کے پڑھنے کی یہ ترکیب ہے کہ اول رکعت میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھ کر پندرہ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہے۔ اگر اس کے بعد لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ بھی پڑھا جائے تو زیادہ ثواب کا موجب ہے۔ پھر اَعُوْذُ بِاللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور کوئی سورۃ پڑھ کر دس بار درج بالا کلمات کہے اور رکوع کرے، رکوع میں یہی کلمات دس بار کہے، پھر قومہ میں دس بار، پھر سجدہ میں دس بار اور پھر جلسہ میں دس بار اور پھر دوسرے سجدے میں دس بار۔ اسی طرح چاروں رکعتیں پوری کرے، یعنی ہر رکعت میں مندرجہ بالا تسبیحوں کو ۷۵ بار پڑھنا چاہیے۔ اس نماز کی پہلی رکعت میں سورۃ تکاثر، دوسری میں والعصر، تیسری میں الکافرون اور چوتھی میں سورۃ اخلاص پڑھی جاتی ہے۔

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ زلزال، دوسری والعٰدیات، تیسری میں اذا جآء نصر اللہ اور چوتھی میں سورۃ اخلاص پڑھنی چاہیے۔ یہ نماز زوال کے بعد

قبل از نماز ظہر تک پڑھنی افضل ہے، علاوہ ازیں ہر وقت پڑھی جا سکتی ہے۔

اسلامی مہینوں کے فضائل

اسلامی مہینوں کے حرمت وعزت اور فضیلت یہ ہے کہ ان میں عبادت کرنے کا ثواب بہت ملتا ہے اور اسی طرح ان میں گناہ کا عذاب بھی بہت زیادہ ہوتا ہے اس لئے ان مہینوں میں کثرت سے عبادت کرنی چاہئے اور معصیت سے بچنا چاہئے۔ دور جاہلیت میں بھی لوگ ان مہینوں میں تلواریں اپنے نیام میں رکھتے تھے اور دشمنوں سے بے خوف ہو جاتے تھے۔

اسلامی مہینے درج ذیل ہیں۔

(۱) محرم الحرام (۲) صفر (۳) ربیع الاول (۴) ربیع الثانی

(۵) جمادی الاول (۶) جمادی الثانی (۷) رجب المرجب

(۸) شعبان المعظم (۹) رمضان (۱۰) شوال المکرم

(۱۱) ذوالقعدہ (۱۲) ذوالحجہ۔

حرمت والے مہینے:

اسلامی مہینوں میں جنہیں اشہر الحرام کہا جاتا ہے وہ چار ہیں:

ذوالقعدہ۔ ذوالحجہ۔ محرم الحرام۔ رجب المرجب

محرم الحرام:

اسلامی مہینوں میں پہلا مہینہ محرم الحرام ہے اس مہینے میں جنگ وقتال کو حرام قرار دیا گیا ہے اس لئے اس کو محرم الحرام کہا گیا ہے۔ اس مہینہ میں عاشورہ کا دن بہت عظمت والا ہے۔

محرم کی پہلی رات اور دن کے نوافل:

جونہی محرم الحرام کا چاند نظر آئے تو دو رکعت نوافل ادا کریں اور ہر رکعت میں الحمد شریف اور قل ھو اللہ احد گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے۔ سلام کے بعد سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ پڑھے تو بہت اجر ہے۔

اسی طرح چھ رکعت نوافل میں جن کی ترکیب کچھ یوں ہے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دس دس مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے۔ ان نوافل کے پڑھنے والے کو باری تعالیٰ جنت میں دو ہزار محل عطا فرمائے گا اور ہر محل میں ہزار دروازے یاقوت کے ہوں گے۔ اس کے علاوہ یہ نوافل پڑھنے والے سے چھ ہزار بلائیں دور کی جاتی ہیں اور چھ ہزار نیکیاں اس کے اعمال میں درج کی جاتی ہیں۔ (راحۃ القلوب، جواہر غیبی)

دسویں محرم کی رات کے نوافل:

عاشورہ محرم کی رات جو شخص چار رکعت نماز نفل پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد پچاس بار قل ھو اللہ احد پڑھے تو مولا کریم اس کے پچاس برس گذشتہ اور پچاس سال آئندہ گناہ معاف کر دیتا ہے اور اور ملاء اعلیٰ میں ایک ہزار محل اس کے لئے تیار کئے جاتے ہیں۔ (ما ثبت من السنہ، ص ۱۶، غنیۃ الطالبین)

دسویں محرم کے نوافل:

آقائے دو جہاں سرور کائنات نے فرمایا کیا جو شخص فاتحہ اور سورہ اخلاص گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس برس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کے لئے ایک نورانی ممبر تیار کیا جاتا ہے۔

صفر المظفر:

محرم کے بعد دوسرا مہینہ صفر ہے۔ جس کا معنی "خالی" ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے قبل محرم کے بعد مہینے میں جنگ حرام تھی لیکن جونہی صفر کا مہینہ آتا تو عرب قبائل گھروں کو خالی چھوڑ دیتے اور جنگوں کیلئے نکل کھڑے ہوتے اس لئے اس ماہ کو صفر کہتے ہیں۔

صفر المظفر کی پہلی رات کے نوافل:

اس ماہ کی پہلی رات میں نماز عشاء کے بعد ہر مسلمان کو چاہئے کہ چار رکعت نماز پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے سورہ الکافرون پندرہ دفعہ پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص پندرہ مرتبہ پڑھے اور تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ فلق پندرہ مرتبہ پڑھے اور چوتھی رکعت میں سورہ الناس پندرہ مرتبہ پڑھے۔ سلام کے بعد چند بار ایاک نعبد وایاک نستعین پڑھے۔ پھر 70 مرتبہ درود شریف پڑھے تو باری تعالیٰ اسے ہر بلا سے محفوظ رکھے گا اور بڑا اجر عطا کرے گا۔ (راحۃ القلوب)

صفر المظفر کی آخری بدھ کے نوافل:

اس مہینے کے آخری بدھ کی صبح کے بعد غسل کریں اور چاشت کے وقت دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد گیارہ گیارہ دفعہ سورہ اخلاص پڑھے اور سلام پھیر کر 70 دفعہ یہ درود شریف پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ (راحۃ القلوب، جواہر غیبی)

اور بلاؤں اور مصیبتوں سے چھٹکارے کی دعا کرے۔

حصول برکت اور دل کی سخاوت کیلئے دو رکعت نفل اور بھی ہیں جن کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین تین بار سورہ اخلاص پڑھے۔ سلام کے بعد الم نشرح اور سورہ والتین اور اذا جا. نصر اللہ اور سورہ اخلاص کو اسی 80 مرتبہ پڑھے تو باری تعالیٰ اسے غنی کر دے گا۔ (جواہر غیبی)

ربیع الاول شریف

تیسرا مہینہ ربیع الاول شریف کا ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب یہ مہینہ شروع ہوا تو اس وقت موسم ربیع کی ابتدا تھی۔ یہ مہینہ خیرات و برکات اور سعادتوں کا مہینہ ہے۔ اس کے بارہویں تاریخ کو اللہ جل شانہ کے فضل و کرم سے رحمۃ اللعالمین محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت ہوئی۔

اور اس ماہ کی آٹھویں تاریخ کو سید دو عالم آقائے دو جہاں ﷺ مدینہ پاک تشریف لائے اور اسی مہینے کی دس تاریخ کو آقائے دو جہاں ﷺ ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ (عجائب المخلوقات، ص ۴)

درود پاک کی کثرت:

اس مبارک مہینے میں درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہئے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو کوئی اس ماہ تمام دن یہ درود شریف

اَللّٰھم صَلِّ عَلٰی محمد کما صَلَّیْتَ عَلٰی ابراھیم وَعَلٰی اٰلِ اِبْراھِیْمَ اِنَّکَ حمیدٌ مجید

ایک ہزار ایک سو پچیس (1125) مرتبہ نماز عشاء کے بعد پڑھے گا تو اس کو خواب میں امام الانبیاء والمرسلین کی زیارت ہوگی اور دوسرا درود شریف یہ ہے۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

عَلَیْکَ یَا رَسُولَ اللہ اگر کوئی صاحب درود شریف سوا لاکھ مرتبہ پڑھے تو اسی مہینہ میں آقا کریم ﷺ زیارت سے نوازیں گے۔

ربیع الاول شریف کے نوافل:

کتاب الدوراد میں ہے کہ جب ربیع الاول شریف کا مبارک چاند نظر آئے تو اس رات کو سولہ رکعت نفل پڑھے دو دو رکعت کر کے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورہ اخلاص تین تین مرتبہ پڑھے۔ جب سولہ رکعت پڑھ لے تو یہ درود شریف ایک ہزار مرتبہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اور بارہ روز تک یہ پڑھتا رہے تو سید المرسلین محبوب رب العالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خواب میں زیارت ہوگی۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد باوضو سوئیں۔

(فضائل الشہور)

یہ مہینہ چونکہ آقا کریم ﷺ کی ولادت باسعادت اور وصال مبارک کا بھی ہے۔ اس لئے پہلی تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ تک ہر روز بیس رکعت نفل پڑھے، ہر رکعت میں اکیس اکیس دفعہ سورۃ اخلاص پڑھے پھر اس کا ثواب حضور سراپا نور شافع یوم النشور ﷺ کی روح مبارک کو ہدیہ پیش کر کے صحابہ اکرم تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ارواح کو پیش کرے کیونکہ ان رکعتوں کا ثواب صحابہ کرام روحِ اقدسِ نبوی ﷺ کو ہدیہ بھیجا کرتے تھے۔ اگر روزمرہ بارہ دن اس نماز کے پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو کم از کم دوسری تاریخ اور بارہویں تاریخ کو ضروری 2 رکعت مذکورہ بالا ترکیب کے ساتھ پڑھ کر روح پر فتوح حبیب خدا ﷺ کو بطور ہدیہ پہنچائے۔ جواہر غیبی میں لکھا ہے کہ یہ نماز پڑھنے والوں کو آقا دو جہاں ﷺ نے خواب میں جنت کی بشارت دی۔

ربیع الثانی

چوتھے مہینے کا نام ربیع الآخر (ربیع الثانی) ہے۔ اس مہینہ کی تیسری تاریخ کو حجاج نے کعبہ پر آگ پھینکی جب کہ سیدنا حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ وہاں محصور تھے اسی ماہ کی چودہ تاریخ کو نماز فرض ہوئی۔ (عجائب المخلوقات، ص ۴۵)

اور اسی مہینہ میں سیدنا مولانا الفرد الغوث شیخ الاسلام والمسلمین غوث الثقلین الشیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر الحسنی والحسینی الجیلانی المعروف پیران پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال مبارک ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، اس لئے سال بھر میں اس تاریخ کو تمام بزرگ اور عوام الناس سرکار غوث الاعظم کا عرس مبارک مناتے ہیں جسے بڑی گیارہویں شریف کہا جاتا ہے۔

ربیع الثانی کے نوافل:

ربیع الثانی کی پہلی اور پندرہویں اور انتیسویں تاریخوں میں جو کوئی چار رکعت نفل ادا کرے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پانچ پانچ مرتبہ پڑھے تو اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں۔ (جواہر غیبی)

جمادی الاولیٰ

پانچواں مہینہ کا نام جمادی الاولیٰ ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کے نام رکھتے کے وقت ایسا موسم تھا کہ جس میں پانی جم جاتا تھا۔ اس کی آٹھویں تاریخ میں سیدنا مولا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ پیدا ہوئے تھے اور اسی ماہ کی پندرہویں تاریخ کو واقعہ جمل پیش آیا۔ (عجائب المخلوقات، ص: ۴۵)

جمادی الاولیٰ کے نوافل:

اس ماہ کی پہلی رات میں چار رکعت نوافل پڑھے جائیں ہر رکعت میں گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھیں تو اللہ تعالیٰ نوے ہزار سال کی نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیتا ہے اور نوے ہزار سال کے برابر برائیاں مٹا دیتا ہے۔ (جواہر غیبی)

جمادی الثانی

اس مہینہ کی پہلی تاریخ کو رسول خدا ﷺ پر پہلی مرتبہ سیدنا جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے۔

اس ماہ مبارک میں ہی خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ولادت مبارکہ ہوئی۔

اسی ماہ کی ۲۲ تاریخ ۱۳ھ کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تختِ خلافت پر بیٹھے۔ (عجائب المخلوقات ص ۴۵)

جمادی الثانی کے نوافل:

اس مہینہ کی پہلی تاریخ میں چار رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ اخلاص تیرہ مرتبہ پڑھے تو اس کیلئے ایک لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ایک لاکھ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ ایک نفل نماز سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پڑھا کرتے تھے وہ یہ کہ اس ماہ پہلی رات کو بارہ رکعت پڑھا کرتے اور کسی سورہ کی تخصیص نہ فرماتے۔

رجب المرجب

یہ ساتواں اسلامی مہینہ ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رجب ترجیب سے ماخوذ ہے جس کے معنی تعظیم کے ہیں۔ اہل عرب اس مہینہ کو اللہ تعالیٰ کا مہینہ کہتے تھے اور اس کی تعظیم کرتے تھے۔ اس مہینہ کی یکم کو سیدنا حضرت نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے اور اسی ماہ کی چوتھی تاریخ کو جنگ صفین کا واقعہ پیش آیا اور اس ماہ کی ستائیسویں کی رات کو محبوب کبریا ﷺ معراج شریف پر تشریف لے گئے جس میں آسمانی سیر اور جنت و دوزخ کو دیکھا اور دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے۔

اسی ماہ کی اٹھائیسویں تاریخ کو سید الکونین حضرت محمد ﷺ کی طرف سے اصب بھی کہتے ہیں کیوں کہ اس میں باری تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت و مغفرت نازل فرماتا ہے۔ اس میں عبادتیں مقبول ہوتیں ہیں اور دعاؤں کو درجۂ مستجاب ملتا ہے۔

(عجائب المخلوقات)

رجب المرجب کی فضیلت:

یہ ان مہینوں میں شامل ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا منہا اربعۃ حرم یعنی یہ چار عظمت والے مہینوں میں ایک مہینہ ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

رجب شہر اللہ و شعبان شہری و رمضان شہر امتی۔

رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔

رجب المرجب کے روزے:

امام شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "ماثبت من السنۃ" میں روایت بیان کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ رجب ایک عظیم الشان مہینہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ نیکیوں کو دوگنا کرتا ہے جو آدمی رجب کے ایک دن کا روزہ رکھتا ہے گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھے ہیں اور جو کوئی رجب کے سات دن کے روزے رکھے تو اس پر دوزخ کے سات دروازے بند کئے جائیں گے اور جو کوئی اس کے آٹھ دن روزے رکھے تو اس کے لئے جنت کے آٹھ دروازے کھولے جائیں گے اور جو آدمی رجب کے دس دن روزے رکھے تو اللہ کریم سے جس چیز کا سوال کرے وہ اسے دے گا اور جو کوئی پندرہ دن روزے رکھے تو آسمان سے ایک منادی ندا کرے گا کہ تیرے گذشتہ گناہ معاف ہو گئے ہیں اور اب نئے سرے سے عمل شروع کر اور جو زیادہ روزے رکھے گا اسے اللہ کریم زیادہ دے گا۔ (ماثبت من السنہ، ۱۲۶)

رجب کی پہلی جمعرات:

رجب کی پہلی جمعرات کو لیلۃ الرغائب کہتے ہیں اس کی فضیلت مختلف احادیث میں ہے اور اکابر اولیاء اکرام نے اس رات کو بڑی فضیلتوں والی کہا ہے۔

لیلۃ الرغائب کے نوافل:

اس رات میں مغرب کی نماز کے بعد بارہ رکعت نفل چھ سلاموں سے ادا کریں۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قدر تین دفعہ اور سورۃ اخلاص بارہ بارہ دفعہ پڑھیں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ درود شریف ستر (۷۰) مرتبہ پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی محمدِ نِ النبی الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ

پھر سجدہ میں جا کر 70 دفعہ یہ پڑھے:

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الملائکۃ والرُّوْحِ اَلْحمد للہ والرُّوْحِ

اور سجدہ سے سر اٹھا کر ستر (۷۰) بار یہ پڑھے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیُّ الْاَعْظَمُ

پھر دوسرا سجدہ کرے اور اس میں وہی دعا پڑھے اور پھر سجدہ میں دعا مانگے تو وہ قبول ہوگی۔

(ماثبت من السنہ غنیۃ الطالبین)

رجب کی ستائیسویں رات:

رجب المرجب کی ستائیسویں رات بڑی بابرکت رات ہے کیونکہ اسی رات سید الانبیاء والمرسلین معراج شریف پر تشریف لے گئے اور دیدار الٰہی کی دولت سے مشرف ہوئے لہٰذا ستائیسویں کے دن روزہ رکھنا چاہئے۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص ستائیسویں رجب کو روزہ رکھے گا اس کو ساٹھ مہینوں کے روزوں کا ثواب ملے گا۔

(غنیۃ الطالبین)

شعبان المعظم

یہ آٹھواں مہینہ ہے اس کے نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ شعبان تشعب سے ماخوذ ہے اور تشعب کے معنی تفرق کے ہیں چونکہ اس ماہ میں بھی خیر کثیر متفرق ہوتی ہے۔ نیز بندوں کو رزق اس مہینہ میں متفرق اور تقسیم ہوتا ہے۔ (ماثبت من السنۃ)

سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پانچ تاریخ کو ہوئی اور چندرہویں رجب کو شب برأت ہے جس میں امت مسلمہ کے بہت سے افراد کی مغفرت

ہوتی ہے۔اسی ماہ کی سولہویں تاریخ کو تحویل کعبہ ہوا اور باری تعالے نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی کے مطابق کعبہ معظمہ کو مسلمانوں کا قبلہ بنا دیا۔

فضیلت شعبان:

فضائل شعبان پر مختلف احادیث مبارکہ ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ شعبان شَہْرِی وَرَمَضَانُ شَہْرِی اللہِ۔	شعبان میرا مہینہ اور رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔
(رواہ الدیلمی وما ثبت من السنہ)	

ایک روایت میں ہے۔

عن عائشہ رضی اللہ عنہا کان اَحَبُّ الشُّھُوْرِ اِلَی النَّبِیّ ﷺ۔	حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو تمام مہینوں سے زیادہ پیارا مہینہ شعبان تھا۔
(نزہۃ المجالس، ص ۱۳۱)	

سیدنا غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شعبان میں پانچ حرف ہیں۔

۱۔ شین ۲۔ عین۔ ۳۔ باء۔

۴۔ الف۔ ۵۔ نون

شین شرف سے عبارت ہے اور عین علو سے اور باء عبارت ہے بر (بھلائی) سے اور الف عبارت ہے الف (الفت) سے اور نون عبارت ہے نور سے، چنانچہ اللہ تعالیٰ شعبان کے مہینے میں اپنے نیک بندوں کو یہ پانچ چیزیں عطا فرماتا ہے۔یہ مہینہ چونکہ حضور سراپا نور شافع یوم النشور ﷺ کا ہے۔اسلئے مہینے میں درود شریف کثرت سے پڑھنا

چاہئے۔ (غنیۃ الطالبین، نزھۃ المجالس)

شعبان کی پہلی تاریخ:

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو پہلی شعبان کی رات بارہ رکعت نوافل پڑھے، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پانچ مرتبہ پڑھے تو اللہ اس کو بارہ ہزار شہیدوں کا ثواب عطا فرماتا ہے اور بارہ سال کی عبادت کا ثواب اس کے لئے لکھا جاتا ہے۔ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ گویا ابھی وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور اسی دن تک اس کے گناہ نہیں لکھے جاتے۔ ایک اور جگہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی شعبان کی پہلی جمعرات اور آخری جمعرات کو روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ اس کو جنت میں داخل کر دے۔ (نزہۃ المجالس)

شب برأت:

شعبان کی پندرھویں رات جس کو شب برأت اور لیلۃ مبارک کہتے ہیں باقی شعبان کی راتوں بلکہ تمام سال کی اکثر راتوں سے افضل ہے۔ خود خالق دو جہان اس رات کی تعریف اپنے قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

حٰمٓ ۔ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

(سورہ الدخان:۱)

قسم ہے اس روشن کتاب کی ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا۔ بے شک ہم ڈر سنانے والے ہیں، اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام ہمارے پاس کے حکم سے۔ بے شک ہم بھیجنے والے ہیں تمہارے رب کی طرف سے رحمت، بے شک وہ سنتا ہے جانتا ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ شعبان کی پندرہویں رات میں باری تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور شفقت سے اپنے بندوں کو خطاب فرماتا ہے:

اَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهٗ اَلَا مِنْ مُّسْتَرْزِقٍ فَاَرْزُقَهٗ اَلَا مِنْ مُّبْتَلًى فَاُعَافِيَهٗ اَلَا كَذَا وَ كَذَا حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ ۔

(مشکوٰۃ ص ۱۱۵)

خبردار! ہے کوئی مغفرت مانگنے والا کہ میں اس کے گناہوں کو بخش دوں خبردار! ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ میں اس کو رزق دوں خبردار! ہے کوئی کسی مصیبت میں گرفتار کہ میں اس کو مصیبت سے بچادوں خبردار! ہے کوئی ایسا ایسا، یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

ایک اور جگہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيَطَّلِعُ فِىْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيْعِ خَلْقِهٖ اِلَّا لِمُشْرِكٍ اَوْ مُشَاحِنٍ ۔

(ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات میں (رحمت کی) تجلی فرماتا ہے۔ پس تمام مخلوق کی مغفرت فرماتا ہے سوائے مشرک اور کینہ ور کے۔

شب برأت کے نوافل:

ایک روایت میں ہے کہ اس رات سو رکعت نفل پڑھیں اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دس دس بار سورہ اخلاص پڑھیں اس نماز کو صلاۃ الخیر کہتے ہیں۔ جو شخص یہ نماز پڑھے گا تو اللہ کریم اس کی طرف 70 دفعہ نگاہ کرم فرمائے گا اور ہر نگاہ میں اس کی ستر حاجتیں

پوری فرمائے گا۔ سب سے کم حاجت اس کی بخشش ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

سیدنا حضرت علی مرتضٰی شیر خدا رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا:

اذ کانت لَیْلَةَ النِّصْفِ مِنْ	جب شعبان کی پندرھویں رات ہو تو
شَعْبَانَ قُوْمُوْا لَیْلَهَا وَ صُوْمُوْا	اس رات میں قیام کرو اور اس کے دن
یَوْمَهَا۔ (مشکوٰۃ شریف)	میں روزہ رکھو۔

ایک اور روایت میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو میرا امتی شب برأت میں دس رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ گیارہ بار پڑھے تو اس کے گناہ معاف ہوں گے اور اس کی عمر میں برکت کی جائے گی۔

(نزہت المجالس)

رمضان المبارک

رمضان مبارک کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رمضان رمض سے ماخوذ ہے اور رمض کا معنی جلانا ہے چونکہ یہ مہینہ بھی مسلمانوں کے گناہوں کو جلا دیتا ہے اس لئے اس کا نام رمضان رکھا گیا ہے۔ یا اس لئے یہ نام رکھا گیا ہے کہ یہ رمض سے مشتق ہے۔ جس کا معنی گرم زمین سے پاؤں جلنا ہے چونکہ ماہ صیام بھی نفس کے جلنے اور تکلیف کا موجب ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کا نام رمضان رکھا گیا ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

رمضان المبارک واقعات کی روشنی میں:

۱۔ پہلی رمضان کو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔

۲۔ تیسری تاریخ رمضان المبارک میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحائف نازل ہوئے۔

۳۔ چھ رمضان المبارک کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل ہوئی۔

۴۔ تیرہویں رمضان پاک کو سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی۔

۵۔ جنگ بدر سترہویں رمضان کو ہوئی۔

۶۔ اٹھارہویں رمضان مبارک کو سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور شریف نازل ہوئی۔

۷۔ ستائیسویں رمضان پاک میں حضرت سید المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر قرآن مجید نازل ہوا۔ (غنیۃ الطالبین، عجائب المخلوقات)

رمضان المبارک کا احترام:

ماہ رمضان کا پورا احترام ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب اور ضروری ہے کہ سب مسلمان روزہ رکھیں، رمضان المبارک کا احترام کریں، روزہ دار کا مذاق نہ اڑائیں، اعلانیہ طور پر کھائے پیئے نہیں اور نہ ہی سر عام سگریٹ اور حقہ نوشی کرے۔

رمضان المبارک کی فضیلت:

مشہور محدث علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ بستان واعظین میں فرماتے ہیں کہ جس طرح سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں میں سے سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد ماجد کو زیادہ محبوب تھے اسی طرح سال کے بارہ مہینوں میں سے رمضان مبارک خدائے لایزال کو زیادہ محبوب ہے اور جس طرح اللہ کریم نے حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے واسطے باقی گیارہ بھائیوں کی مغفرت فرمائی ہے اس طرح رمضان

مبارک کی برکت سے گیارہ مہینوں کی خطائیں معاف فرمائے گا۔

سیدنا غوث الاعظم حضرت پیران پیر دستگیر روشن ضمیر سیدنا شیخ عبدالقادر حسنی وحسینی جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رمضان میں پانچ حرف ہیں۔

1۔ را۔ رضوان خدا سے ہے۔

2۔ میم۔ محبت خدا سے ہے۔

3۔ ضاد۔ ضمان خدا سے ہے۔

4۔ الف۔ جو الفت خدا سے ہے۔

5۔ نون۔ جو نور خدا سے ہے۔

پس رمضان مبارک مسلمانوں کے لئے رضائے خدا، محاباۃ خدا، ضمانِ خدا، الفتِ خدا اور نورِ خدا کا موجب ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

یہ ایسا مہینہ ہے کہ جس میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہوجاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اذا دَخَلَ رَمَضَانَ فُتِحت ابْوَابُ السَّمَاءِ فِیْ رِوَایَۃٍ فُتِحَتْ ابْوَابُ الجَنَّۃَ وَغُلِقَتْ ابْوَابُ جَہَنَّمَ وسُلْسِلَت الشَّیَاطِیْنُ وَفِیْ رِوایۃٍ فُتِحَتْ ابْوَابُ الرَّحْمَۃِ۔

(رواہ البخاری، مسلم)

جب رمضان شریف آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیطان زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

رمضان شریف کے روزے ہر بالغ مرد اور عورت پر فرض ہیں اور اس کی فرضیت کا منکر کافر اور تارک گناہ گار ہے۔ مسلمان جب روزے رکھے گا تو اپنے فرض سے سبکدوش ہوگا اور دوسرے بہت بڑے ثواب کا مستحق بنتا ہے۔ حدیث مبارک میں ارشاد ہے:

عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَإِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ایمان سے اور ثواب سمجھ کر رمضان شریف کے روزے رکھے تو اس کے پہلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

روزہ کا افطار کرنا:

ہر حلال چیز سے روزہ افطار کرنا جائز ہے مگر طاق کھجوروں سے روزہ افطار کرنے میں بہت ثواب ہے۔ اگر کھجوریں وقت پر نہ مل سکیں تو پانی سے روزہ کھولنا چاہئے۔ سرور کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد ہے:

إِذَا فَطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى تَمْرٍ فَإِنَّهُ بَرَكَةٌ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى مَاءٍ فَإِنَّهُ طَهُوْرٌ

(رواہ احمد والترمذی، ابی داؤد وابن ماجہ، مشکوٰۃ)

جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو چاہئے کہ کھجوروں سے افطار کرے کیوں کہ اس میں برکت ہے۔ اگر کھجوریں نہ پائے تو پانی سے افطار کرے کیوں کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔

نماز تراویح:

ماہِ رمضان میں نماز عشاء کے بعد 20 رکعت نماز تراویح پڑھنی سنت مؤکدہ ہے اور تمام آئمہ دین رحمۃ اللہ علیہم اس کی سنت ہونے پر متفق ہیں۔

امام حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ماثبت من السنہ میں بعض کتب فقہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اگر کسی شہر کے لوگ نماز تراویح پڑھنا چھوڑ دیں تو وقت کے امام (حاکم) کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان لوگوں سے جنگ کرے۔

ذُکِرَ فِیْ بَعْضِ کُتُبِ الْفِقْهِ لَوْ تَرَکَ اَهْلُ الْبَلْدَةِ التَّرَاوِیْحَ قَاتَلَهُمُ الْاِمَامُ عَلٰی ذَالِكَ۔
(ماثبت من السنہ)

بعض فقہ کی کتابوں میں مذکورہ ہے کہ اگر اہل شہر تراویح پڑھنا چھوڑ دیں تو امام (حاکم) اس پر ان سے جنگ کرے۔

اعتکاف:

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا سنت مؤکدہ ہے۔ یہ سنت علی الکفایہ ہے۔ اگر شہر یا گاؤں میں ایک شخص بھی معتکف ہوگیا تو سب بری الذمہ ہوں گے اور اگر ایک بھی اعتکاف نہ بیٹھے تو سب گناہ گار ہوں گے۔ (درمختار)

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مسجد میں اعتکاف بیٹھے جس میں اذان اور جماعت ہوتی ہے اور عورت اپنے گھر میں ایک مخصوص جگہ پر اعتکاف بیٹھے۔ عورت کا مسجد میں اعتکاف بیٹھنا جائز نہیں ہے۔

فضیلت اعتکاف:

حضور اکرم ﷺ نے معتکف کے بارے میں فرمایا۔

هُوَ يَعْتَكِفُ الذُّنُوبَ وَيَجْزِي لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا۔

وہ گناہوں سے باز رہتا ہے اور نیکیوں سے اسے اس قدر ثواب ملتا ہے کہ جیسے اس نے تمام نیکیاں کیں ہیں۔

(رواہ ابن ماجہ۔ مشکوۃ)

معتکف اپنے عمل سے ثابت کرتا ہے کہ اس نے حالتِ حیات ہی میں اپنا بال بچے اور گھر بار سب کچھ چھوڑ دیا ہے اور کہتا ہے یارب العالمین! تیرے پاس تیرے گھر آ گیا ہوں تو سب داتوں کا داتا ہے۔ اس کے گھر میں جو پناہ لے تو وہ کریم ذات اس کی حفاظت کرتا ہے۔

شب قدر:

رمضان شریف کی ستائیسویں شب کو شب قدر کہتے ہیں اس رات میں شام سے صبح تک تجلی الٰہی اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اس رات میں ملائکہ اور روح الامین آسمان سے عبادت کرنے والوں کی ملاقات کے لئے زمین پر اترتے ہیں اور ان کے آنے اور حاضر ہونے کی وجہ سے عبادت میں لذت اور کیفیت پیدا ہوتی ہے جو دوسری راتوں کی عبادت میں پیدا نہیں ہوتی۔ قرآن مجید اسی رات میں نازل ہوا ہے اور یہ ایک ایسا شرف ہے کہ جس کا کوئی نہیں۔

شب قدر میں ایک ایسی ساعت ہے کہ جس میں دعا مانگی جائے تو وہ قبول ہوتی ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ شب قدر میں ایسی جامع دعا مانگیں جو دونوں جہانوں میں فائدہ بخش ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں۔

میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ بتائیں کہ اگر مجھے لیلۃ القدر کا پتہ چل

جائے تو میں کون سی دعا مانگوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو یہ دعا مانگ۔ اے اللہ بے شک تو معاف کرنے والا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے مجھے بھی معاف کردے۔

شب قدر کے نوافل:

اس بابرکت رات کو سیدنا حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بمعہ دیگر فرشتوں کے زمین پر چار جھنڈے گاڑتے ہیں ایک روضہ اطہر پر۔ ایک کعبہ معظم کی چھت پر اور ایک بیت المقدس پر اور ایک آسمان اور زمین کے درمیان۔ پھر وہ فرشتے تمام افراد میں پھیل جاتے ہیں اور کوئی ایسا گھر باقی نہیں رہتا جہاں وہ داخل نہ ہوں۔ جو شخص عبادت میں مشغول ہوتا ہے، فرشتے اس کو سلام کرتے ہیں اور یہ سلسلہ طلوع فجر تک جاری رہتا ہے۔ یہ رات ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے اللہ کریم کا ارشاد ہے:

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۔

اس رات میں نوافل پڑھنا قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور تسبیح وتہلیل اور استغفار پڑھنا چاہئے۔ شب قدر میں جتنے نفل پڑھے جاسکیں بڑی سعادت کی بات ہے۔

1۔ چار رکعت نوافل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورہ قدر تین مرتبہ اور سورہ اخلاص پچاس مرتبہ پڑھے پھر اس نماز بعد سجدہ میں جا کر ایک دفعہ سبحان اللہ و الحمد اللہ و لا الہ الاللہ و اللہ اکبر پڑھے۔ پھر اس کے بعد جو دعا مانگے قبول ہوگی اور بے شمار نعمتوں سے نوازا جائے گا اور سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

2۔ دو رکعت نفل پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قدر ایک بار اور سورہ اخلاص تین بار پڑھے تو باری تعالیٰ اس کے نفل قبول فرمائے گا اور اس کو سیدنا حضرت ادریس اور سیدنا حضرت نوح علیہ السلام کا ثواب ملے گا اور جنت میں اعلیٰ مقام ملے گا۔

(فضائل شہور)

3۔ چار رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ التکاثر ایک مرتبہ اور سورہ اخلاص تین مرتبہ پڑھے نزع میں موت کی سختیوں سے آسانی ہوگی اور عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ (نزہتہ المجالس)

شوال المکرّم

اسلامی مہینوں کا دسواں مہینہ شوال کا ہے۔شوال کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ شول جس کا معنی اونٹنی کا دم اٹھانا ہے اس مہینہ میں عرب لوگ سیر و سیاحت اور شکار کے لئے نکل جاتے تھے اس لئے اسے شوال کہا جاتا ہے۔

اس مہینہ کی یکم کو مسلمان عید الفطر مناتے ہیں اس دن کو یوم الرحمۃ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس دن باری تعالیٰ اپنے نبیوں پر رحمت فرماتا ہے۔

(غنیۃ الطالبین)

اس ماہ کی چار تاریخ کو آقا علیہ الصلوٰۃ السلام نجران کے عیسائیوں کے ساتھ مباہلہ کے لئے تشریف لے گئے اور 17 سترہ شوال کو احد کی لڑائی شروع ہوئی جس میں آپ ﷺ کے چچا سید الشہدا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ (عجائب المخلوقات)

عید الفطر:

یکم شوال کو عید الفطر منائی جاتی ہے اس روز درج ذیل کام کرنا مستحب ہیں۔

ا۔حجامت بنوانا ۲۔ناخن ترشوانا ۳۔غسل کرنا ۴۔مسواک کرنا ۵۔اچھے کپڑے پہننا ۶۔عید گاہ میں جلدی جانا ۸۔نماز عید سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا ۹۔عید گاہ پیدل چل کر جانا ۱۰۔راستہ تبدیل کر کے واپس آنا ۱۱۔نماز عید کو جانے سے پہلے چند کھجوریں کھانا۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَغْدُو يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَاْكُلَ تَمَرَاتٍ وَ يَاْكُلُهُنَّ وِتْرًا

(رواہ البخاری، مشکوۃ)

حضور نبی کریم ﷺ عیدگاہ کی طرف نہیں نکلتے تھے یہاں تک کہ کچھ کھجوریں تناول فرماتے اور طاق کھجوریں کھایا کرتے تھے۔

نماز عید سے پہلے نفل پڑھنا مطلقاً مکروہ ہے، عیدگاہ میں ہو یا گھر میں، خواہ اس پر عید کی نماز واجب ہو یا نہ ہو یہاں تک کہ عورت اگر چاشت کی نماز گھر میں پڑھنا چاہے تو نماز عید ہو جانے کے بعد پڑھے اور نماز عید کے بعد عیدگاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے، گھر میں پڑھ سکتا ہے۔ (درمختار)

شوال کے روزے:

ماہ شوال میں چھ روزے رکھنے میں بڑا ثواب ہے جس مسلمان نے رمضان مبارک اور چھ دن شوال کے روزے رکھے تو اس نے گویا سارے سال کے روزے رکھے یعنی پورے سال کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ سیدنا حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

حضور رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ۔

(رواہ البخاری، مسلم، مشکوۃ)

جس آدمی نے رمضان شریف کے روزے رکھے اور پھر ان کے ساتھ چھ روزے شوال کے رکھے گویا اس نے تمام عمر کے روزے رکھے۔

شوال کے نوافل:

ایک روایت میں کہ ماہ شوال میں رات کو یا دن کو آٹھ رکعت نفل پڑھے اور ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص پچیس مرتبہ پڑھے پھر سلام پھیر کر ستر ۷۰ دفعہ سبحان اللہ اور ستر دفعہ درود شریف پڑھے۔

تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے رحمت اور حکمت کے دروازے کھول دے گا اور اس کے لئے جنت میں ایک بڑا مکان بنائے گا کہ اس سے بڑا مکان کسی اور کا نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کی ستر (70) حاجتیں دنیا میں پوری فرمائے گا۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ جو مسلمان شوال کی پہلی رات یا دن میں نماز عید کے بعد چار رکعت نفل اپنے گھر میں پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص اکیس مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بہشت کے آٹھوں دروازے کھول دے گا اور دوزخ کے ساتوں دروازے اس پر بند کر دے گا اور اس وقت تک نہ مرے گا، جب تک اپنا مکان جنت میں نہ دیکھے گا۔

(فضائل الشھور)

ذوالقعدہ

ذوالقعدہ اسلامی سال کا گیارہواں مہینہ ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ قعود جس کے معنی بیٹھنے کے ہیں۔ اس مہینہ میں عرب لوگ جنگ وقتال سے رک جاتے تھے اور امن سے گھروں میں رہتے تھے۔ اس لئے اس کو ذوالقعدہ کہا گیا یہ مہینہ حرمت والے چار مہینوں میں پہلا مہینہ ہے۔

ذوالقعدہ کے نوافل:

حدیث مبارکہ میں ہے کہ جو کوئی اس مہینے کی رات میں چار رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تینتیس مرتبہ 33 سورہ اخلاص پڑھے تو اس کے لئے جنت میں اللہ تعالیٰ ہزار مکان یاقوت سرخ کے بنائے گا اور ہر مکان میں جواہر کے تخت ہوں گے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جو آدمی اس مہینہ کی ہر رات میں دو رکعت نفل پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تین بار پڑھے تو اسے ہر رات میں ایک شہید اور ایک حج کا ثواب ملتا ہے۔

اور اگر اس مہینہ میں ہر جمعہ کو چار رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد اکیس بار سورہ اخلاص پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے حج اور عمرہ کا ثواب لکھتا ہے۔

ذوالقعدہ کے روزے:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی ذوالقعدہ کے مہینہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے تو اللہ کریم اس کے واسطے ہر گھڑی ایک حج مقبول اور ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب دینے کا حکم صادر فرماتا ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ اس مہینہ میں پیر کے دن روزہ رکھنا ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ (فضائل الشہور)

ذوالحجہ

ذوالحجہ کا مہینہ ان چار برکت اور حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے۔ اس مبارک مہینہ میں کثرت نوافل، روزے، تلاوت قرآن، تسبیح و تہلیل اور صدقات وغیرہ کا بڑا ثواب ہے۔ بالخصوص اس کے پہلے دس دنوں کی اتنی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عشرہ

کی دس راتوں کی قسم فرمائی۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ۔

(سورہ فجر ۳۰)

قسم ہے مجھے فجر عید قربان کی اور دس راتوں کی (جو ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں) اور قسم ہے جفت اور طاق کی (جو رمضان مبارک کی آخری راتیں ہیں) اور قسم ہے (حبیب ﷺ کے معراج کے) رات کی۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن ابی هریره رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی ﷺ انه قال ما من ایام احب الی الله تعالیٰ ان یتبجر له فیهن عن ایام عشر ذی الحجه و ان صیام یوم فیها یعدل صیام سنه وقیام لیلة فیهن لقام سنه۔

(مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی دن زیادہ محبوب نہیں اللہ تعالیٰ کو کہ عبادت ان میں کی جائے ان دس دنوں ذوالحجہ سے۔ ان دنوں میں ایک دن کا روزہ سال کے روزوں کے برابر ہے اور ان کی ایک رات کا قیام سال کے قیام کے برابر ہے۔

اس لئے سیدنا حضرت سعد ابن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دس راتوں میں چراغ نہ بجھاؤ اور وہ خدام کو ان راتوں میں جاگنے اور عبادت کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

(غنیۃ الطالبین)

ذوالحجہ کے روزے:

ذوالحجہ کے مہینے کے پہلے عشرہ کے پہلے نو دن روزے رکھنا بڑے ثواب کا کام ہے۔ ام المؤمنین سیدہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے:

اَرْبَعٌ لَمْ تَكُنْ يَدَعُهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ صِيَامَ عَاشُوْرَآءَ وَالْعَشْرِ وَثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ (مشکوٰۃ)	چار چیزوں کو نبی کریم ﷺ نہیں چھوڑتے تھے عاشورہ کا روزہ اور ذوالحجہ کے دس دن یعنی پہلے نو دن کا روزہ اور ہر ماہ کے تین دن کا روزہ اور نماز فجر سے قبل دو سنت رکعتیں۔

قربانی کا دن:

ذوالحجہ کا سارا عشرہ بڑا ہی بابرکت ہے اور ہر نیک عمل کا ثواب مگر دسویں ذوالحجہ کا دن سب سے زیادہ معظم ہے اس دن میں ہر ایک نیک عمل بڑی فضیلت رکھتا ہے مگر اس روز سب سے زیادہ محبوب عمل قربانی کرنا ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبُّ اِلَى اللهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّهُ لَيَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا۔

(رواہ الترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف)

نہیں کیا ابن آدم نے کوئی عمل نحر کے دن کہ محبوب ہو اللہ کے نزدیک سوائے خون بہانے کے اور تحقیق جو جانور ذبح کیا ہو اقیامت کے دن سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور بے شک قربانی کا خون قبول ہوتا ہے بارگاہ الٰہی میں اس سے پہلے کہ وہ زمین پر گرے بس اس سے اپنی جانوں کو خوش کرو۔

ذی الحجہ کے نوافل:

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دسویں ذی الحجہ تک ہر رات وتروں کے بعد دو رکعت نفل پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ کوثر اور سورہ اخلاص تین تین دفعہ پڑھے تو اس کو اللہ تعالیٰ مقام اعلیٰ علیین میں داخل فرمائے گا اور اس کے ہر بال کے بدلہ میں ہزار نیکیاں لکھے گا اور اس کو ہزار دینار صدقہ دینے کا ثواب ملے گا۔

اسی طرح اگر کوئی اس مہینہ کی کسی رات کی پچھلی تہائی رات میں چار رکعت نفل پڑھے جس کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی تین بار اور سورہ اخلاص تین بار اور سورہ فلق اور سورہ الناس ایک ایک مرتبہ پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے:

سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْقُدْرَۃِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْحَیِّ الَّذِی لَا یَمُوْتُ لَا اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعِبَادِ وَالْبِلَادِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا عَلٰی کُلِّ حَالٍ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا رَبُّنَا جَلَّ جَلَالُہٗ وَقُدْرَتُہٗ بِکُلِّ مَکَانٍ۔

پاک ہے وہ صاحب عزت و جبروت پاک ہے وہ ہمیشہ رہنے والا نہ اس کو موت آتی ہے نہ اس کے سوا کوئی معبود ہے وہ زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے۔ پاک ہے وہ تمام مخلوق کا رب ہے اور تمام کائنات کا۔ ساری تعریفیں کثرت اور پاکیزگی کے ساتھ اس کے لئے ہیں ہر حال میں اللہ بزرگ و برتر ہے۔ اے ہمارے رب تو صاحب جلالت اور ہر جگہ قدرت رکھنے والا ہے۔

اگر پہلی دس راتوں میں اس نماز کو اسی ترکیب کے ساتھ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو فردوس اعلیٰ میں داخل کرے گا اور برائیاں مٹا دے گا اور اسے نئے سرے سے عمل شروع کرنے کا کہا جائے گا۔ (غنیۃ الطالبین)

فضائل درود شریف

درود و سلام وہ افضل ترین اور منفرد عبادت ہے اور یہ وہ افضل ترین عمل ہے جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی بندوں کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ اور اس عمل کے ذریعے بندے کو اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے اور اس کے ذریعے گناہوں کی بخشش، درجات کی بلندی اور قیامت کے روز حسرت وملال سے امان نصیب ہوتا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام بھیجنے والے کے لئے درود و سلام کی فضیلت و اہمیت جاننے کے لئے یہی کافی ہے کہ اس کے عوض اللہ اور اس کے فرشتے اس شخص پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔

اور خود نبی اکرم ﷺ بھی اس پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ درود و سلام کی اس اہمیت کو سمجھنے کے لئے سورہ احزاب کی آیت نمبر 56 ہی کافی ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی اکرم ﷺ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں تو اے ایمانداروں! تم بھی ان پر صلوٰۃ و سلام بھیجو۔

درجہ بالا آیت کریمہ سے پتہ چلا کہ درود شریف اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی سنت ہے اور ایمان والوں کو اس کے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو درود شریف کے عمل سے اتنی محبت ہے کہ وہ لاشریک ہو کر بھی اس عمل میں سب کو شریک فرماتا ہے اور پھر اللہ رب العزت نے اپنی عبادت نماز کے لئے بھی صلوٰۃ کا لفظ استعمال فرمایا اور اپنے محبوب پاک ﷺ پر درود شریف پڑھنے کو بھی صلوٰۃ کا نام دیا۔

اس لیے نماز کی اس کتاب میں ہم نے صلوٰۃ کا ذکر ضروری سمجھا کہ اپنی صلوٰۃ (نماز) کی قبولیت کے لیے یہ صلوٰۃ (درود شریف) ضروری ہے۔

درود شریف کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور عنایتیں حاصل ہوتی ہیں۔ دنیاوی اور آسمانی آفتوں سے نجات حاصل ہوتی ہے اور لاعلاج بیماریوں کا سو فیصد یقینی علاج، درحقیقت درود شریف کا ورد کرنے میں پنہاں ہے۔ ہمارے آقا و مولا حضور نبی اکرم ﷺ کو ہمارے اس درود پاک کا ورد کرنے سے یقیناً راحت ہوتی ہوگی کہ ان کا امتی ایک ایسا عمل کر رہا ہے جو خداوند کریم کا بھی عمل ہے لیکن امتی کو سب سے بڑا فائدہ اس سے یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں اس کی طرف متوجہ ہوتی ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب عمل کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے۔

درود شریف کو باقاعدہ پڑھنے والوں کے لئے بیش بہا خزانے ہیں جن کا اندازہ لگانا ممکن نہیں۔ درود شریف پڑھنے والا جب درود شریف پڑھتا ہے تو وہ رحمت خداوندی کے سمندر میں غوطہ لگاتا ہے اور تین قسم کے لاجواب دریاؤں سے آشنا ہوتا ہے یعنی پہلا نور توحید کا دریا، دوسرا نور رسالت کا دریا اور تیسرا نور ولایت کا دریا۔

درود شریف پڑھتے وقت جب اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہوتے ہیں تو نور توحید کا دریا پالیتا ہے۔ جب اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کی صفات بیان کرتا ہے تو نور رسالت کی بارش اس پر برستی ہے اور جب وہ یہ عمل جاری رکھتا ہے تو یہ عمل اس کو باقی انسانوں سے ممتاز بنا کر نور ولایت کے دریا سے آشنا کرتا ہے۔

جس طرح سورج سے روشنی اور چاند سے چمک اور ٹھنڈک وابستہ ہے یا جیسے پھولوں میں خوشبو اور جانداروں میں روح ہے اسی طرح اسلام میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ میں اسلام پوشیدہ ہے۔

درود شریف ایک منفرد اور بے مثل عبادت ہے شاندار اور مقبول عمل ہے۔ قرب خداوندی اور قرب نبوی ﷺ کا ذریعہ ہے۔ مقبول ترین اور فوری اثرات کے حامل اعمال میں اسے خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ اس عمل سے محبوب کبریا ﷺ جانِ جاناں کا وہ قرب ملتا ہے جو حاصل زیست اور متاع گراں بہا ہے۔

؎ وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جاں ہیں وہ جہاں کی، جاں ہے تو جہاں ہے

اس لئے پھر کیوں نہ کہیں کہ!

؎ غموں نے تم کو جو گھیرا ہے تو درود پڑھو
حاضری کی جو تمنا ہے تو درود پڑھو

درود شریف حق اور اہلِ حق کا وظیفہ ہے۔

درود و سلام کی اس اہمیت کو سمجھنے کے لیے درجہ ذیل احادیث نبوی ﷺ نذر قارئین کی جاتی ہیں۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کے دس درجات بلند کر دیتا ہے۔ (نسائی شریف)

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز وہ شخص میرے سب سے قریب ہوگا جس نے مجھ پر اکثر درود پاک پڑھا ہوگا۔ (ترمذی شریف)

حدیث: حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اس میں سے کچھ بھی اوپر نہیں جاتا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ درود پیش نہ کیا جائے۔ (ترمذی شریف)

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا۔ اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا۔ (مسلم شریف)

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ نماز پڑھی حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ

عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے جب نماز پڑھنے کے بعد بیٹھا تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر حضور ﷺ پر درود بھیجا پھر اپنے لئے دعا کی نبی اکرم ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا جو مانگو گے دیا جائے گا مانگ دیا جائے گا۔ (ترمذی شریف)

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر درود پاک پڑھو کیوں کہ مجھ پر درود پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کا کفارہ ہے اور تمہارے باطن کی پاکیزگی ہے اور جو مجھ پر ایک بار بھی درود پاک پڑھے گا اللہ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا۔ (القول البدیع)

حدیث: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس اس انداز میں تشریف لائے کہ آپ کا چہرہ بہت ہشاش بشاش تھا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ میں نے آپ سے سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں کیوں نہ خوش ہوں کہ ابھی ابھی میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے انہوں نے کہا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اے محبوب ﷺ کیا آپ ﷺ اس بات پر راضی ہیں کہ آپ کا کوئی امتی آپ پر ایک بار درود پاک پڑھے تو میں اور میرے فرشتے اس پر دس رحمتیں بھیجیں اور میں اس کے دس گناہ مٹا دوں اور اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دوں۔
(القول البدیع)

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو شخص نبی اکرم ﷺ پر ایک بار درود پاک پڑھے اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستر رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے دن بھر میں مجھ پر ہزار بار درود پاک پڑھا وہ مرے گا نہیں جب تک کہ وہ جنت میں اپنی آرام گاہ نہ دیکھ لے گا۔

حدیث: ایک روایت میں ہے کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ فرمائیں کہ اگر

آپ کی ذاتِ بابرکات پر درود پاک ہی وظیفہ بنالوں تو کیسا رہے گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو ایسا کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا وآخرت کے تیرے سارے معاملات کے لئے کافی ہے۔ (القول البدیع)

حدیث: ایک روایت میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن کریم پڑھا اور اپنے رب کریم کی حمد کی اور مجھ پر درود پاک پڑھا تو اس نے خیر کو اپنی جگہوں سے ڈھونڈھ لیا۔ (القول البدیع)

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر درود پاک پڑھنے والے کو پل صراط پر عظیم نور عطا ہوگا اور جس کو پل پر نور عطا ہوگا وہ اہل دوزخ سے نہ ہوگا۔

حدیث: حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے جو مجھ پر درود پاک پڑھے، میں اس کا قیامت کے دن شفیع بنوں گا۔ (القول البدیع)

حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم شفیع اعظم سرور عالم ﷺ نے فرمایا جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ جب وہ دربار الٰہی میں حاضر ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہو، اسے چاہیئے کہ مجھ پر درود پاک کی کثرت کرے۔ (القول البدیع)

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دو مسلمان مصافحہ کرتے وقت درود پڑھتے ہیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے رب غفور ورحیم ان کے سب گناہ معاف کردیتا ہے۔ (سعادت الدارین ص ۷۷)

حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھ پر ہر جمعہ کے دن درود پاک کی کثرت کیا کرو کیوں کہ یہ دن یوم مشہود ہے اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں جو بندہ مجھ پر درود پاک پڑھے اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے وہ بندہ جہاں بھی ہو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ کے وصال کے بعد بھی آپ

تک درود پڑھنے والوں کی آواز پہنچے گی فرمایا ہاں وصال کے بعد بھی سنوں گا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مبارکہ حرام کر دیے ہیں۔(جلاء الافہام)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں سے فرشتے روانہ کرتا ہے ان کے پاس سونے کے قلم اور چاندی کے کاغذ ہوتے ہیں، وہ جمعرات کے دن اور جمعہ کی شب میں جو حضور پرنور ﷺ پر درود پڑھتا ہے اس کا نام لکھ لیتے ہیں۔

حدیث: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود پاک پڑھتے رہا کرو بے شک تمہارا درود میرے پاس پہنچتا ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے بڑا بخیل کون ہے اور لوگوں میں عاجز کون ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود پاک نہ پڑھے (اور عاجز وہ ہے جو درود پڑھے)۔(القول البدیع)

حدیث: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ بڑے ظلم و جفا کی بات ہے کہ کسی کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

درود ابراہیمی

یہ درود شریف تمام درود کے صیغوں سے افضل ہے کیونکہ اس درود شریف کے الفاظ حضور ﷺ کے فرمودہ ہیں اور یہ رحمۃ للعالمین ﷺ پر سب سے مکمل اور جامع ترین درود شریف ہے۔ اسی لیے اسے نماز کے ساتھ مختص کیا گیا ہے اس درود پاک کو نماز کے علاوہ بھی کثرت سے پڑھنا دینی و دنیاوی فیوض و برکات حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے اور اللہ کی رحمت اور خوشنودی حاصل ہوتی ہے تمام کاموں میں آسانی اور کامیابی ہوتی ہے اور اللہ کی مدد شامل حال رہتی ہے رزق کی تنگی دور ہوتی ہے۔

مال و اسباب میں برکت پیدا ہوتی ہے ایمان پر خاتمہ ہوگا۔ آخرت کی زندگی کی تمام منازل آسان ہوں گی اور حضور اکرم ﷺ کی شفاعت واجب ہوگی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے ایک مرتبہ جب حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم درود شریف کس طرح بھیجیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان الفاظ سے مجھ پر درود بھیجو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ٥ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ٥

درود جامع ابراہیمی

یہ ابراہیمی درود جامع الفاظ میں ہے جسے عارف کامل محمد بن سلیمان الجزولی نے

دلائل الخیرات میں لکھا ہے یہ درود نہایت جامع فوائد کا حامل ہے کیوں کہ اسے پڑھنے سے دنیا و آخرت میں بھلائی حاصل ہوگی۔ عذاب دوزخ سے چھٹکارا ملے گا۔ ہر قسم کی خطائیں معاف ہو جائیں گے۔ اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔ عبادت کے ذوق و شوق میں اضافہ ہوگا۔ لوگوں میں معزز اور مکرم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اتباع سنت کی توفیق دے گا۔ لہٰذا ہر شخص کو چاہیے کہ ایک بار دن میں یہ درود ضرور پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ وَ تَرَحَّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰی
سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ
اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا سَلَّمْتَ
عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ
اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

☆☆☆

حبیب خدا ﷺ کا درود پاک

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی درود شریف کے الفاظ جو نسائی شریف میں ہیں انہیں مؤلف دلائل الخیرات نے یوں بیان فرمایا ہے۔ (نسائی شریف جلد اول و دلائل الخیرات: اس درود پاک کے الفاظ بھی درود ابراہیمی جیسے ہیں اور اس کے فیوض و برکات وہی ہیں جو درود ابراہیمی کے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی
اٰلِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا اِبْرَاهِیْمَ وَ
بَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ

سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ
سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّكَ
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥

☆☆☆

درود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ابن حبان اور حاکم میں عبداللہ بن مسعود انصاری سے ایک روایت یوں مروی ہے کہ ایک شخص آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے پھر کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر درود بھیجنا تو ہم نے جان لیا مگر نماز میں آپ پر کس طرح درود بھیجیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا کہنا ہے کہ آپ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ یہ شخص سوال نہ کرتا تو اچھا ہوتا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مجھ پر درود بھیجو تو یوں کہو۔ (حصن حصین صفحہ ۱۳۷)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ
عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا
اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط وَ بَارِكْ عَلٰی
سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی
سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥

صاحب لولاک ﷺ کا درود پاک

یہ درود بھی درود ابراہیمی ہے اور حضور ﷺ نے اسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ ان الفاظ میں درود پاک کا کثرت سے پڑھنا فاقہ، افلاس اور غربت کو دور کرتا ہے دنیا و آخرت میں حضور ﷺ اس کے حامی و ناصر ہوں گے اور آپ کی شفاعت سے یہ درود پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْنَا مَعَھُمْ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلَیْنَا مَعَھُمْ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَ صَلَوٰتُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ○

☆☆☆

درود نبی کریم ﷺ

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ پر درود و سلام بھیجنا تو ہمیں معلوم ہو چکا ہے اب ہم درود کس طرح پڑھیں تو حضور

ﷺ نے فرمایا کہ یوں پڑھو۔ (بخاری شریف جلد سوم) یہ درود بھی ایک طرح کا درود ابراہیمی ہے جو حضور ﷺ نے پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ یہ درود بھی فیوض و برکات کا منبع ہے لہٰذا فیوض و برکات اور آخرت میں انجام بخیر کے لیے اس درود پاک کا پڑھنا بہت اکسیر ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ ط

☆☆☆

سید المرسلین ﷺ کا درود پاک

روایات میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ نے یہ درود پاک بھی پڑھا ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے لہٰذا جو شخص صبح و شام یہ درود پڑھے گا بے پناہ ثواب پائے گا اور سعادت دارین حاصل کرے گا۔ کیونکہ اس درود پاک کے الفاظ دینی و دنیاوی فلاح کے لیے بہت موثر ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ

رِضًى وَّ لَهٗ جَزَآءً وَّ لِحَقِّهٖ اَدَآءً وَّ اَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ
وَالْفَضِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَ
اجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَ اجْزِهٖ اَفْضَلَ مَا جَازَيْتَ
نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَ رَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَ صَلِّ عَلٰى
جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصّٰلِحِيْنَ يَآ اَرْحَمَ
الرَّاحِمِيْنَ ○

☆☆☆

درود تاج

درود تاج بے پناہ فیوض و برکات کا منبع ہے اور یہ عاشقان رسول اکرم ﷺ کا محبوب وظیفہ ہے بے شمار صوفیا اور اولیاء نے یہ درود پاک خود پڑھا اور اپنے سلسلہ طریقت میں اپنے ارادت مندوں کو پڑھنے کی تلقین کی اس درود پاک میں پڑھنے والے کو صاحب کشف بنا دینے کی خصوصیت بہت نمایاں ہے لہٰذا اگر کوئی شخص صاحب کشف بننا چاہے تو اسے چاہیئے کہ اس درود پاک کو روزانہ سو مرتبہ پڑھے اور تین سال تک یہی معمول جاری رکھے انشاء اللہ اس عرصہ میں صاحب کشف بن جائے گا اور اگر وہ اس سلسلے کو تا حیات جاری رکھے تو وہ صاحب روحانیت بن جائے گا۔ کیونکہ درود صفائی قلب کے لیے نہایت ہی اکسیر کا درجہ رکھتا ہے اس لیے جو شخص اس درود پاک کو روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھتا ہو اس کا دل گناہوں سے پاکیزہ ہو جاتا ہے اور نیک راستے پر گامزن ہو جاتا ہے اس کے علاوہ اگر کوئی شخص رسول اکرم ﷺ کی زیارت کا خواہش مند ہو تو وہ اسے شب جمعہ میں ۱۷۰ مرتبہ

پڑھے اور ۴۰ جمعہ تک یہی عمل جاری رکھے انشاء اللہ شرف زیارت سے مشرف ہوگا۔

دفع سحر یا آسیب اور جن شیاطین کے تنگ کرنے کی صورت میں اس درود پاک کو گیارہ مرتبہ پڑھیں انشاء اللہ آسیب یا جن وغیرہ ہوا تو دفع ہو جائے گا اضافہ رزق کے لیے بعد نماز فجر ۷ مرتبہ روزانہ وظیفہ کے طور پر پڑھنا روزی میں اضافے کا سبب بنتا ہے دشمنوں ظالموں حاسدوں اور حاکموں کی زیادتیوں سے بچنے کے لیے اسے روزانہ ایک بار پڑھنا ہی کافی ہے کسی نیک مقصد یا حاجت کے لیے نصف شب کے بعد چالیس مرتبہ صدق دل سے پڑھنا بہت اکسیر ہے شفائے امراض کے لیے پانی پر گیارہ مرتبہ پڑھ کر دم کرنا شفایابی کا موجب ہوگا اگر کوئی حب تسخیر خلق کے لیے اس کا عامل بننا چاہے تو اسے چاہیئے کہ چالیس رات خلوت میں بیٹھ کر اسے روزانہ ۱۱۱ مرتبہ پڑھے، انشاء اللہ چلہ مکمل ہونے پر جس کی طرف توجہ کرے گا وہی قائل ہو کر اسیر ہو جائے گا۔

بانجھ عورت کے واسطے اکیس خرموں پر سات دفعہ پڑھ کر دم کرے اور ہر روز ایک خرما اس کو کھلائے۔ پھر بعد غسل طہارت اس سے ہم بستر ہو۔ خدا کے فضل سے فرزند صالح پیدا ہوگا اگر عورت حاملہ کو کسی بھی قسم کا خلل ہو تو سات دن تک سات مرتبہ روزانہ پڑھ کر پانی پر دم کرکے پلائے۔ مالک کے فضل سے خیر ہوگی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ ط دَافِعِ الْبَلَاۤءِ وَالْوَبَاۤءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ ط اِسْمُهٗ مَكْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِى اللَّوْحِ

وَالْقَلَمِؕ سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِؕ جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ
مُّعَطَّرٌ مُّطَهَّرٌ مُنَوَّرٌ فِي الْبَيْتِ وَالْحَرَمِؕ شَمْسِ
الضُّحٰى بَدْرِ الدُّجٰى صَدْرِ الْعُلٰى نُوْرِ الْهُدٰى
كَهْفِ الْوَرٰى مِصْبَاحِ الظُّلَمِؕ جَمِيْلِ الشِّيَمِؕ
شَفِيْعِ الْاُمَمِؕ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِؕ وَاللّٰهُ
عَاصِمُهٗ وَجِبْرِيْلُ خَادِمُهٗ وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُهٗ
وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ وَسِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى مَقَامُهٗ وَقَابَ
قَوْسَيْنِ مَطْلُوْبُهٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ
وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتَمِ
النَّبِيِّيْنَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ اَنِيْسِ الْغَرِيْبِيْنَ رَحْمَةٍ
لِّلْعٰلَمِيْنَ رَاحَةِ الْعَاشِقِيْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِيْنَ
شَمْسِ الْعَارِفِيْنَ سِرَاجِ السَّالِكِيْنَ مِصْبَاحِ
الْمُقَرَّبِيْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ وَالْغُرَبَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ
سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ وَ

سِیلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ
مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَ رَبِّ الْمَغْرِبَیْنِ جَدِّ
الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ مَوْلٰنَا وَ مَوْلَی الثَّقَلَیْنِ اَبِی
الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ ط
یٰاَیُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا o

☆☆☆

درود جبرائیل علیہ السلام

جبرائیل علیہ السلام سرکار دو عالم ﷺ پر ان الفاظ میں درود شریف بھیجتے ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَوَّلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا آخِرُ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ظَاهِرُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بَاطِنُ

☆☆☆

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا درود

اس کو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے اس کی فضیلت کے لئے کافی ہے کہ یہ درود پاک سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب ہے۔

صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ اَنْبِیَآئِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَ جَمِیْعِ خَلْقِہٖ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ عَلَیْہِ وَ عَلَیْھِمْ وَالسَّلَامُ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ

☆☆☆

درود سیّدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

یہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا درود پاک ہے اس کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ یہ درود سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مَنْ رُوْحُہٗ مِحْرَابُ الْاَرْوَاحِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکَوْنِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مَنْ ھُوَ اِمَامُ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مَنْ ھُوَ اِمَامُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ عِبَادِ اللّٰہِ الْمُؤْمِنِیْنَ

درود امام حسن رضی اللہ عنہ

یہ درود شریف حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے اور اس کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَوَّلِ کُلِّ شَیْءٍ وَّ

اَوْسَطِ كُلِّ شَيْءٍ وَّ آخِرِ كُلِّ شَيْءٍ

☆☆☆

درود اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اسے پورا ثواب ملے تو اسے چاہیئے کہ ہمارے ساتھ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین پر درود بھیجے اور وہ یوں درود بھیجے (ابوداؤد جلد اول) اس درود پاک میں حضور ﷺ پر درود بھیجنے کے ساتھ امہات المؤمنین اولاد پاک اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کا خاص طور پر ذکر فرمایا گیا ہے اس لیے جو یہ درود پاک پڑھے تو اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات اولاد پاک و اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے صدقے اس کی اولاد اور اہل خانہ پر اپنی رحمت کی بارش کرے گا۔ اور بے پناہ فضل و کرم سے نوازے گا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ وَ اَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ ذُرِّيَّتِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَآ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ O

درود عاشقان حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

یہ درود شریف حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے اس درود پاک کی فضیلت کے لئے اس کا خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہونا ہی کافی ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

☆☆☆

درود حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

درود حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ وہ درود ہے جس پر حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنے اوراد و وظائف کو ختم کیا ہے یہ درود بہت بابرکت درود ہے پڑھنے والے کی غیب سے ہر کام میں مدد ہوتی ہے اور ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔

اس درود پاک کے متعلق بہت سے بزرگان دین اور اولیاء کرام کا ارشاد ہے کہ جو شخص اس درود شریف کو ۱۰ مرتبہ صبح اور ۱۰ مرتبہ شام پڑھے گا۔ اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے گا اور بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں اسے دائم الحضوری حاصل ہو جائے گی اس درود پاک کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے مالا مال ہو جاتا ہے اور ہر برائی سے محفوظ رہتا ہے۔

جو شخص عاشق رسول ﷺ بننا چاہے تو اسے چاہیئے کہ اس درود پاک کو اپنی زندگی میں ایک کروڑ مرتبہ پڑھے انشاء اللہ اس کا شمار عاشقان رسول ﷺ میں ہو جائے گا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرُهٗ وَرَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ظُهُوْرُهٗ عَدَدَ مَنْ مَّضٰى مِنْ خَلْقِكَ وَمَنْ بَقِيَ وَمَنْ سَعِدَ مِنْهُمْ وَمَنْ شَقِيَ صَلٰوةً تَسْتَغْرِقُ الْعَدَدَ وَتُحِيْطُ بِالْحَدِّ صَلٰوةً لَّا غَايَةً وَّلَا مُنْتَهٰى وَلَا انْقِضَآءَ صَلٰوةً دَآئِمَةً بِدَوَامِكَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا مِّثْلَ ذٰلِكَ ط

☆☆☆

درود غوثیہ

یہ سلسلہ قادریہ کے معمولات میں سے ہے اس درود پاک کے پڑھنے سے سات نعمتیں حاصل ہوتی ہے۔ (۱) رزق میں برکت (۲) تمام کام آسان ہو جائیں گے۔ (۳) نزع کے وقت کلمہ نصیب ہوگا۔ (۴) سکرات کی سختی سے نجات ملے گی۔ (۵) قبر میں وسعت ہوگی (۶) کسی کی محتاجی نہ ہوگی (۷) اللہ کی مخلوق اس سے محبت کرے گی اور حضور اکرم ﷺ کا قرب اور زیارت حاصل ہوگی۔ روزانہ کم از کم ایک بار ضرور پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ○

درود تنجینا

درود تنجینا وہ درود شریف ہے جسے پڑھنے سے ہر مشکل اور مہم سے نجات ملتی ہے۔ علامہ فاکہانی نے ایک بزرگ شیخ موسیٰ کا واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ ایک قافلے کے ساتھ بحری جہاز میں سفر کر رہے تھے کہ جہاز طوفان کی زد میں آ گیا۔ ہم لوگوں کو یقین ہو گیا کہ جہاز ڈوب جائے گا کیونکہ ایسے تیز و تند طوفان سے کوئی جہاز مشکل سے ہی بچتا ہے۔

شیخ فرماتے ہیں کہ اس عالم میں مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور غنودگی کے عالم میں دیکھا کہ ماہِ طیبہ حضرت محمد ﷺ تشریف لائے اور مجھے حکم دیا کہ تم اور تمہارے ساتھی یہ درود ہزار مرتبہ پڑھو۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور وضو کر کے درود شریف کا ورد شروع کر دیا ابھی ہم نے تین سو مرتبہ ہی درود پاک پڑھا تھا کہ طوفان کا زور کم ہو گیا اور آہستہ آہستہ رک گیا آسمان صاف ہو گیا اور سمندر پر سکون ہو گیا۔ اس درود پاک کی برکت سے تمام جہاز والوں کو نجات مل گئی۔ کہا گیا ہے کہ درود تنجینا عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے کیونکہ جس نے آدھی رات کو کسی بھی دنیاوی یا اخروی حاجت کے لئے اس درود پاک کو ایک ہزار بار پڑھا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا کر دیتا ہے کیونکہ یہ قبولیت میں برق خاطف سے زیادہ سریع، اکسیر اعظم اور بہت بڑا تریاق ہے۔

اس درود پاک کے بے پناہ فضائل ہیں بزرگان دین کا بارہا آزمایا ہوا ہے۔ سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک شخص مشکل میں گرفتار ہو گیا اس نے وضو کر کے معطر ہو کر یہ درود پاک پڑھا اس کی مشکل حل ہو گئی۔

شرح دلائل الخیرات کے مؤلف نے لکھا ہے جسے سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت کا شوق ہو وہ خالص نیت سے پڑھے، انشاء اللہ زیارت سے مشرف ہو گا۔ اس درود پاک کی برکت سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور بیماری سے نجات ملتی ہے۔ اس درود پاک کو بعد نماز فجر ۱۱ مرتبہ پڑھنا باعث خیر و برکت ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَ

تَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَ تُطَھِّرُنَا بِھَا

مِنْ جَمِیْعِ الذُّنُوْبِ وَالْاَمْرَاضِ وَالسَّیِّاٰتِ وَ

تَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَ تُبَلِّغُنَا بِھَا

اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیَاۃِ

وَفِی الْمَمَاتِ وَ بَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ سَرِیْعُ

الْمُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ

الرّٰحِمِیْنَ ○ وَ صَلَّی اللّٰہُ وَ سَلَّمَ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ

سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○

☆☆☆

درود ہزارہ

درود ہزارہ روحانیت کے طالبان کا محبوب درود ہے کیونکہ اس سے سالکین کو روحانی منازل طے کرنے میں بہت آسانی ہوتی ہے اور رسول اکرم ﷺ کی خاص شفقت عنایت اور توجہ حاصل ہوتی ہے۔ یہ درود سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت کے لئے بھی بہت

مؤثر ہے اسے ایک بار پڑھنے سے ہزار نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور ایک سو حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ سکون دل مشکلات، وسعت رزق اور قرض کی ادائیگی کے لئے بہت مجرب ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ o

☆☆☆

درود حبیب ﷺ

یہ درود شریف عاشقان رسول ﷺ کا خصوصی وظیفہ ہے۔ اس کے بے پناہ فیوض و برکات ہیں۔ اللہ کی رحمت ہوتی ہے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ غموں سے نجات ملتی ہے اللہ راضی ہوتا ہے قبر میں روشنی ہوگی اور سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت اور شفاعت نصیب ہوگی۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰٓی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

☆☆☆

درود خضری

یہ درود پاک اولیاء اللہ کے اکثر معمولات میں رہا ہے اس کے بے شمار فوائد ہیں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس درود شریف کو پڑھنے والا سرکار دو عالم ﷺ کا محبوب غلام بن جاتا ہے اور دین دنیا میں اسے کسی چیز کی کمی نہیں رہتی اور سکون قلب کی دولت سے مالا

مال ہو جاتا ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ

☆☆☆

درود ابن کثیرؒ

حضرت خالد ابن کثیرؒ کا جب وصال کا وقت آیا تو لوگوں نے ان کے سرہانے کاغذ کا ایک پرچہ لکھا ہوا پایا اور اس پر لکھا تھا کہ اے خالد ابن کثیر تمہیں دوزخ سے نجات ہے اس کاغذ کے پرچے کو دیکھتے ہی لوگوں کو بڑا تعجب ہوا سب کے سب فوراً ان کے گھر والوں کے پاس جمع ہوئے اور ان کی سب خوبی معلوم کرنے لگے ہر ایک حیران تھا کہ یہ کیا بات ہے تو پھر گھر والوں نے بتایا کہ خالد ابن کثیرؒ ہر جمعرات کی رات کو حضور ﷺ پر دس ہزار مرتبہ بڑے ادب و اخلاص کے ساتھ یہ درود پڑھتے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے ان کی بخشش و مغفرت کی خبر اہل دنیا کو دے دی۔ لہٰذا آج بھی اگر کوئی چاہے کہ اس کا خاتمہ بالایمان ہو اور اس کی نجات ہو تو اسے چاہیئے کہ جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب میں اس درود پاک کو دس ہزار مرتبہ پڑھے انشاء اللہ خاتمہ بالایمان ہوگا اور اللہ کا خاص فضل و کرم ہوگا کہ اہل دنیا حیران رہ جائیں گے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الطَّاهِرِ الْمُطَهَّرِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ○

درود حضوری

حضور پرنور آقائے دو جہاں ﷺ کی عالم روحانیت میں ایک مجلس لگی رہتی ہے جسے مجلس محمدی ﷺ کہتے ہیں اس مجلس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء عظام رحمہ اللہ علیہم کی روحیں حاضر ہوتی رہتی ہیں اور یہ مقام ظاہری حیات میں صرف ان اولیاء کو حاصل ہوتا ہے جنہیں مقام حضوری ملتا ہے اور یہ مقام حاصل کرنے کے لیے درود حضوری بڑا اکسیر ہے لہٰذا جو شخص روزانہ گیارہ سو مرتبہ یہ درود پڑھتا ہے اسے بڑی جلدی زیارت رسول اکرم ﷺ کے بعد مقام حضوری حاصل ہو جاتا ہے اسی لیے اس درود کو درود حضوری کہا جاتا ہے۔

حضرت شیخ عبداللہ بن نعمانؒ نے ایک مرتبہ خواب میں حضور ﷺ کو دیکھا تو عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں کونسا درود پڑھوں جو آپ کو سب سے زیادہ پسند ہو تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ درود پڑھا کرو چنانچہ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن نعمان اپنی بقیہ زندگی میں یہی درود پڑھتے رہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ مَلَاْتَ قَلْبُہٗ مِنْ جَلَالِكَ وَ عَیْنُہٗ مِنْ جَمَالِكَ فَاَصْبَحَ فَرِحًا مَسْرُوْرًا مُؤَیَّدًا مَنْصُوْرًا وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

☆☆☆

درود مقرب

حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص درود مقرب پڑھے اسے آخرت میں نبی کریم ﷺ کی شفاعت لازماً نصیب ہوگی۔ لہٰذا جو شخص یہ چاہے کہ قیامت کے روز اسے رسول اکرم ﷺ کی شفاعت نصیب ہو تو اسے چاہیئے کہ یہ درود روزانہ بعد نماز فجر ۴۱ مرتبہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط

☆☆☆

درود مستجاب الدعوات

یہ درود اللہ کا رحم و کرم حاصل کرنے کے لیے بہت بڑا وسیلہ ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ ط

☆☆☆

درودِ قطب

حضرت سید احمد بدویؒ بہت مصروف بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کو حضور ﷺ کی ذات گرامی سے بے پناہ عشق تھا اور اس عشق میں آپ جو درود پاک پڑھا کرتے تھے وہ درود بدوی کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت سید احمد بدویؒ کا یہ درود انوار الٰہی کے حصول کا سبب ہے کیوں کہ اسے پڑھنے سے بہت سے اسرار کا انکشاف ہوتا ہے۔ یہ درود بیداری اور خواب میں حضور ﷺ سے رابطے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اس لیے اسے پڑھنے سے

زیارت النبی ﷺ حاصل ہونے کے بعد حضوری کا مقام حاصل ہوتا ہے اس کے بعد حتیٰ کہ درجہ قطبیت حاصل ہو جاتا ہے۔اس لیے اسے درود قطب کہا جاتا ہے۔

اس درود کے متعلق اکثر بزرگوں کا کہنا ہے کہ اس کا تین بار پڑھنا دلائل الخیرات کی قرأت کے برابر ہے مگر درود پاک کی قرأت کے وقت اپنے دل میں نبی کریم ﷺ کی عظمت اور انوار کا تصور کرنا ضروری ہے اور یہ خیال کرے کہ بلاشبہ حضور ﷺ ہر بھلائی کے پہنچنے میں عظیم سبب اور واسطہ عظمیٰ ہیں ساتھ ہی طہارت کا خیال رکھنا ضروری ہے لہٰذا جو شخص چالیس دن تک روزانہ ایک سو بار اس درود پاک کو پڑھے تو اسے بے پناہ انوارات الٰہیہ کا حصول ہوگا۔اس کے علاوہ جو شخص یہ چاہے کہ اسے نیک کام کرنے کی توفیق ملے تو اسے چاہیئے کہ روزانہ صبح کی نماز کے بعد تین مرتبہ اور مغرب کی نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھے ان شاء اللہ اسے حسب منشاء توفیق الٰہی مل جائے گی۔

اس درود پاک کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ اسے پڑھنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے لہٰذا جو شخص یہ چاہے کہ اس کے رزق میں بیش بہا اضافہ ہو تو اسے چاہیئے کہ فجر کی سنتوں کے بعد اور فرضوں سے پہلے ۴۱ مرتبہ پڑھے ان شاء اللہ بیش بہا رزق ملے گا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نُوْرِ الْاَنْوَارِ وَ سِرِّ الْاَسْرَارِ وَ تِرْیَاقِ الْاَغْیَارِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمُخْتَارِ وَ اٰلِہِ الْاَطْھَارِ وَ اَصْحَابِہِ الْاَخْیَارِ عَدَدَ نِعَمِ اللّٰہِ وَ اِفْضَالِہٖ ط

☆☆☆

درود دیدار

یہ درود رسول اللہ ﷺ کے دیدار کے لیے بہت موثر ہے کیوں کہ جذب القلوب میں لکھا ہے کہ جو شخص پاکیزگی اور طہارت کے ساتھ اس درود شریف کو ہمیشہ ۳۱۳ مرتبہ پڑھا کرے گا اللہ تعالیٰ اسے خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت سے مشرف فرمائے گا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی
اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضَاہُ لَہٗ

☆☆☆

درود العابدین

یہ درود مشہور بزرگ حضرت معروف کرخیؒ کا وظیفہ خاص ہے۔ آپ نے یہ درود بہت کثرت سے پڑھا بلکہ آپ اٹھتے بیٹھتے ہر وقت درود عابدین پڑھتے رہتے تھے۔ اور انہوں نے اس درود شریف کے بے شمار اسرار دیکھے اس لیے وہ اپنے مریدین کو یہ درود شریف پڑھنے کی اکثر تلقین فرماتے اس درود کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ جو شخص یہ درود کثرت سے پڑھتا ہو اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں اپنی خاص رحمت سے مالا مال کر دیتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ مِّلْاَ
الدُّنْیَا وَ مِلْاَ الْاٰخِرَۃِ وَارْحَمْ مُّحَمَّدٍ وَّ اٰلِ
مُحَمَّدٍ مِّلْءَ الدُّنْیَا وَ مِلْءَ الْاٰخِرَۃِ وَاجْزِ مُحَمَّدًا

وَاٰلِ مُحَمَّدٍ مِّلْءَ الدُّنْيَا وَمِلْءَ الْاٰخِرَةِ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ مِّلْءَ الدُّنْيَا وَ مِلْءَ الْاٰخِرَةِ ۝

☆☆☆

درود حب رسول ﷺ

رسول اکرم ﷺ کی محبت دین اسلام کی اصل بنیاد ہے لہٰذا جو شخص یہ چاہے کہ اس کے دل میں رسول اکرم ﷺ کی بے پناہ محبت پیدا ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ یہ درود کثرت سے پڑھے اس درود کے پڑھنے سے ہر چیز کی محبت ترک ہو کر نبی اکرم ﷺ کی محبت بہت زیادہ ہو جائے گی اس کے علاوہ اس درود کے پڑھنے سے زیارت النبی ﷺ کا بھی شرف حاصل ہوگا۔

حضرت ابن مسعودؓ سے حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب درود پڑھنے والا ہوگا۔ اس سے زیادہ کیا نعمت ہو کہ اس پر حضور ﷺ کا سایہ ہوگا اور حضور ﷺ کا ساتھ ہوگا پھر کس چیز کا ڈر ہوگا؟ یہ محبت بھی بے مثال محبت ہوگی اور بے مثال اعزاز اور عجیب انعام واکرام۔ جس کو نہ کان نے سنا ہوگا اور نہ آنکھ نے دیکھا ہوگا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَحَبِيْبِنَا وَمَحْبُوْبِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ط

☆☆☆

درود نجات وبا

درود نجات وبا پڑھنے سے وباؤں سے نجات ملتی ہے اگر کسی مقام پر کوئی ایسی وبا پھیل جائے جس کا علاج یا حل نہ ہو رہا ہو تو اس صورت میں یہ درود سوا لاکھ مرتبہ پڑھنے سے وبا سے نجات ملے گی۔ اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ مولانا شمس الدین کے وطن میں ایک وبا پھوٹ پڑی بہت سی اموات ہو گئیں ایک رات انہیں سرور کائنات ﷺ کی زیارت ہوئی تو مولانا نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا حضور ﷺ اس علاقے میں وبا پھیل گئی ہے تو حضور ﷺ نے انہیں یہ درود پاک خواب میں بتایا اور فرمایا اگر کوئی وبا پھیلنے کی صورت میں یہ درود پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس علاقے کو وباء سے محفوظ کر دے گا۔ چنانچہ مولانا نے یہ درود پاک کثرت سے پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اس علاقے سے وبا کو ختم کر دیا۔ اسی لیے اسے درود نجات وبا کہا جاتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ م بِعَدَدِ کُلِّ دَآءٍ وَّدَوَآءٍ وَّ بَعُدَ کُلِّ مِلَّۃٍ وَّ شَفَآءٍ ط

☆☆☆

درود قلبی

یہ درود بارگاہِ رب العزت میں مقبول بندہ بننے کے لیے بہت اکسیر ہے جو شخص یہ چاہے کہ اس کی ہر دعا قبول ہو تو اسے چاہیئے کہ اس درود شریف کو دن رات باوضو رہ کر کثرت سے پڑھے انشاء اللہ درود شریف کی برکت سے اس کی ہر دعا قبول ہو گی جو شخص حج کے دنوں میں روضہ رسول کریم ﷺ پر حاضر ہو کر ۸ دن تک یہ درود روزانہ ۱۱۱ مرتبہ

پڑھے اسے قرب رسول ﷺ حاصل ہوگا۔ اس درود پاک کا ایک فائدہ یہ ہے اسے پڑھنے والے کا دل روشن ہو جاتا ہے اس کے قلب پر انوارات کی تجلی رہتی ہے اس کے علاوہ اس درود پاک کی برکت سے زندگی کے ہر شعبے میں کامیابی ہوتی ہے اور پڑھنے والے کی دین و دنیا سنور جاتی ہے اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اگر کوئی کسی بری عادت میں مبتلا ہو اور اسے چھوڑتا ہو مگر وہ نہ چھوٹتی ہو تو اسے چاہیئے کہ اس درود پاک کو ۱۱ مرتبہ صبح اور ۱۱ مرتبہ شام پڑھے انشاء اللہ بری عادت ختم ہو جائے گی اور پڑھنے والا ظاہری گناہوں سے پاکیزہ ہو جائے گا۔ اس درود سے آخرت میں نبی اکرم ﷺ کی شفاعت بھی نصیب ہوگی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا وَ مُرْشِدِنَا وَرَاحَۃِ قُلُوْبِنَا وَ طَبِیْبِ ظَاھِرِنَا وَ بَاطِنِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَ اَوْلِیَآءِ اُمَّتِہٖ وَ اَھْلِ طَاعَتِكَ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ط

☆☆☆

درود شفائے قلوب

درود شفاء پڑھنے سے روحانی وجسمانی بیماریوں کو شفاء ملتی ہے خاص کر جس شخص کو شیطانی وسوسہ بہت تنگ کرتا ہو اور نیک کاموں پر مائل ہونے میں نفس رکاوٹ ڈالتا ہو۔ تو اس درود پاک کو کثرت سے پڑھنے سے سب وسوسے ختم ہو جائیں گے ایسی جسمانی

بیماری جس کا طبیبوں سے علاج نہ ہوتا ہو اس کے لیے اس درود پاک کو ۴۰ دن تک روزانہ ۱۰۰ مرتبہ پڑھو انشاء اللہ بیماری کا بہتر حل کر دے گا اس کے علاوہ یہ درود امراض دل کے لیے بہت اکسیر ہے لہٰذا جو شخص دل کے کسی مرض میں مبتلا ہو تو اسے چاہیئے کہ ۳۱۵ مرتبہ ۱۱ دن تک بعد نماز فجر پڑھے انشاء اللہ دل کی ہر قسم کی بیماری سے نجات مل جائے گی اسی لیے اس درود کو درود شفائے قلوب کہا جاتا ہے۔ حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی بھی اس درود پاک کو اکثر پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوْبِ وَدَوَآئِھَا وَ عَافِیَۃِ الْاَبْدَانِ وَ شِفَآئِھَا نُوْرِ الْاَبْصَارِ وَ ضِیَآئِھَا وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَسَلِّمْ ط

☆☆☆

درود تریاق امراض

نزہت المجالس میں لکھا ہے کہ بعض صلحاء میں سے ایک صاحب نے عارف اللہ حضرت شیخ شہاب الدین ابن ارسلانؒ (جو بڑے زاہد اور عالم تھے) کو دیکھا اور ان سے اپنے مرض اور تکالیف کی شکایت کی انہوں نے فرمایا تریاق مجرب سے کہاں غافل ہو یہ درود پڑھا کرو۔

جو شخص یہ درود کثرت سے پڑھے اس کی روح اور دل زندہ ہو جائے گا اور اسے دنیا میں غیر فانی مقام حاصل ہوگا اور اس کی قبر ہمیشہ روشن رہے گی اور اس کے جسم کو قبر میں مٹی نہیں کھائے گی۔ اس لیے یہ درود ایسا روحانی نسخہ ہے کہ جسے پڑھنے سے آخرت سنور جاتی ہے لہٰذا ہر نماز کے بعد اس درود کو ایک مرتبہ دو مرتبہ ضرور پڑھنا چاہیے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی قَلْبِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْقُلُوْبِ وَ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی جَسَدِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ وَ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی قَبْرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ ط

☆☆☆

درود مکین

اس درود پاک کو روزانہ گھر میں ایک مرتبہ پڑھنے سے گھر میں خوشحالی اور سکون رہتا ہے اگر کوئی رشتہ دار بیوی یا اولاد کسی مسئلے میں تنگ کرتی ہو تو ۱۱۱ مرتبہ یہ درود پاک پڑھ کر پانی پھر پھونک کر ان کو پانی پلا دیں ہر طرف سے مخالفت ختم ہو جائے گی اور ماحول موافق ہو جائے گا۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کا ارشاد ہے کہ جو شخص چاہتا ہو کہ اسے حوض کوثر سے بھر بھر کر جام پلائے جائیں تو اسے یہ درود پڑھنا چاہیے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَوْلَادِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَ اَصْھَارِہٖ وَ اَنْصَارِہٖ وَ اَشْیَاعِہٖ وَ مُحِبِّیْہِ وَ اُمَّتِہٖ وَ عَلَیْنَا مَعَھُمْ اَجْمَعِیْنَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ○

درود نعم البدل صدقہ

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غصے کو صدقے کے سوا کوئی چیز ٹھنڈا نہیں کرتی مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص میں صدقہ دینے کی طاقت نہ ہو تو وہ کیا کرے اس کے متعلق حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی مسلمان کے پاس صدقہ دینے کی طاقت نہ ہو تو وہ اپنی دعا میں یہ درود پاک پڑھا کرے تو اللہ اسے صدقے کا بھی اجر عطا فرمائے گا۔ اس کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر یہ درود پڑھا کرو کیوں کہ یہ تمہارے لیے صدقہ ہے۔ اس لیے اس درود پاک کو روزانہ چند بار ضرور پڑھنا چاہیئے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَ

صَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِيْنَ

وَالْمُسْلِمَاتِ ط

☆☆☆

درود العاشقین

کل انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور کل کائنات سے بہتر اور افضل ہمارے پیارے پاک نبی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ خلقت میں سب سے اول اور کائنات کی اصل ہیں۔ اگر آپ ﷺ کا وجود باجود نہ ہوتا تو یہ کائنات ہرگز ہرگز نہ ہوتی۔ زمین و آسمان لوح و قلم اور کرسی ان سب سے پہلے آقائے نامدار حضرت رسول مقبول ﷺ کے نور کا ظہور ہو چکا تھا۔ تمام انبیاء علیہم السلام حضور ﷺ کی نبوت کی نسبت سے آپ ﷺ کی امت میں داخل ہیں حضور ﷺ پر پیغمبری ختم ہوگئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا

ظہور ہوگا تو وہ بھی حضور ﷺ کی امت کے ایک فرد کی حیثیت سے اس دنیا میں تشریف لائیں گے اور دین محمدی ﷺ کی تبلیغ کریں گے۔ حضور ﷺ جب معراج کو تشریف لے گئے تو سب کے سب انبیاء علیہم السلام کے سردار بن کر نماز پڑھائی۔ سب کے سب انبیاء آپ پر ایمان لا چکے ہیں اور آپ پر درود شریف پڑھتے ہیں اور آپ سے محبت کرتے ہیں اور آپ ان کے سردار ہیں۔ وہ سب حضور ﷺ کے دین اسلام پر ہیں۔

حضور ﷺ کا عشق عین اللہ کا عشق ہے اور اس درود پاک کو پڑھنے والا عاشق صادق و بامراد ہو جاتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَحْبُوْبِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْھَاشِمِیِّ الْقُرَشِیِّ الذَّکِیِّ الْمَدَنِیِّ الْعَرَبِیِّ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَ حَبِیْبِنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدُ اللّٰہِ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبُ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْحِجَازِیِّ الْحَرَمِیِّ بِقَدْرِ حُسْنِہٖ وَ جَمَالِہٖ ط

☆☆☆

درود الفاتح

درود الفاتح ایسا درود ہے جس سے ہر بند چیز کھل جاتی ہے اور ہر کام میں فتح حاصل ہوتی ہے اسی لیے اسے درود فاتح کہا جاتا ہے۔ مولانا ابوالمقارب شیخ شمس الدین بن ابوالحسن ابوالبکری فرماتے ہیں کہ یہ درود شریف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے

معمول میں تھا اور ان کے طریقہ میں تھا اس درود پاک کی بدولت اللہ تعالیٰ نے آپ کو صدیق کا درجہ عطا فرمایا اللہ تعالیٰ کی معرفت کے درجے طے ہوئے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس درود کا ایک مرتبہ پڑھنا دس ہزار مرتبہ پڑھنے کے برابر ہے کچھ اولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ اس درود شریف کا ایک مرتبہ پڑھنا چار ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کے برابر ہے اور یہ عین ممکن ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْفَاتِحِ لِمَا اُغْلِقَ وَالْخَاتِمِ لِمَاسَبَقَ وَ النَّاصِرِ الْحَقِّ بِالْحَقِّ وَالْھَادِیْ اِلٰی صِرَاطِكَ الْمُسْتَقِیْمَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ حَقَّ قَدْرِہٖ وَ مِقْدَارِہِ الْعَظِیْمِ ○

☆☆☆

درود امام بوصیری

یہ حضرت امام بوصیریؒ کے قصیدہ بردہ شریف کے دیباچہ کا شعر ہے جو درود بوصیری کے نام سے مشہور ہے دراصل یہ شعر قصیدہ بردہ شریف کا نچوڑ ہے اور بے پناہ دینی و دنیوی فوائد کا حامل ہے جو شخص یہ درود روزانہ سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام پڑھے اس کا دل عشق رسول سے موجزن ہو جائے گا اور اگر رسول اکرم ﷺ کی زیارت کو مدنظر رکھے گا تو زیارت سے نوازا جائے گا۔ دراصل درود کو دائمی طور پر پڑھنے والا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے اور مرنے کے بعد اسے حضور ﷺ کی شفاعت سے جنت ملے گی۔

اگر کوئی حاجت درپیش ہو تو ۱۲۰ دن تک پندرہ سو مرتبہ روزانہ بعد نماز فجر یا بعد نماز عشاء پڑھے، انشاء اللہ نبی کریم ﷺ کے صدقے حاجت پوری ہوگی۔ اگر کوئی مالی دشواری درپیش ہو یا کسی کا قرض دینا ہو یا کسی سے قرض وصول کرنا ہو اور اس کی ادائیگی یا وصولی کی کوئی صورت بنتی ہوئی نظر نہ آتی ہو تو چالیس دن تک اسے روزانہ ۳۱۲۵ مرتبہ پڑھے، انشاء اللہ رزق میں فوراً اضافہ ہوگا۔ ۱۲ سال تک روزانہ گیارہ ہزار مرتبہ پڑھنے سے درجہ ولایت حاصل ہوگا۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمْ

یا اس طرح پڑھیں

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمْ

☆☆☆

درود خمسہ کے فضائل

جو شخص یہ درود پڑھے گا اسے ایک ہزار حج اور ایک ہزار عمرے کا ثواب حاصل ہوگا اگر ہر روز ایک ایک بار درود پڑھے گا تو اسے سات نعمتیں حاصل ہوں گی۔

نمبر ا۔ رزق میں برکت، ۲۔ تمام کام آسان ہوں گے۔ ۳۔ نزع کے وقت کلمہ نصیب ہوگا۔ ۴۔ جان کنی کی سختی سے محفوظ رہے گا۔ ۵۔ قبر میں وسعت ہوگی۔ ۶۔ کسی کی محتاجی نہ ہوگی۔ ۷۔ مخلوق خدا میں محبت ہوگی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ؐ بِعَدَدِ انفاسِ
الْمَخْلُوْقَاتِ وَ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ؐ بِعَدَدِ
اَبْحَارِ الْمَوْجُوْدَاتِ وَ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
بِعَدَدِ حُرُوْفِ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ وَالدَّعْوَاتِ وَ
صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ؐ بِعَدَدِ سَوَاکِنُ الْاَرْضِ
وَالسَّمٰوَاتِ اِلٰی ھَیْئَۃٍ مِنْ الْمَوْجُوْدِ وَالْمَعْدُوْمِ
اِلٰی اَبَدِ الْاٰبَادِ مِنْ اَزَلِہٖ وَ اَوْسَطَ حَشْرِہٖ بُقَآئِہٖ وَ
صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ
اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ○

☆☆☆

درود حل المشکلات

یہ درود مشکلات کو آسان کرنے کے لیے بہت موثر ہے اس لیے اسے درود حل المشکلات کہا جاتا ہے اکثر بزرگوں نے اسے مشکل کے وقت پڑھا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
قَدْ ضَاقَتْ حِیْلَتِیْ اَدْرِكْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ○

دعائے گنج العرش

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـــهُ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـــهُ سُبْحَـانَ الْعَزِيْزِ الْجَبَّارِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـــهُ سُبْحَانَ الرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـــهُ سُبْحَـانَ الْغَفُوْرِ الرَّحِيْمِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـــهُ سُبْحَـانَ الْكَرِيْمِ الْحَكِيْمِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـــهُ سُبْحَـانَ الْقَوِيِّ الْوَفِيِّ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـــهُ سُبْحَـانَ اللَّطِيْفِ الْخَبِيْرِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـــهُ سُبْحَـانَ الصَّمَدِ الْمَعْبُوْدِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـــهُ سُبْحَـانَ الْغَفُوْرِ الْوَدُوْدِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـــهُ سُبْحَـانَ الْوَكِيْلِ الْكَفِيْلِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـــهُ سُبْحَـانَ الرَّقِيْبِ الْحَفِيْظِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـــهُ سُبْحَـانَ الدَّآئِمِ الْقَآئِمِ

لَآ اِلٰــــهَ اِلَّا اللّٰــهُ سُبْحَانَ الْمُحْيِ الْمُمِيْتِ

لَآ اِلٰــــهَ اِلَّا اللّٰــهُ سُبْحَـانَ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ

لَآ اِلٰــــهَ اِلَّا اللّٰــهُ سُبْحَانَ الْخَالِقِ الْبَارِئِ

لَآ اِلٰــــهَ اِلَّا اللّٰــهُ سُبْحَانَ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

لَآ اِلٰــــهَ اِلَّا اللّٰــهُ سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ

لَآ اِلٰــــهَ اِلَّا اللّٰــهُ سُبْحَانَ الْمُؤْمِنِ الْمُهَيْمِنِ

لَآ اِلٰــــهَ اِلَّا اللّٰــهُ سُبْحَانَ الْحَسِيْبِ الشَّهِيْدِ

لَآ اِلٰــــهَ اِلَّا اللّٰــهُ سُبْحَانَ الْحَلِيْمِ الْكَرِيْمِ

لَآ اِلٰــــهَ اِلَّا اللّٰــهُ سُبْحَانَ الْاَوَّلِ الْقَدِيْمِ

لَآ اِلٰــــهَ اِلَّا اللّٰــهُ سُبْحَانَ الْاَوَّلِ الْاٰخِرِ

لَآ اِلٰــــهَ اِلَّا اللّٰــهُ سُبْحَانَ الظَّاهِرِ الْبَاطِنِ

لَآ اِلٰــــهَ اِلَّا اللّٰــهُ سُبْحَانَ الْكَبِيْرِ الْمُتَعَالِ

لَآ اِلٰــــهَ اِلَّا اللّٰــهُ سُبْحَانَ الْقَاضِي الْحَاجَاتِ

لَآ اِلٰــــهَ اِلَّا اللّٰــهُ سُبْحَانَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْبُرْهَانِ السُّلْطَانِ

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ السَّمِيْعِ الْبَصِيْرِ

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْعَلِيْمِ الْحَكِيْمِ

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ السَّتَّارِ الْغَفَّارِ

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الرَّحْمٰنِ الدَّيَّانِ

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْكَبِيْرِ الْاَكْبَرِ

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْعَلِيْمِ الْعَلَّامِ

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الشَّافِيْ الْكَافِيْ

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْعَظِيْمِ الْبَاقِيْ

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الصَّمَدِ الْاَحَدِ

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتِ

لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـہُ سُبۡـحَـانَ خَالِقِ الۡمَخۡلُوۡقَاتِ

لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـہُ سُبۡحَانَ مَنۡ خَلَقَ الَّیۡلِ وَالنَّھَارَ

لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـہُ سُبۡـحَـانَ الۡخَـالِقِ الرَّزَّاقِ

لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـہُ سُبۡـحَـانَ الۡفَتَّاحِ الۡعَلِیۡمِ

لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـہُ سُبۡـحَـانَ الۡعَـزِیۡزِ الۡغَنِیِّ

لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـہُ سُبۡـحَـانَ الۡغَفُوۡرِ الشَّکُوۡرِ

لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـہُ سُبۡـحَـانَ الۡعَظِیۡمِ الۡعَلِیۡمِ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سُبۡحَانَ ذِی الۡمُلۡکِ وَالۡمَلَکُوۡتِ

لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـہُ سُبۡـحَـانَ ذِی الۡعِزَّۃِ وَالۡعَظۡمَۃِ

لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـہُ سُبۡحَانَ ذِی الۡھَیۡبَۃِ وَالۡقُدۡرَۃِ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سُبۡحَانَ ذِی الۡکِبۡرِیَآءِ وَالۡجَبَرُوۡتِ

لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـہُ سُبۡـحَـانَ السَّتَّارِ الۡعَظِیۡمِ

لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـہُ سُبۡـحَـانَ الۡعَالِمِ الۡغَیۡبِ

لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـہُ سُبۡـحَـانَ الۡحَمِیۡدِ الۡمَجِیۡدِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْحَكِيْمِ الْقَدِيْمِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْقَادِرِ السَّتَّارِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْغَنِيِّ الْعَظِيْمِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْعَلَّامِ السَّلَامِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْمَلِكِ النَّصِيْرِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْغَنِيِّ الرَّحْمٰنِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْقَرِيْبِ الْحَسَنٰتِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْوَلِيِّ الْحَسَنٰتِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الصَّبُوْرِ السَّتَّارِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْخَالِقِ النُّوْرِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْغَنِيِّ الْمُعْجِزِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْفَاضِلِ الشَّكُوْرِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْغَنِيِّ الْقَدِيْمِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـهُ سُبْحَانَ ذِی الْجَلَالِ الْمُبِیْنِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـهُ سُبْحَـانَ الْخَالِصِ الْمُخْلِصِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـهُ سُبْحَـانَ الصَّـادِقِ الْوَعْدِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـهُ سُبْحَـانَ الْـحَـقِّ الْـمُبِیْنِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـهُ سُبْحَانَ ذِی الْقُوَّةِ الْمَتِیْنِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـهُ سُبْحَـانَ الْقَوِیِّ الْعَزِیْزِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـهُ سُبْحَـانَ الْعَلَّامِ الْغُیُوْبِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـهُ سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـهُ سُبْحَـانَ السَّتَّـارِ الْعُیُوْبِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـهُ سُبْحَـانَ الْـمُسْتَعَانِ الْغَفُوْرِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـهُ سُبْحَـانَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـهُ سُبْحَـانَ الرَّحْمٰنِ السَّتَّـارِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـهُ سُبْحَـانَ الـرَّحِیْمِ الْغَفَّـارِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـهُ سُبْحَـانَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّـابِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْقَادِرِ الْمُقْتَدِرِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ ذِی الْغُفْرَانِ الْحَلِيْمِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْمَالِكِ الْمُلْكِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْبَارِئِ الْمُصَوِّرِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْعَزِيْزِ الْجَبَّارِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْجَبَّارِ الْمُتَكَبِّرِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْقُدُّوْسِ السُّبُّوْحِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ رَبِّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ ذِی الْاٰلَآءِ وَالنَّعْمَآءِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْمَقْصُوْدِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْحَنَّانِ الْمَنَّانِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اٰدَمُ صَفِیُّ اللّٰهِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نُوْحٌ نَجِیُّ اللّٰهِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـهُ اِبْرٰهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰـهِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـهُ اِسْمٰعِيْلُ ذَبِيْحُ اللّٰـهِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُوْسٰى كَلِيْمُ اللّٰـهِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـهُ دَاوٗدُ خَلِيْفَةُ اللّٰـهِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـهُ عِيْسٰى رُوْحُ اللّٰـهِ

لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ

وَزِيْنَةِ فَرْشِهٖ اَفْضَلِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ سَيِّدِنَا

وَسَنَدِنَا وَشَفِيْعِنَا وَحَبِيْبِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ

عَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيّٰتِهٖ

اَجْمَعِيْنَ ۝ وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ۝

بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

اَلْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی لِلْبَارِئِ تَعَالٰی جَدُّہٗ وَ عَزَّ اسْمُہٗ

باری تعالیٰ عزاسمہٗ کے اسمائے حسنیٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان، نہایت رحم کرنیوالا ہے

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ	الرَّحْمٰنُ
وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں	نہایت مہربان

الرَّحِیْمُ	الْمَلِكُ	الْقُدُّوْسُ	السَّلَامُ
رحم والا	بادشاہ	نہایت پاک	سلامتی دینے والا
الْمُؤْمِنُ	الْمُهَیْمِنُ	الْعَزِیْزُ	الْجَبَّارُ
امن بخشنے والا	حفاظت فرمانے والا	عزت والا	عظمت والا
الْمُتَكَبِّرُ	الْخَالِقُ	الْبَارِئُ	الْمُصَوِّرُ
تکبر والا	پیدا کرنے والا	عالم کا بنانے والا	صورت بنانے والا
الْغَفَّارُ	الْقَهَّارُ	الْوَهَّابُ	الرَّزَّاقُ
بڑا معاف فرمانے والا	سب پر غالب	عطا کرنے والا	رزق دینے والا
الْفَتَّاحُ	الْعَلِیْمُ	الْقَابِضُ	الْبَاسِطُ
بڑا نیاؤ چکانے والا	جاننے والا	سمیٹنے والا	پھیلانے والا
الْخَافِضُ	الرَّافِعُ	الْمُعِزُّ	الْمُذِلُّ
پست کرنے والا	بلند کرنے والا	عزت دینے والا	ذلت دینے والا

اَلسَّمِیْعُ	**اَلْبَصِیْرُ**	**اَلْحَکَمُ**	**اَلْعَدْلُ**
سننے والا	دیکھنے والا	حاکم	عدل کرنے والا
اَللَّطِیْفُ	**اَلْخَبِیْرُ**	**اَلْحَلِیْمُ**	**اَلْعَظِیْمُ**
باریک بین	خبردار	بردبار	بڑائی والا
اَلْغَفُوْرُ	**اَلشَّکُوْرُ**	**اَلْعَلِیُّ**	**اَلْکَبِیْرُ**
بخشنے والا	شکرگزار	بلند	بڑا
اَلْحَفِیْظُ	**اَلْمُقِیْتُ**	**اَلْحَسِیْبُ**	**اَلْجَلِیْلُ**
نگہبان	قوت دینے والا	کافی	بزرگ
اَلْکَرِیْمُ	**اَلرَّقِیْبُ**	**اَلْمُجِیْبُ**	**اَلْوَاسِعُ**
سخی	نگہبان	دعا قبول کرنیوالا	فراخی دینے والا
اَلْحَکِیْمُ	**اَلْوَدُوْدُ**	**اَلْمَجِیْدُ**	**اَلْبَاعِثُ**
حکمت والا	بہت محبت کرنیوالا	عزت والا	اٹھانے والا
اَلشَّهِیْدُ	**اَلْحَقُّ**	**اَلْوَکِیْلُ**	**اَلْقَوِیُّ**
گواہ	سچا	کارساز	قوت والا
اَلْمَتِیْنُ	**اَلْوَلِیُّ**	**اَلْحَمِیْدُ**	**اَلْمُحْصِی**
مضبوط	دوست	خوبیوں والا	گھیرنے والا

اَلْمُبْدِئُ	اَلْمُعِيْدُ	اَلْمُحْيِيْ	اَلْمُمِيْتُ
پہلے پیدا کرنیوالا	دوبارہ پیدا کرنیوالا	زندہ کرنے والا	مارنے والا
اَلْحَيُّ	اَلْقَيُّوْمُ	اَلْوَاجِدُ	اَلْمَاجِدُ
زندہ	اوروں کو قائم رکھنے والا	ہر چیز کا پانے والا	بزرگی والا
اَلْوَاحِدُ	اَلْاَحَدُ	اَلصَّمَدُ	اَلْقَادِرُ
ایک	یکتا	بے نیاز	قدرت والا
اَلْمُقْتَدِرُ	اَلْمُقَدِّمُ	اَلْمُؤَخِّرُ	اَلْاَوَّلُ
قدرت رکھنے والا	قرب بخشنے والا	دور کرنے والا	سب سے پہلا
اَلْاٰخِرُ	اَلظَّاهِرُ	اَلْبَاطِنُ	اَلْوَالِيْ
سب سے آخر	ظاہر	پوشیدہ	متسلّط
اَلْمُتَعَالِ	اَلْبَرُّ	اَلتَّوَّابُ	اَلْمُنْعِمُ
بلندی والا	احسان کرنے والا	توبہ قبول کرنے والا	انعام دینے والا
اَلْمُنْتَقِمُ	اَلْعَفُوُّ	اَلرَّءُوْفُ	مَالِكُ الْمُلْكِ
بدلہ لینے والا	معاف کرنے والا	نہایت مہربان	مالک مُلک کا
ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ		اَلرَّبُّ	اَلْمُقْسِطُ
صاحب بزرگی اور بخشش کا		پالنے والا	عدل کرنے والا

اَلْجَامِعُ	اَلْغَنِیُّ	اَلْمُغْنِیْ	اَلْمُعْطِیْ
جمع کرنے والا	بے پروا	دولتمند کرنے والا	دینے والا
اَلْمَانِعُ	اَلضَّآرُّ	اَلنَّافِعُ	اَلنُّوْرُ
بچانے والا	ضرر دینے والا	نفع دینے والا	روشنی والا
اَلْهَادِیْ	اَلْبَدِیْعُ	اَلْبَاقِیْ	اَلْوَارِثُ
راہ دکھانے والا	نیا پیدا کرنے والا	ہمیشہ رہنے والا	وارث
اَلرَّشِیْدُ	اَلصَّبُوْرُ	اَلَّذِیْ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ	
رہنما	بڑا تحمل والا	وہ ذات کہ اس جیسا کوئی	

شَیْءٌ وَّهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا

نہیں اور وہی سنتا دیکھتا ہے تیری معافی ہوا ے رب ہمارے

وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ

اور تیری ہی طرف پھرنا ہے تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار

سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ مُّرِیْدٌ مُّتَکَلِّمٌ

سننے والا دیکھنے والا جاننے والا قدرت والا ارادے والا کلام کرنے والا

اَسْمَآءُ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الْمُقَدَّسَةُ ﷺ

حضرت نبی کریم ﷺ کے اسمائے مقدس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان، نہایت رحم کرنیوالا ہے

مُحَمَّدٌ ﷺ	اَحْمَدُ ﷺ	حَامِدٌ ﷺ	مَحْمُوْدٌ ﷺ
تعریف والا	سب سے زیادہ حمد کرنیوالا	سراہنے والا	سراہا گیا
قَاسِمٌ ﷺ	عَاقِبٌ ﷺ	فَاتِحٌ ﷺ	خَاتَمٌ ﷺ
بانٹنے والا	پیچھے آنے والا	کھولنے والا	ختم کرنے والا
حَاشِرٌ ﷺ	مَاحٍ ﷺ	دَاعٍ ﷺ	سِرَاجٌ ﷺ
اکٹھا کرنے والا	محو کرنے والا	بُلانے والا	چمکتا چراغ
رَشِیْدٌ ﷺ	مُنِیْرٌ ﷺ	بَشِیْرٌ ﷺ	نَذِیْرٌ ﷺ
نیک چلن	روشنی والا	خوشخبری سنانے والا	ڈر سنانے والا
هَادٍ ﷺ	مُهْدٍ ﷺ	رَسُوْلٌ ﷺ	نَبِیٌّ ﷺ
ہدایت کرنے والا	ہدایت والا	رسول	نبی
طٰهٰ ﷺ	یٰسٓ ﷺ	مُزَّمِّلٌ ﷺ	مُدَّثِّرٌ ﷺ
طٰہٰ	یٰسٓ	جھرمٹ مارنے والا	بالا پوش اوڑھنے والا
شَفِیْعٌ ﷺ	خَلِیْلٌ ﷺ	کَلِیْمٌ ﷺ	حَبِیْبٌ ﷺ
بخشوانے والا	گہرا دوست	کلام کرنے والا	دوست

مُصْطَفٰی	مُرْتَضٰی	مُجْتَبٰی	مُخْتَارٌ
چنا ہوا	برگزیدہ	چنا ہوا	پسندیدہ
نَاصِرٌ	مَنْصُوْرٌ	قَائِمٌ	حَافِظٌ
مدد دینے والا	مدد دیا گیا	قائم	نگہبان
شَهِيْدٌ	عَادِلٌ	حَكِيْمٌ	نُوْرٌ
گواہ	عدل والا	حکمت والا	نور والا
حُجَّةٌ	بُرْهَانٌ	اَبْطَحِيٌّ	مُؤْمِنٌ
دلیل	حجت	ابطح والا	ایمان والا
مُطِيْعٌ	مُذَكِّرٌ	وَاعِظٌ	اَمِيْنٌ
(اللہ کا) تابعدار	نصیحت کرنے والا	واعظ	امانت دار
مَدَنِيٌّ	عَرَبِيٌّ	هَاشِمِيٌّ	تِهَامِيٌّ
مدینے والا	عرب والا	ہاشمی	تہامی
حِجَازِيٌّ	نِزَارِيٌّ	قُرَشِيٌّ	مُضَرِيٌّ
حجاز والا	مضر بن نزار کی اولاد سے	قریشی	مُضری

اُمِّیٌّ	عَزِیْزٌ	حَرِیْصٌ	رَءُوْفٌ
بے پڑھا	غالب	حرص کرنیوالا (لوگوں کے ایمان کیلئے)	نہایت مہربان
رَحِیْمٌ	یَتِیْمٌ	غَنِیٌّ	جَوَّادٌ
رحم والا	یتیم	بے پروا	سخی
فَتَّاحٌ	عَالِمٌ	طَیِّبٌ	طَاهِرٌ
کھولنے والا	جاننے والا	نفیس	پاک
مُطَهَّرٌ	خَطِیْبٌ	فَصِیْحٌ	سَیِّدٌ
پاکیزہ	وعظ کرنے والا	عمدہ بیان والا	سردار
مُتَّقِیٌّ	اِمَامٌ	بَارٌّ	شَافٍ
برگزیدہ	پیشوا	نیک	شفا دینے والا
مُتَوَسِّطٌ	سَابِقٌ	مُتَصَدِّقٌ	مَهْدِیٌّ
متوسط	آگے جانے والا	میانہ رو	ہدایت والا
حَقٌّ	مُبِیْنٌ	اَوَّلٌ	اٰخِرٌ
سچا	روشن	اول	پچھلا
ظَاهِرٌ	بَاطِنٌ	رَحْمَةٌ	مُحَلِّلٌ
ظاہر	پوشیدہ	رحمت	حلال کرنے والا

مُحَرِّمٌ ﷺ	اٰمِرٌ ﷺ	صَادِقٌ ﷺ	مُصَدِّقٌ ﷺ
حرام کرنے والا	حکم دینے والا	سچا	سچ کر دکھانے والا
نَاطِقٌ ﷺ	صَاحِبٌ ﷺ	مَکِّیٌّ ﷺ	نَاهٍ
بولنے والا	ساتھی	مکے والا	منع کرنے والا
شَکُوْرٌ ﷺ	قَرِیْبٌ ﷺ	مُنِیْبٌ ﷺ	مُبَلِّغٌ ﷺ
بڑا شکر گزار	قریب	رجوع کرنے والا	پہنچانے والا
طٰسٓ	حٰمٓ	حَبِیْبٌ ﷺ	اَوْلٰی
طٰس	حٰم	محبوب	شفقت والا

وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی

اور رحمت اللہ کی اوپر

خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

(رسول) بہترین خلقت اس کی کے ہمارے سردار محمد ﷺ کے

وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ○

اور اوپر اولاد آپ ﷺ کی اور اصحاب آپ ﷺ کے سب کے